کیلون ازم کے
پانچ نکات

کلامِ خدا کے طالبوں کے لئے

the five points of calvinism

palmer

BAKER

0-8010-6926-2
Theology

the five points of calvinism

a study guide by
edwin h. palmer

enlarged edition

This study guide explains the truths of Calvinism in clear, contemporary terms. The five points of Calvinism — Total Depravity, Unconditional Election, Limited Atonement, Irresistible Grace, Perseverance of the Saints — are carefully analyzed and interpreted in the light of Scripture. Each of the chapters is followed by discussion questions, making this book ideal for classes and study groups.

Added to this edition is a chapter on reprobation (Chapter 7, "Twelve Theses on Reprobation"). It will challenge the reader to delve further into the Biblical evidence for the teachings of Calvin and to make mature judgments concerning the truths of Scripture.

Edwin H. Palmer was Executive Secretary of the New International Version of the Bible (NIV) and General Editor of the NIV Study Bible. He served as a pastor in Christian Reformed Churches in Spring Lake, Ann Arbor, and Grand Rapids and as an instructor at Westminster Theological Seminary. He is the author of *The Person and Ministry of the Holy Spirit*.

BAKER
BOOK HOUSE
Grand Rapids, Michigan 49506

کیلون ازم کے

پانچ نکات

توسیع شدہ ایڈیشن

ایڈون ایچ۔ پامر

EDWIN H. PALMER

مترجم:

پادری سردار احمد دین

بیکر بک ہاوس

گرینڈ ریپڈز مشی گن

مقدمہ

اس کتاب کا عنوان "کیلون کے پانچ نکات" FIVE POINTS OF CALVIN ہی مغالطہ آمیز ہے۔ کیونکہ نہ تو کیلون ازم کے پانچ نکات ہیں اور نہ ہی کیلون "پانچ نکات" کا مصنف ہے۔

اولاً کیلون پانچ نکات تک محدود نہیں ثانیاً یہ ہزار ہا نکات پر مشتمل ہے۔ کیلون ازم کے متعلق پہلا خیال جو لوگوں کے ذہن میں آتا ہے وہ "پیش تقرری PREDESTINATION" ہے۔ لیکن اگر انہیں الہیات کا تھوڑا سا بھی ادراک ہو تو وہ سمجھ سکتے ہیں کہ دیگر چار نکات بھی اسی ایک نکتے سے منسلک ہیں۔ لیکن یہ نظریہ بھی زیادہ درست نہیں۔ کیونکہ کیلون ازم پانچ نکات سے کہیں وسیع تر ہے بلکہ اگر دیکھا جائے تو اس کا "پانچ نکات" سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ کیوں کہ پہلا کتابچہ جو اقرار الایمان "THE FIRST CATECHISM" سے متعلق جان کیلون نے 1537 میں لکھا وہ اس میں "پیش تقرری کا ذکر اس نے بہت ہی مختصر طور پر کیا پھر سوال و جواب نامی اقرار الایمان میں جو اسی سال لکھا گیا اس کا ذکر تک موجود نہیں ہے۔ سوال و جواب کے دوسرے ایڈیشن میں یعنی چار اقرار الایمان میں جو جان کیلون کے نام سے منسوب ہیں اس تعلیم کا ذکر بالکل رسمی طور پر کیا گیا ہے، اس کا یادگار ایڈیشن "THE INSTITUTE" اگرچہ نجات کے عمل کا مکمل احاطہ کرتا ہے تو بھی اس میں مندرجہ بالا تعلیم کو زیادہ اہمیت نہیں دی گئی۔

بعد کے ایڈیشنوں میں جب "خدا کے فضل" پر بہت زیادہ اعتراضات کئے گئے تو جان کیلون نے "پیش تقرری" کو تفصیل سے بیان کیا۔ یاد رکھیں کیلون ازم کے لاتعداد نکات ہیں۔ اس میں وہی وسعت ہے جو کتاب

مقدس میں ہے۔ آئیں ذرا دیکھیں کیا بائبل تثلیث کی تعلیم دیتی ہے؟ کیلون ازم بھی اس کی تعلیم دیتا ہے۔ کیا بائبل مقدس "الوہیت مسیح" فضل کے عہد، راستبازی بذریعہ ایمان، تقدیس، آمد ثانی، صحت کتب مقدسہ کلام مقدس کے لا خطا ہونے، دنیا اور زندگی کے نظریات پیش کرتی ہے۔ کیلون ازم بھی یہی نظریات پیش کرتا ہے کیونکہ جان کیلون کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنی منادی۔ تعلیم و تدریس اور تصنیف کے ذریعہ صرف اور صرف خدا کے کلام کی تشریح کرے (SCRIPTURA SOLA - SCRIPTURA TOTA)

کیلون ازم در اصل بائبل مقدس کو واضح طور پر بیان کرنے کی ایک اعلیٰ کاوش ہے اسے پانچ نکات تک محدود کرنا اسکی تحریک سے بے انصافی اور اس کے نام نامی کی توہین کے مترادف ہوگا۔

کیلون ازم کے پانچ نکات "میں نہ صرف لفظ پانچ سماعت پہ گراں گزرتا ہے بلکہ کیلون ازم بھی مغالطہ آمیز ہے۔ اس سے یہ تصور ذہن میں آتا ہے کہ پانچ نکات کا مصنف ہی جان کیلون ہے۔ ایسی غلط فہمی اس حقیقت پر پردہ ڈال دیتی ہے کہ کیلون نے صرف بائبل کی تشریح کی ہے۔ اس نے نئی تعلیم ایجاد نہیں کی بلکہ وہی کچھ دریافت کیا جو مدتوں پہلے سے موجود تھا۔ یعنی بالکل اس طرح جس طرح کولمبس (COLUMBUS) نے امریکہ اور نیوٹن (NEWTON) نے کشش ثقل کا قانون دریافت کیا جو پہلے سے موجود تھے۔ جان کیلون بائبل مقدس کی سچائیاں بیان کرنے والا پہلا اور آخری آدمی نہیں ہے۔ حالانکہ بہت سے علماء نے بھی اسکی علمی و روحانی استعداد اور قابلیت کا اعتراف کرنے میں کسی بخل سے کام نہیں لیا۔ آگسٹین AUGUSTINE سے گوٹسچالک GOTTSCHALK اور سپرجئین SPURGEON تک، لوتھرن LUTHERAN سے بپٹسٹ BAPTISTS اور ڈومینکن DOMINICANS تک، ہالینڈ DUTCH سے سکاٹ لینڈ SCOTLAND اور فرانس FRENCH تک، افراد سے ایسوسی ایشن اور کلیسیائی عقائد تک، عام کلیسیائی

ممبر سے گیت نویس اور علمائے علم الٰہی تک نے جان کیلون کا نام کثرت سے استعمال کیا ہے اور یہ اس لئے نہیں ہوا کہ جان کیلون ہی پہلا اور واحد استاد تھا بلکہ اس لئے ہوا کہ قرون وسطیٰ کے طویل سکوت کے بعد بائبل کی سچائیوں کی تشریحات میں وہ اپنے معاصرین اور متاخرین کا پیشرو تھا۔ چنانچہ ہر نو آموز کو ایسے محسوس ہوا جیسے جان کیلون نے ہی ان تعلیمات کو ایجاد کیا ہو۔

اس کتاب میں خدائے بزرگ و برتر کے مقتدر فضل کی سچائیوں پر نقد و نظر موجود ہے۔ ان سچائیوں کو ازبر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم T-U-L-I-P ٹولپ کو زبانی یاد کرلیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

TOTAL DEPRAVITY کلی بگاڑ

UNCONDITIONAL ELECTION غیر مشروط برگزیدگی

LIMITED ATONEMENT محدود کفارہ

IRRISISTABLE GRACE ناقابل مزاحمت فضل (ثابت قدمی یا مستقل مزاجی)

PERSEVERANCE OF SAINTS مقدسوں کی دائمی سعادت (استقامت)

فہرست مضامین

افشائے راز

مقدمہ

۱۔ کلی بگاڑ ۱۰

۲۔ غیر مشروط چناؤ ۳۲

۳۔ محدود کفارہ ۵۶

۴۔ ناقابل مزاحمت فضل ۷۷

۵۔ مقدسوں کی دائمی سعادت مندی ۹۴

۶۔ بڑا بھید ۱۱۳

۷۔ رد کئے جانے پر بارہ دعوے ۱۳۵

۸۔ ذرائع مواد ۱۶۴

ا

کلی بگاڑ

TOTAL DEPRAVITY

چونکہ کلی بگاڑ کے بارے بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ پہلے اسکا منفی پہلو پیش کردیا جائے یعنی یہ تعلیم کیا کچھ نہیں ہے؟ اور اس کے بعد دیکھا جائے کہ یہ تعلیم کیاہے؟

ا۔ کہ یہ تعلیم کیا کچھ نہیں ہے؟

(الف) یہ قطعی یا حتمی بگاڑ نہیں ہے
(ABSOLUTE DEPRAVITY)

بگاڑ نہیں ہے جب کبھی بگاڑ کا لفظ کلی کے ساتھ آتا ہے تو ذہن میں خیال آتا ہے کہ آدمی اس قدر بگڑا ہوا ہے جتنا کہ ممکن ہو سکتا ہے یعنی اس حد تک بگڑ چکا ہے جتنا ابلیس یا شیطان۔

لیکن یاد رکھیں کہ کلی بگاڑ اور قطعی یا حتمی بگاڑ میں فرق ہے کلی بگاڑ، قطعی بگاڑ نہیں ہو سکتا۔ قطعی بگاڑ کے یہ معنی ہونگے کہ متعلقہ فرد ہمہ وقت اپنی خرابی کا اظہار برائی کے آخری درجہ تک کرتا ہے۔ نہ صرف اس کے تصورات، کلمات اور اعمال شیطانی ہوتے ہیں بلکہ وہ برائی کی امکانی حدود تک گناہ آلود ہوتے ہیں۔ کلی بگاڑ کے یہ معانی ہرگز نہیں کہ فرد برائی کی آخری حدود تک بگڑ چکا ہے بلکہ یہ کہ وہ برائی کی ممکنہ حد تک بگڑا ہوا ہے، اس کے یہ معانی نہیں کہ وہ بدترین گناہ کا مرتکب نہیں ہو سکتا بلکہ یہ کہ وہ جو کچھ بھی کرتا ہے اس میں نیکی کا فقدان ہوتا ہے اس کی روح کے ہر گوشے اور زندگی کے ہر پہلو میں برائی اس حد تک گھر کر چکی ہے کہ اس سے کسی نیکی کی خواہش عبث ہے۔

مندرجہ بالا حقیقت کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ایک مثال لے لیں،

کہ چھوٹے بچے جب جھوٹ بولتے ہیں تو پہلے اکثر چھوٹے چھوٹے جھوٹ بولتے ہیں یہ جھوٹ زیادہ بڑے اور برے بھی ہو سکتے تھے تو بھی جو جھوٹ انہوں نے بولے وہ برائی ہی شمار ہونگے۔ چونکہ ان کے جھوٹ میں اچھائی کا کوئی پہلو نہیں تھا اس لئے ان کو برائی کے علاوہ اور کیا نام دیا جاسکتا ہے، تو بھی وہ برائی کی آخری حدود تک برے نہیں کہلا سکتے۔

یا بچے جب مارپیٹ کرتے ہیں تو اکثر ٹھٹھا بازی، ہلکے پھلکے مزاح یا ہنسنے ہنسانے کے لئے ایک دوسرے کو مارتے، دھکیلتے اور بھاگتے پھرتے ہیں، حالانکہ وہ قینچیوں یا کسی دوسرے تیز دھار آلے سے ایک دوسرے کی آنکھیں نکال سکتے تھے یا ایک دوسرے کے ناخنوں میں کیل یا سوئیاں بھی چبھو سکتے تھے۔

کچھ بڑے لوگ بھی ایک دوسرے کو پاگل، دیوانہ یا احمق اور گندے جیسے بڑے القابات سے نوازتے نظر آتے ہے لیکن یاد رکھیں وہ ان گالیوں کے بجائے ان کے دانت بھی توڑ سکتے تھے۔

ہٹلر HITLER کو وحشی اور ظالم کہا جاتا ہے لیکن ایک پادری صاحب کی سفارش پر اس نے چند ایک فرانسیسی گاؤں چھوڑ دئے تھے۔

28 لوگوں کی موجودگی میں کیٹی جنویز Kitty Jenovese کو نیو یارک میں مرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا - یہ سرد مہری - اور نا رضا مندی کہ انہوں نے اپنے آپ کو نہ الجھا یا قابل نفرت بات ہے لیکن یہی 28 اس کو مرنے میں مدد دے سکتے تھے - انہوں نے ایسا نہ کیا - اس لئے کہ وہ آخری حد تک برے نہ تھے -

ساؤل بادشاہ کی سلطنت میں ایک تبدیلی برپا ہوئی وہ اور خداوند کی روح ساؤل سے جدا ہو گئی اور خداوند کی طرف سے ایک بری روح اسے ستانے لگی (۱۔ سیموئیل باب ۱۶: آیت ۱۴) - دوسرے لفظوں میں اپنی بادشاہت کے پہلے دور میں اس نے اتنے برے کام نہ کئے جتنے پچھلے دور میں -

یہاں تک کہ وہ جو ناقابل معافی گناہ کرنے کے عمل میں ہیں (عبرانیوں باب ۶: آیت ۴-۸) انہوں نے بھی ایک موقع پر اتنے گھنونے کام نہ کئے جتنے گھنونے ہو سکتے تھے۔ لیکن وہ جن لوگوں کے دل ایک بار روشن ہو گئے اور آسمانی بخشش کا مزہ چکھ چکے اور روح القدس میں شریک ہو گئے "۔

کلیسیاؤں میں ریاکار ہمیشہ سے رہے ہیں۔ وہ جو دینداری کی وضع تو رکھتے ہیں لیکن اس کا اثر قبول نہیں کرتے (۲۔ تیمتھیس باب ۳: ۵) یہاں تک کہ وہ منادی کرتے اور معجزے دکھاتے ہیں جیسے یہودا تھا۔ یہی ریاکار خیرات کرنے کی وضع کو چھوڑ کر خود اذیت دینے میں لگ سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ آدمی کے گناہ نہ صرف اتنے برے ہیں جتنے ہو سکتے ہیں وہ اتنے جامع بھی نہیں جتنے ہو سکتے ہیں۔

ایک شخص تمام ممکن گناہوں کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ ہم سب خدا کے قوانین کی خلاف ورزی کا تصور تو کرتے ہیں لیکن سب عملی جامہ نہیں پہناتے۔ مثال کے طور پر ہر ایک نفرت تو کرتا ہے لیکن ہر ایک قتل نہیں کرتا تقریباً ہر ایک نے نفسانی خواہش کی ہے لیکن ہر ایک عملاً زناکاری نہیں کرتا۔ گناہ میں اعتدال کی وجہ یہ ہے کہ خدا اپنے عام فضل کے ذریعے (یعنی وہ فضل جو بے ایمانوں کو بھی دیا گیا ہے) امکانی گناہ کو روکتا ہے مثال کے طور پر پیدائش ۲۰ باب میں ہم پڑھتے ہیں کہ ابی ملک بادشاہ نے اس حد تک گناہ نہیں کیا جس حد تک وہ کر سکتا تھا کیونکہ خدا نے اسے سارہ سے جو ابرہام کی بیوی تھی زنا کرنے سے روک دیا تھا۔ اور پولس تھسلنیکیوں کو لکھتا ہے کہ وہ کیونکہ بے دینی کا بھید تو اب بھی تاثیر کرتا جاتا ہے "(۲۔ تھسلنیکیوں باب ۲: ۷ آیت) "لیکن اب ایک روکنے والا ہے اور جب تک وہ دور نہ کیا جائے روکے رہے گا "

(ب) یہ قدرے نیکی کے کاموں کا نقدان نہیں

B : (It is not a complete absence of relative

good)

صرف یہی سچ نہیں کہ بے ایمان ممکنہ گھنونے گناہ نہیں کرتا نہ ہی ہر قسم کے گناہ کرتا ہے بلکہ یہ بھی سچ ہے کہ وہ قدرے نیکی کے کام کر سکتا ہے۔ اگر نیکی کے لفظ کو درست طریقے سے سمجھتے ہیں تو The Heidelberg Catechism ہائیڈلبرگ عقیدہ نیکی کی تعریف درست طریقے سے کرتا ہے۔

اس سوال کے جواب میں کہ وہ نیکی کے کام کیا ہیں "

سوال و جواب بیان کرتا ہے "وہ صرف وہ جو سچے ایمان سے کئے جائیں خدا کے قانون کے مطابق اور اسی کے جلال کے لئے "

(سوال و جواب ۹۱)

سوال و جواب کے مطابق حقیقی نیکی کے کام کا انحصار تین عناصر پر ہے حقیقی ایمان۔ خدا کے قانون سے مطابقت اور مناسب مقصد۔

اس کے برعکس قدرے نیکی کے کاموں کا ظاہری دکھاوا درست تو ہو سکتا ہے لیکن وہ حقیقی ایمان اور خدا کے جلال کے لئے نہ کئے گئے ہونگے۔ پس غیر مسیحی قدرے نیکی کے کام کر سکتے ہیں حالانکہ وہ خود بگاڑ کی حالت میں ہیں۔

فرض کریں ایک بے ایمان بینک سے 500-00 روپے چوری کرتا ہے اور اپنے لئے خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ریڈ کراس کو 100 روپے کا چیک لکھ دیتا ہے۔ اس کی یہ خیرات ظاہری طور پر تو خدا کے قانون کے موافق ہے لیکن اس میں حقیقی ایمان اور خدا کے جلال کے اظہار کا نقدان ہے یہ گناہ آلودہ کام ہے یہ صرف قدرے نیکی کا کام ہے (Relative good)

البرٹ شوئزر Albert schcveitzer ایک ایسے شخص کی مثال ہے جس نے بائبل کی مسیحیت سے انکار کر دیا لیکن اپنے پیار اور شفقت سے بہت سے راسخ العتقاد مسیحیوں کو شرمسار کر دیا۔ اس نے تین دفعہ اعلیٰ عہدوں کو قربان کیا۔ یورپ کا کلچر چھوڑ دیا تاکہ کالے افریقیوں کے ساتھ کام کرے اور دکھ اٹھائے۔ ایک فلاسفر، نئے عہد نامے کا عالم اور شہرہ آفاق آرگنسٹ، ہوتے ہوئے محسوس کیا کہ وہ (Dives) ان امراء کی طرح ہے۔ جو قرمزی رنگ

کے ریشم میں ملبس ہیں اور عیش و عشرت میں مصروف رہتے ہیں جب کہ بہت سارے لوگ افریقہ میں ہیں جن کے پھوڑے اب بھی کتے چاٹتے ہیں ۔ اس نے بڑی انکساری سے افریقہ کے وسط میں بیماروں کی خدمت کی ۔ قدرے نیکی کے کاموں میں مثالی زندگی گزار دی ۔ اس کے ظاہری اعمال خدا کے قانون کے موافق تھے لیکن چونکہ وہ خدائے ثالوث پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور اس کا مقصد مناسب طور پر خدا کا جلال ظاہر کرنے کا نہ تھا تو اس کے کام حقیقت میں قدرے نیکی کے کام کہلا سکتے ہیں ۔ قدرے نیکی کے کاموں کے متعلق دوسری مثالیں ۔

مثال کے طور پر ایک غیر مسیحی سپاہی جو پیار اور جوانمردی کی مثال پیش کرتا ہے وہ اپنے آپ کو گرنیڈ پر پھینک کر اپنے ساتھی سپاہیوں کی زندگی بچاتا ہے یا ایک غیر مسیحی جو اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر آنے والے ٹرک کے سامنے دوڑ کر بچے کی جان بچاتا ہے ۔ یا ایک لعن طعن کرنے والا کافر فقیر کی مدد کرتا ہے یا ایک یہودی اپنی جاگیر پبلک کی تفریح گاہ کے لئے دان کر دیتا ہے ۔ یا ایک منکرِ تثلیث (Unitarian) ایک لاکھ ڈالر یونیورسٹی کو سائنس بلڈنگ بنانے کے لئے دیتا ہے یا ایک بزرگ جو آپ کے سامنے سڑک پار رہتا ہے وہ کلیسیا سے کوئی سروکار نہیں رکھتا ۔ وہ باعزت باوقار ہے ۔ اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھتا ہے اور اپنے صحن کی گھاس کاٹ کر رکھتا ہے ۔ اپنی بیوی کو پیار کرتا اور محلے کے بچوں میں مٹھائی بھی تقسیم کرتا اور قسم نہیں کھاتا ۔

ان ساری مثالوں میں دو لازمی عناصر حقیقی نیکی کے کاموں کے نہیں ملتے یعنی خداوند یسوع مسیح پر ایمان اور خدائے ثالوث کا جلال ۔ پس وہ قدرے نیکی کے کام کہلا سکتے ہیں لیکن حقیقی نیکی کے کام نہیں ۔ نیکی کے نسبتی یا اعتباری کام ہونگے ۔

کلام مقدس میں قدرے نیکی کے کاموں کی مثالیں پائی جاتی ہیں پرانے عہد نامے میں تین بادشاہوں کا ذکر ہے مثلاً یاہو ، یہوآس اور امصیاہ جو حقیقت

میں خدا سے نہیں ڈرتے تھے وہ نجات سے خارج اور مردود تھے وہ اور خداوند نے یاہو سے کہا کہ چونکہ تو نے یہ نیکی کی ہے کہ جو کچھ میری نظر میں بھلا تھا کیا ۔ اس لئے تیرے بیٹے چوتھی پشت تک اسرائیل کے تخت پر بیٹھیں گے ،، (۲ سلاطین باب ۱۰: ۳۰ آیت)

یہوآس کے بارے بائبل مقدس میں لکھا ہے کہ اس نے وہ ہی کام کیا جو خداوند کی نظر میں ٹھیک تھا ،، (۲ سلاطین باب ۱۲: ۲ آیت) اور بادشاہ امصیاہ کے لئے وہی الفاظ دہرائے گئے ۔

اگرچہ ان بادشاہوں نے وہ کچھ کیا جو خدا کی نظر میں بھلا تھا تو بھی وہ خود آخرکار ہلاک ہوئے ۔

نئے عہد نامے میں یہ حقیقت کہ (رند) (مردود نجات سے خارج) لوگ بھی اچھائی کے کام کرتے ہیں خداوند یسوع مسیح نے واضح طور پر بیان کیا جب خداوند یسوع نے فرمایا کہ صرف اپنے دوستوں ہی سے محبت نہ کرو بلکہ اپنے دشمنوں سے بھی اور خداوند یسوع نے منطق یہ استعمال کی وہ اور اگر تم ان ہی کا بھلا کرو جو تمہارا بھلا کریں تو تمہارا کیا احسان ہے ؟ کیونکہ گنہگار بھی ایسا ہی کرتے ہیں ۔ ،، (لوقا باب ۶ : ۳۳ آیت)

دوسرے لفظوں میں خداوند یسوع مسیح فرماتے ہیں کہ غیر برگزیدہ بھی اچھائی کرتے ہیں ۔ اس سے یہ مطلب نہیں لینا چاہیئے کہ وہ در حقیقت نیکی کے کام کرتے ہیں لیکن وہ قدرے نیکی کے کام کرتے ہیں ۔

پولس رومیوں کو لکھتا ہے (باب ۲: ۱۴ آیت) کہ وہ اس لئے وہ قومیں جو شریعت نہیں رکھتیں اپنی طبیعت سے شریعت کے کام کرتی ہیں ،،

وہ خداوند یسوع مسیح کو نہیں جانتے اور ان کے پاس پرانے عہد نامے کی شریعت موجود نہیں پھر بھی وہ ایسے کام کرتے ہیں جو ظاہری طور پر خدا کے قانون کے مطابق ہیں ۔ وہ کام جو خداوند کو پسند ہیں یہ قدرے نیکی کے کام ہیں ۔ پس ہم نے دیکھا کہ کلی بگاڑ کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ہر شخص شیطان کا

مجسمہ ہے ۔ آدمی تمام کے تمام گناہ جو ممکن ہیں نہیں کرتا ۔ اور جو گناہ وہ کرتا ہے اتنے برے نہیں جو ممکن حد تک برے ہو سکتے ہیں ۔ اس کے علاوہ ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ وہ قدرے اچھائی کے کام بھی کر سکتا ہے ۔ ہم خدا کے عام فضل کے کتنے شکرگزار ہیں جس کے سبب وہ نہ صرف بے ایمانوں میں گناہ کو روکتا ہے بلکہ اس قابل بھی بناتا ہے کہ وہ قدرے اچھائی کے کام کریں ۔

۲۔ کلی بگاڑ ہے کیا ؟

(الف) یقینی طور پر ہمیشہ گناہ میں مصروف

اگرچہ ہم اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ طبعی آدمی یعنی وہ آدمی جو روح القدس کے ذریعے نئے سرے سے پیدا نہیں ہوا ۔ قدرے نیکی کے کام کر سکتا ہے ۔ لیکن دو بارہ تاکید کی ضرورت ہے کہ یہ قدرے نیکی کے کام بنیادی طور پر خدا کی نظر میں حقیقی نیکی کے کام نہیں ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے جیسے کہ بیجک عقیدہ اقرارالایمان میں درج ہے کہ اس میں محبت اور ایمان کا مقصد غائب ہے در حقیقت قدرے نیکی کے کام کو بنیادی طور پر گہرائی میں دیکھا جائے تو یہ گناہ اور برائی کے سوا کچھ نہیں ۔

کلی بگاڑ (Total depravity) کا مطلب ہے کہ طبعی آدمی کبھی اس قابل نہیں ہو سکتا کہ ایسے نیکی کے کام کرے جو حقیقی طور پر خدا کو خوش کر سکیں اور حقیقت میں وہ ہر وقت گناہ ہی کرتا رہتا ہے ۔ یہ کلام مقدس کی صاف گواہی ہے ۔ پیدائش باب ۶ : ۵ آیت ہم پڑھتے ہیں "اور خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی ہے اور اس کے دل کے تصور اور خیال سدا برے ہی ہوتے ہیں ۔"

بدی کی کیفیت کو غور سے نوٹ کریں کہ وہ بہت بڑھ گئی یہاں تک کہ انسان کی گہری اور پوشیدہ جگہوں میں سرائیت کر گئی نہ صرف اس کے دل تک اور نہ صرف اس کے دل کے خیالات تک ، بلکہ اس کے دل کے خیالات کے

تصورات تک بھی ۔ یہ گہری ترین باطنی کیفیتیں بائبل کی رو سے بری ہیں اور وہ ہر وقت اور لگاتار بری ہی ہوتی ہیں ۔ پیدائش باب ۸ : ۲۱ آیت اس علم میں اور اضافہ کرتی ہے کہ یہ صرف اس وقت تک ہی نہیں ہوتا جب تک کوئی پورے طور پر بالغ ہو جائے بلکہ لڑکپن سے ہوتا ہے یرمیاہ لکھتا ہے "دل سب چیزوں سے زیادہ حیلہ باز اور لاعلاج ہے اس کو کون دریافت کر سکتا ہے ۔"
(باب ۱۷ : ۹ آیت)

اکثر مسیحیوں کی گواہی یرمیاہ کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے ۔ جب کوئی مسیحی بھی ہو جاتا ہے اور زیادہ بہتر طریقے سے جان جاتا ہے تو کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس کا دل کتنا ریاکار ، فریبی اور نہایت ہی برا ہوتا ہے ۔

زبور نویس لکھتا ہے کہ یہ بگاڑ دودھ پیتے بچوں میں بھی ہے "دیکھ میں نے بدی میں صورت پکڑی اور میں گناہ کی حالت میں ماں کے پیٹ میں پڑا (زبور باب ۵۱ : ۵) اس کا یہ مطلب نہیں کہ ازدواجی زندگی کوئی برائی ہے بلکہ یہ کہ ماں کے پیٹ میں پڑنے سے پیدا ہونے تک بھی گناہ آلود ہے آدم کے گر جانے کے سبب ۔

پولس نے واضح طور پر زبور ۱۴ اور ۵۳ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "کوئی راستباز نہیں ایک بھی نہیں کوئی سمجھ دار نہیں کوئی خدا کا طالب نہیں سب گمراہ ہیں سب کے سب نکمے بن گئے ۔ کوئی بھلائی کرنے والا نہیں ۔ ایک بھی نہیں .... ان کی آنکھوں میں خدا کا خوف نہیں" (رومیوں باب ۳ : ۱۰ - ۱۸) پس بگاڑ محدود نہیں بلکہ وسیع پیمانے پر ہے ۔ بہرحال آدمی ہر ممکن طریقے سے گناہ نہیں کرتا اور نہ ہی وہ بد ترین گناہ کرتا ہے بلکہ تھوڑے سے قدرے نیکی کے کام کرنے کے بھی قابل ہے ۔ لیکن ہر کام جو وہ کرتا ہے گناہ آلودہ ہوتا ہے ۔ وہ ایک بھی ایسا کام نہیں کرتا جس سے خدا کو کامل طور پر خوش کرے ۔

(ب) منفی طور پر کامل معذوری

کلی بگاڑ کو بیان کرنے کا ایک اور طریقہ یہ ہے۔ کہ اس کو کامل معذوری کہہ دیا جانے درحقیقت بہت سے لوگ اس اصطلاح کو کلی بگاڑ پر ترجیح دیتے ہیں۔ چونکہ بعد کی اصطلاح کچھ لوگوں کو سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ آدمی برائی کا مجسمہ ہے۔ کامل معذوری کی اصطلاح میں منفی رجحان بہت زیادہ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آدمی کا گنہگار ہونا طبعی خصوصیت کی بجائے ایک کمی ہے۔ لیکن عمل کرنا، سمجھنا یا نیکی کی خواہش بھی کرنا آدمی کی اس معذوری کی حقیقت کو سمجھانے کے لئے بہت کار آمد ہے۔ آؤ ہم آدمی کی اس سہ پہلو معذوری پر غور کریں۔

۱۔ آدمی نیکی نہیں کر سکتا
(Belgic confession)

بیلجک اقرارالایمان عین کلام مقدس کے مطابق ہے اور اعلان کرتا ہے کہ طبعی آدمی "حقیقی نیکی کے کام کرنے کا اہل نہیں ہے" اسی طرح ( ) Cannons of Dort کینن آف ڈارٹ کلام کے مطابق ہیں جب ان میں اس بات کا اعتراف ہے کہ "تمام آدمی نیکی کرنے کے نا اہل ہیں"

نیکی کرنے میں طبعی آدمی کی اخلاقی نااہلیت کے متعلق خداوند یسوع مسیح نے ایک دفعہ کہا "کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں" اس کا جواب تھا نہیں اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور برا درخت برا پھل لاتا ہے (متی باب ۷: ۱۷ - ۱۸ آیت) دوسرے لفظوں میں غیر نجات یافتہ حقیقی نیکی کر ہی نہیں سکتا۔ اس لہجے میں لکھتے ہوئے پولس نے ایک دفعہ کہا "جو کوئی خدا کے روح کی ہدایت سے بولتا ہے وہ نہیں کہتا کہ یسوع ملعون ہے اور نہ کوئی روح القدس کے بغیر کہہ سکتا ہے کہ یسوع خداوند ہے" (۱۔ کرنتھیوں باب ۱۲: ۳ آیت) ایک اور موقع پر یسوع نے مسیحی زندگی کا بھید بتایا۔ مسیح کی زندگی میں قائم رہنا (یوحنا باب ۱۵) اس نے انگور کے درخت اور ڈالیوں کی

مثال دی۔

نیک کام کرنے کی نا اہلیت کے متعلق بولتے ہوئے اس نے کہا "جس طرح ڈالی اگر انگور کے درخت میں قائم نہ رہے تو اپنے آپ سے پھل نہیں لا سکتی اسی طرح اگر تم مجھ میں قائم نہ رہو تو پھل نہیں لا سکتے .... کیونکہ مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے"

اسی طرح ایک بنیادی بیان میں کہ غیر مسیحی میں نیکی کرنے کی اہلیت نہیں اس نے لکھا "اس لئے کہ جسمانی نیت خدا کی دشمنی ہے کیونکہ نہ تو خدا کی شریعت کے تابع ہے نہ ہو سکتی ہے اور جو جسمانی ہیں (یعنی غیر نجات یافتہ) وہ خدا کو خوش نہیں کر سکتے" (رومیوں باب ۸: ۷ - ۸ آیت)

کلی بگاڑ کے تیسری دفعہ تفصیلی بیان کو دوبارہ پڑھتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں۔ غیر مسیحی کی خدا سے دشمنی ہے۔ وہ خدا کی شریعت کے تابع نہیں ہے اور یہ اس کے لئے ناممکن ہے کہ نیکی کا کام کرے اور خدا کو خوش کرے۔

۲۔ آدمی نیکی کو سمجھ نہیں سکتا۔

نہ صرف آدمی اپنے آپ نیکی کا کام کرنے کے قابل ہے بلکہ وہ نیکی کو سمجھنے کے قابل بھی نہیں۔ وہ ایسا اندھا ہے جیسے Cyclops (یونان کا ایک آنکھ والا دیو) جس کی ایک آنکھ جل گئی تھی۔

مثال کے طور پر لدیہ (Lydia) نے پولس کو فلپی میں دریا کے کنارے مسیح کی منادی کرتے سنا۔ جب تک خداوند نے اس کا دل نہ کھولا وہ اس قابل نہ تھی کہ پولس کی باتوں کی طرف دھیان دے (اعمال باب ۱۶: ۱۴ آیت) اس وقت تک اس کی عقل تاریک تھی۔

پولس نے افسس کے غیر اقوام کی مثال دیتے ہوئے (باب ۴: ۱۸ آیت) یا پولس کی دوسری مثال دیتے ہوئے۔ اس کے دل پر پردہ پڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ سچائی کو دیکھ نہ سکتی تھی (۲۔ کرنتھیوں باب ۳: ۱۲ - ۱۸) جب خداوند یسوع مسیح کی خدمت کے دوران یہودیوں نے اس کو رد کر دیا۔ "وہ اپنے گھر

آیا اور اس کے لوگوں نے اسے قبول نہ کیا ،، (یوحنا باب ۱ : ۱۱ آیت) سچائی بیان کرنے میں کمی نہ تھی سچائی تو موجود تھی مجسم خدا کا بیٹا یسوع وہاں تھا - روشنی تاریکی میں چمکتی ہے لیکن تاریکی نے اسے قبول نہ کیا بیٹے نے معجزے کئے اور یہودیوں میں منادی کی لیکن انہوں نے اس کے حق میں کفر بکا - یسوع نے ان سے کہا ،، تم میری باتیں کیوں نہیں سمجھتے ؟ ،، اس نے خود ہی جواب دیتے ہوئے کہا ،، اس لئے کہ میرا کلام سن نہیں سکتے ،، (یوحنا باب ۸ : ۴۳) یقیناً یہودی اسے جسمانی کانوں سے سن رہے تھے جیسے اس نے کسی اور جگہ کہا کہ ،، وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے اور نہیں سمجھتے ،، (متی باب ۱۳ : ۱۳ آیت) اس سے پتہ چلتا ہے کہ کیوں کچھ علم الٰہی کے عالم اور بائبل کے طالب علم بائبل کے مطالعہ میں اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ گزارتے ہیں اس کے باوجود یسوع کو اپنا خداوند اور نجات دھندہ قبول نہیں کرتے - ان کے نہ قبول کرنے کی وجہ یہ نہیں کہ ان کو کلام کی صاف اور پوری گواہی نہیں ملی - بلکہ یہ ان کے دل کے اندھاپن - تاریکی اور سنگ دلی کا سبب ہے اگر کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہوا ہو تو وہ سمجھ نہیں سکتا -

ایک نہایت اہم حوالہ جو خدا کی باتوں کو سمجھنے میں طبعی آدمی کی نا اہلی کے بارے ہے وہ یہ ہے (۱) کرنتھیوں ۱ اور ۲ ابواب پولس کہتا ہے کہ صلیب کا پیغام (یعنی مسیحیت کا مرکزی پیغام) ہلاک ہونے والوں کے واسطے بیوقوفی ہے (۱ کرنتھیوں باب ۱ : ۱۸ آیت یعنی ،، حکمت ،، سے خدا کو نہ جانا (۱ کرنتھیوں باب ۲۱ آیت) اگر وہ خدا کو اپنی طبعی حکمت سے سمجھ سکتے تو وہ عقل مند مسیحی ہوتے لیکن ایسا نہیں ہے - کیونکہ دنیوی ذہن لوگ مسیحیت کو قبول نہیں کرتے کیونکہ تمام لوگوں کے ذہن اندھے ہیں جب تک وہ نئے سرے سے پیدا نہ ہوں - جیسے کہ پولس دعوے کرتا ہے ،، مگر نفسانی آدمی خدا کے روح کی باتیں قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ اس کے نزدیک بیوقوفی کی باتیں ہیں اور نہ وہ انہیں سمجھ سکتا ہے - کیونکہ وہ روحانی طور پر پرکھی جاتی ہیں ،، (۱ - کرنتھیوں باب ۱ :

آیت ۱۴) دوسرے لفظوں میں روح القدس کے بغیر کوئی خدا کی باتوں کو سمجھ نہیں سکتا -

۴ - آدمی نیکی کی خواہش نہیں کر سکتا -

نہ صرف یہ کہ ایک غیر مسیحی حقیقی نیکی کا کام کرنے کے قابل نہیں اور نہ یہ کہ وہ نیکی کو سمجھنے سے قاصر ہے بلکہ ستم ظریفی یہ ہے کہ وہ نیکی کی خواہش ہی نہیں کر سکتا - یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے کہ ایک اچھا مقصد ہو اور اس تک نہ پہنچا جائے - یہ نا اہلیت کہ اچھے مقصد کو حاصل کیا جائے آدمی کے بگاڑ کا ایک حصہ ہے لیکن یہ ایک اور بات ہے کہ ایک اچھا مقصد تو ہو لیکن سمجھنے کی اہلیت نہ ہو کہ وہ اچھا مقصد ہے کیا ؟ - آدمی میں سمجھنے کی کمی بھی کلی بگاڑ کا حصہ ہے لیکن کلی بگاڑ یہ ہے کہ طبعی آدمی نیکی کی خواہش بھی نہیں کرتا - وہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ آخری بیان غلط ہے - وہ اس بات کا خیال ضرور کرتا ہے کہ وہ نیکی اور نیکی کے منبع یعنی خدا سے نفرت کرے - طبعی آدمی میں کلی بگاڑ کا لب لباب اور خلاصہ خدا کے لئے خواہش میں کمی ہے - نیکی کے لئے اور خاص طور پر خداوند یسوع مسیح کے لئے خواہش کی نا اہلیت خداوند یسوع مسیح کے لئے دوسرے بیانات میں بڑے واضح طور پر بیان کی گئی ہے (متی باب ۷ : ۱۸ ، یوحنا باب ۳ : آیت ۳ باب ۸ : آیت ۴۳ اور باب ۱۵ : ۴ - ۵ آیت) اس نے کہا ،، کوئی میرے پاس نہیں آ سکتا جب تک باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اسے کھینچ نہ لے ،، (یوحنا باب ۶ : ۴۴) اس کے تھوڑی دیر بعد اس نے اسی خیال کو دوسرے لفظوں میں دہرایا - ،، میرے پاس کوئی نہیں آ سکتا جب تک باپ کی طرف سے اسے توفیق نہ دی جائے ،، (یوحنا ۶ : ۶۵) تو یہ ہے کلی بگاڑ - آدمی یسوع مسیح کو نہیں چن سکتا وہ پہلا قدم بھی مسیح کے پاس جانے کے لئے نہیں اٹھا سکتا جب تک (خدا) باپ اسے نہ کھینچے - یہ بگاڑ عالمگیر ہے -

،، کوئی نہیں آ سکتا ،، یسوع مسیح نے کہا ،، یہ نہیں کہ کچھ نہیں آ سکتے بلکہ کوئی نہیں آ سکتا - یہ کامل نا اہلیت عالمگیر سطح پر ہے - آدمی نیکی کی خواہش بھی نہیں کر سکتا اس کا بہت بڑا ثبوت بائبل کی تمام مثالوں میں ہے جو روح

کے ابتدائی کام کے اثر یعنی گوشتین دل پیدا ہونا ۔ خلق کرنا اور جی اٹھنا
القدس
یہ بیان آدمی کی کامل اخلاقی نااہلیت کو صاف طور پر بیان کرتے ہیں ۔
مثال کے طور پر پرانے عہد نامے میں طبعی (آدمی ، غیر نجات یافتہ) کو بیان کیا گیا ہے جس کا دل پتھر ہے ۔ (حزقی ایل باب ۱۱ : ۱۹ آیت) پتھر دل والے شخص میں زندگی نہیں ہوتی ۔ وہ مردہ ہوتا ہے ۔ وہ کچھ نہیں کر سکتا ۔ یہی کلی نااہلیت ہے ۔

لیکن خدا نے فرمایا ہے کہ وہ اپنے لوگوں کو دوبارہ زندہ کرے گا وہ ان میں نیا روح ڈالے گا اور پھر ان کو گوشتین دل دے گا جو کہ زندہ ہو گا تو پھر ان میں خدا کی پیروی کرنے کی اہلیت ہو گی خداوند یسوع مسیح نے پیدا ہونے کی مشابہت استعمال کی " جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا " (یوحنا باب ۳ : ۳ آیت) ایک بچہ نہ تو پیدا ہونے کی خواہش کرتا ہے اور نہ پیدا ہونے کا فیصلہ کرتا ہے وہ اپنی پیدائش میں ذرا بھر بھی حصہ نہیں لیتا ۔ حمل سے پیدا ہونے تک کے سارے عمل میں وہ غیر متحرک رہتا ہے اور اپنی پیدائش پر اس کا کوئی اختیار نہیں ۔ اسی طرح ایک بے ایمان اپنی نئی پیدائش میں ایک قدم بھی اٹھا نہیں سکتا ۔ اس کو روح القدس سے پیدا ہونا ہے ۔

آرمینین (Arminian) غیر فطری نظریہ سکھاتے ہیں کہ غیر روحانی وجود والا پیدا ہونے کی خواہش کر سکتا ہے یعنی کہ وہ یسوع مسیح پر ایمان لا کر نئے سرے سے پیدا ہو سکتا ہے لیکن مردہ زندہ ہی نہیں اس لئے وہ یسوع مسیح کے پاس جانے کی خواہش نہیں کر سکتا ۔ پولس نے تخلیق کی مثال استعمال کرتے ہوئے کہا " اگر کوئی مسیح یسوع میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے " (۲۔ کرنتھیوں باب ۵ : ۱۷ ، گلتیوں باب ۶ : ۱۵) بے وجود اپنے آپ کو کبھی پیدا نہیں کر سکتا ۔ تخلیق کا یہ نظریہ خاص طور سے دلالت ہے اس شے پر جو کامل طور سے غیر متحرک اور نااہل ہے جس کو ابھی تخلیق ہونا ہے جو دنیوی

زندگی میں سچ ہے وہی روحانی دنیا میں بھی سچ ہے لوگوں کے لئے مسیح میں اپنے آپ نئے مخلوق بننا ناممکن ہے پولس نے جی اٹھنے کی تمثیل دی جب اس نے افسیوں باب ۲ : ۱ میں لکھا ہے " اور اس نے تمہیں بھی زندہ کیا جب اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مردہ تھے " پانچویں آیت میں اس نے لکھا " جب قصوروں کے سبب سے مردہ ہی تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کیا " (کلسیوں باب ۲ : ۱۳) کچھ بہت اچھے مسیحی ان آیات کا مطلب اس طرح بیان کرتے ہیں کہ انسان زخمی یا بیمار ہے لیکن مردہ نہیں ۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ انسان میں ابھی بھی یہ قوت موجود ہے کہ وہ نجات کے لئے خدا کی مدد مانگے ۔ آدمی میں ایمان لانے اور ایمان نہ لانے کی قدرت ہے وہ در حقیقت مردہ نہیں ۔ اگر وہ مردہ ہوتا تو مدد نہیں مانگ سکتا تھا ۔ وہ صرف بیمار ہے ۔ ہاں وہ گناہ آلودہ ہے ۔ وہ گناہ کی وجہ سے بیمار ہے لیکن وہ اس حالت میں بھی ڈاکٹر سے مدد مانگنے کے قابل ہے لیکن کیلونسٹ (Calvinist) کلام کی سادہ تعلیم کو مانتا ہے اور کہتا ہے کہ " نہیں " انسان مردہ ہے وہ تو اپنا منہ تک نہیں کھول سکتا نہ ہی اس میں ڈاکٹر کو بلانے کی کوئی خواہش ہے کیونکہ وہ مردہ ہے " ۔

آرمینین (Arminian) غیر نجات یافتہ کا موازنہ اس سے کرتا ہے جو دوسری منزل سے چھلانگ لگاتا ہے ۔ اس کی تین پسلیاں اور ٹانگ ٹوٹ جاتی ہے تو بھی وہ زندہ رہتا ہے وہ جانتا ہے کہ وہ شدید زخمی ہے اور اسے ڈاکٹر کی ضرورت ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ راہگیر سے مدد مانگ سکتا یا وہ اپنے آپ کو گھسیٹ کر ڈاکٹر کو مدد کے لئے فون کر سکتا ہے ۔ وہ بالکل تندرست ہونا چاہتا ہے کیلونسٹ (Calvinist) اس آدمی سے موازنہ کریگا جو ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ (Empire state building) کی چوٹی سے چھلانگ لگاتا ہے اور سڑک کے ایک کنارے خون میں لت پت پڑا ہے اگر گرتے وقت اس کا کچھ بچا بھی ہو تو اس کو مدد مانگنے کا ہوش نہیں ۔ وہ مدد مانگنے کے قابل ہی نہیں

وہ تو مردہ ہے ۔ اس میں زندہ رہنے کی خواہش بھی موجود نہیں ۔ یا ایک اور تمثیل استعمال کرتے ہوئے ۔ یہ تھیوری جو آدمی کو ایمان لانے کی اہلیت کے سبب نجات میں حصہ دار بناتی ہے اس نظریہ میں فرض کیا گیا ہے کہ آدمی ڈوب رہا ہے وہ پانی میں ڈبکیاں کھا رہا ہے وہ پانی کے اوپر رہنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور اگر کوئی اسے نہ بچائے تو وہ ڈوب جائے گا ۔

ہو سکتا ہے اس کے آدھے پھیپھڑے پانی سے بھر گئے ہوں یا ایک دو لمحہ کے لئے بے ہوش ہو گیا ہو ۔ لیکن ابھی تک اس میں کافی ہوش ہے کہ لائف گارڈ کو اپنے بچاؤ کے لئے پکارے ۔ اگر وہ لائف گارڈ کو پکارے تو وہ اسے بچا لے گا ۔

بائبل مقدس جو تصویر بیان کرتی ہے کہ آدمی سمندر کی تہ میں Marians trench میریٹیو کھائی جو 35000 فٹ سے بھی زیادہ گہری ہے میں پڑا ہے ۔ پانی کا وزن اس کے اوپر 6 ٹن فی مربع انچ ہے ۔ وہ وہاں ہزار ہا سال سے پڑا ہے اور شارک مچھلیوں نے اس کا دل کھا لیا ہے ۔ دوسرے لفظوں میں آدمی مردہ ہے اور وہ کلی طور پر نا اہل ہے کہ لائف گارڈ کو اپنے بچاؤ کے لئے پکارے ۔ اس کے بچاؤ کے لئے معجزہ ہونا ضروری ہے اس کو زندگی میں لانا اور پانی کی سطح پر لانا ضروری ہے تو پھر وہ لائف گارڈ کو بچاؤ کے لئے کیسے پکار سکتا ہے ۔ یہی تصویر ایک گنہگار کی ہے ۔ وہ اپنے گناہوں اور قصوروں میں مردہ ہے (افسیوں باب ۲: ۵ ۔ ۷) وہ اچھا نہیں ہونا چاہتا یہاں تک کہ اس کو اچھا ہونے کا پتہ بھی نہیں وہ مردہ ہے ۔

جب خداوند یسوع مسیح نے لعزر کو پکارا کہ وہ قبر سے باہر نکل آئے تو لعزر میں زندگی نہیں تھی کہ وہ سنتا ۔ بیٹھتا اور باہر نکل آتا ۔ اس میں زندگی کی کوئی رمق نہیں تھی کہ وہ یسوع کی آواز سن کر اس کے پاس جانے کے قابل ہوتا اور یسوع اسے زندہ کرتا ۔ یسوع نے پہلے اسے زندہ کیا اس کے بعد لعزر جواب دے سکا ان مثالوں سے آرمینین (Arminians) اور کیلونسٹ

Calvinists کے مرکزی اختلاف کا پتہ چلتا ہے ۔ یہاں تک کہ مارٹن لوتھر نے بھی کہا کہ یہ ایک محور ہے جس پر ساری تحریک اصلاح کلیسیا گھومتی ہے اور اس پر مبنی ہے ۔ آرمینین اور ہم اس کے بارے بڑی فراخدلی سے لکھتے ہیں حالانکہ اس بات میں وہ بائبل کے مطابق نہیں ۔ وہ ایمان رکھتا ہے کہ مسیح گناہ کے لئے موا اور کوئی شخص بھی اپنے گناہ کی ادائیگی میں تھوڑا سا حصہ بھی نہیں لے سکتا ۔ یہاں تک تو ٹھیک ہے وہ یسوع نے تمام ادائیگی کر دی اور وہ یسوع ہی کا مقروض ہے ۔ "

اصل معاملہ یہ ہے کہ آرمینین یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ غیر نجات یافتہ اپنی نجات کے لئے اہلیت رکھتا ہے روح القدس کی مدد سے وہ اپنے بچاؤ کے لئے یسوع کو پکار سکتا ہے اور جب وہ ایک دفعہ پکارے تو نئے سرے سے ضرور پیدا ہو گا ۔ لیکن کیلونسٹ اس بات کو تسلیم نہیں کرتا ۔ اس کا کہنا ہے کہ آرمینین نے اس طرح ریڑھے کو گھوڑے کے آگے جوت دیا ہے ۔

آدمی گناہ اور قصور میں مردہ ہے نہ کہ صرف بیمار اور زخمی ہے ۔ غیر نجات یافتہ اور طبعی آدمی روحانی طور سے مردہ ہے (افسیوں باب ۲) وہ مدد کے لئے پکار ہی نہیں سکتا جب تک خدا اس کے پتھر دل کو گوشتین دل میں نہ بدل دے اور اسے روحانی طور پر زندہ نہ کر دے ۔ (افسیوں باب ۲: ۵ آیت) اور جب وہ نئے سرے سے پیدا ہو گا تو پھر وہ پہلی دفعہ یسوع مسیح کے پاس آ سکتا ہے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے یسوع مسیح سے درخواست کر سکتا ہے کہ اسے بچائے ۔

سوال ہے ۔ کیا خدا صرف کفارے کا موجد ہے یا ایمان کا بھی ؟ کیا خدا یسوع مسیح کی عوضی قربانی مہیا کرتا ہے اور آدمی ایمان ؟ یا ایمان بھی خدا کا تحفہ ہے (افسیوں باب ۲: ۸ آیت) کیا نجات کا انحصار جزوی طور پر خدا پر ہے (خداوند مسیح کو صلیب پر دیا جانا) یا پورے کا پورا خدا پر (یسوع مسیح کو صلیب پر مرنے کے لئے دینا اور ہمارے ایمان کا تحفہ مہیا کرنا بھی) ؟ کیا

آدمی تھوڑا سا جلال بھی اپنے آپ کو دے سکتا ہے ۔ یعنی ایمان لانے کی اہلیت ؟ یا کیا تمام جلال اور عظمت خدا کو جاتا ہے ؟ کلی بگاڑ کی تعلیم ہے کہ تمام جلال اور عظمت خدا کو جاتا ہے اور آدمی کا کچھ نہیں ۔

نتیجہ :۔

بائبل میں کلی بگاڑ کی تعلیم سے ہم تین سبق سیکھتے ہیں ۔

۱۔ کلی بگاڑ سے تمام دنیا کے مصائب کا پتہ چلتا ہے

یہ خدا اور انسان کے درمیانی پیدائشی نفرت ہی ہے جو طلبا میں بے چینی آگ لگانا ، بلوے ، لوٹ مار اور نسلی تعصبات ، طوائف الملوکی ، بغاوتیں ، نشے کا کاروبار اور تمام جرائم اور افراتفری کا سبب ہے ۔ اور وہ عمومی خوف و ہراس جو امریکی معاشرے اور دنیا کی تمام اقوام میں بڑھتا چلا جا رہا ہے ۔ یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ جب تک لوگ نئے سرے سے پیدا نہ ہوں اور خداوند یسوع مسیح کی طرف رجوع نہ کریں ہمارا معاشرہ بنیادی طور پر مندرجہ بالا مسائل حل کرنے سے قاصر ہے ۔

بائبل مقدس میں لکھا ہے کہ آدمی روحانی طور پر زندہ نہیں ۔ اور اس کے نتیجے میں وہ کوئی بھلائی کرنے والا نہیں ۔ ایک بھی نہیں ۔ ان کا گلا کھلی قبر ہے ۔ انہوں نے اپنی زبان سے فریب دیا ۔ ان کے ہونٹوں میں سانپوں کا زہر ہے ۔ ان کا منہ لعنت اور کڑواہٹ سے بھرا ہے ۔ ان کے قدم خون بہانے کے لئے تیز رو ہیں ۔ ان کی راہوں میں تباہی اور بد حالی ہے ۔ اور وہ سلامتی کی راہ سے واقف نہ ہوئے ۔ ان کی آنکھوں میں خدا کا خوف نہیں ۔ "

(رومیوں باب ۳ : ۱۲ ۔ ۱۸ آیت) اور بائبل مقدس کی پیشنگوئیاں ہیں کہ آخری دنوں میں بہتر ہونے کی بجائے بد تر ہوتا جائیگا ۔

ابلیس تھوڑی دیر کے لئے کھولا جائیگا اور ایسا معلوم ہو گا کہ سارا جہنم ٹوٹ پڑا ہے ۔ اس کا یہ بھی مطلب نہیں کہ تمام دنیا کی تبدیلی سے تمام دنیا کے مسائل

حل ہو جائینگے ۔ نئے سرے سے پیدا ہو کر بھی مسیحی ابھی تک گناہ آلودہ ہیں ۔ اگرچہ بنیادی طور پر وہ تبدیل ہو چکے ہیں دنیا کو تبدیلی سے زیادہ ایسے مسیحیوں کی ضرورت ہے جو مسیحی اصولوں کو سیاست ۔ محنت و مزدوری ، معاشیات اور عام معاشرے میں کام میں لا سکیں ۔

۲۔ کلی بگاڑ کا علم آشکارہ کرتا ہے کہ ہم بالکل برے ۔ بلکہ بہت ہی برے حالات کا شکار ہیں جب تک خدا ہمیں مدد نہ دے ۔

جب کوئی بائبل مقدس کے ذریعے اپنے گناہوں کی کثرت کو جان جاتا ہے تو خدا کے پاس جانے اور اپیل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ۔ وہ میری مدد کر یسوع مسیح میں بڑا گنہگار ہوں ۔ میں نے برائی کی ہے ۔ مجھ میں کوئی نیکی نہیں ۔ مجھے بچا یسوع مسیح "، جب کوئی یہ کرتا ہے تو تیسری سچائی سامنے آجاتی ہے ۔

۳۔ کلی بگاڑ کا علم سکھاتا ہے کہ خدا سے مدد مانگنے کی خواہش انسان میں اس لئے ہے کہ خدا اس کی زندگی میں کام کر رہا ہے کہ وہ اس کی مرضی کے مطابق مانگے اور عمل کرے ۔ (فلپیوں باب ۲ : ۱۲ ۔ ۱۳ آیت

وہ جان جائیگا کہ نہ صرف یسوع مسیح اس کے گناہوں کے لئے موا بلکہ خدا نے یسوع مسیح پر ایمان لانے کے لئے اس کے دل کو تیار کیا تب وہ گنہگار کہے گا خدا کتنا اچھا ہے ۔ "

اس نے نہ صرف مسیح خداوند کو میری سزا اٹھانے کے لئے بھیجا بلکہ اس نے مجھے بھی جو یسوع مسیح کو پیار نہیں کرتا ۔ یسوع مسیح کو پیار کرنے اور ایمان لانے میں تیار کیا ۔ خدا کتنا ہی اچھا ہے ۔

"یہ نہیں کہ چنا میں نے تجھے۔
اے خدا وند ایسا ممکن نہیں مجھ سے
یہ دل ابھی بھی رد کر دیتا تجھے
اگر تو نے چنا نہ ہوتا مجھے

"شکر ہو تیرا خداوند میری
روح بچانے کے لئے

گفتگو میں سوالات کے لئے لیڈروں کی رہنمائی

۱۔ ہر شخص کی دلچسپیاں اور حالات مختلف ہوتے ہیں۔ اس لئے تمام سوالات سب کے لئے ایک مطلب نہیں رکھتے۔ ایسے سوالوں کا انتخاب کریں جو دل چسپ ہوں۔ سوال ایک سیشن سے زیادہ نہ ہوں۔

۲۔ جب کوئی سوالوں کا جواب صحیح دے۔ شروع ہوتے ہی یہ نہ کہیں "ٹھیک" "اب ہم اگلے سوال پر غور کریں گے" بلکہ تھوڑی سی چھیڑ چھاڑ کریں "دوسروں سے پوچھیں کیا آپ اس سوال سے متفق ہیں اور ہیں تو کیوں متفق ہیں؟ جب جوابات میں اتفاق رائے نہ ہو گی تو اس طرح لوگ زیادہ سیکھیں گے دوسروں کو موقع دیں کہ وہ اس کا حل تلاش کریں۔ لیڈر ہوتے ہوئے ایک دم مسئلے کو حل نہ کریں، لیکن اختتام پر جو درست جواب آپ کے خیال میں ہیں وہ ضرور بتائیں۔ ان کو تذبذب میں نہ رہنے دیں ان کو ایک دوسرے سے دلیل بازی کرنے دیں۔

۳۔ کسی جواب کا تمسخر یا ہنسی نہ اڑائیں خواہ جواب آپ کے خیال میں کتنا ہی بیوقوفانہ ہو۔ ایسا کرنے سے تمام بحث و دلیل بند ہو جائیگی۔ لوگ خیال کریں گے کہ اگر انہوں نے غلطی کی تو آپ ان کا تمسخر اڑائیں گے۔ دیئے گئے

جواب میں سے اکثر صحیح حقیقت نکل آتی ہے غلط جواب سے متفق ہونے بغیر یہ بہتر ہے کہ دیئے گئے جواب میں سے کسی صحیح بات کو لیتے ہوئے بڑی احتیاط سے بتائیں کہ اس کا جواب کہاں غلط تھا۔

۴۔ کوئی ایسا سوال نہ کریں جس کا جواب ہاں یا نہ ہو اس صورت میں جماعت میں قبرستان کی سی خاموشی چھا جانے گی اگر ایسا کریں تو کیوں ضرور لگائیں۔ اگرچہ آپ تمام جوابات جانتے ہوں پھر بھی آپ خاموش رہ کر ان سے پوچھیں کہ وہ ایسا کیوں سوچتے ہیں۔

۱۔ کیا پولس کیلونسٹ کہلا سکتا ہے حالانکہ وہ سینکڑوں سال کیلون سے پہلے تھا؟

۲۔ کیلون ازم کیا ہے؟ آپ کو یقین ہے؟ اپنا جواب دیباچہ کے ساتھ چیک کریں؟

۳۔ کیا یہ درست رویہ ہے کہ کلام کی تعلیم کو کسی آدمی کے نام کے ساتھ منسلک کیا جائے؟ جیسے کہ کیلون ازم۔ لوتھرن ازم یا ویزلئین ازم؟ کیا اس میں کوئی حرج ہے؟

۴۔ وہ کونسا لفظ ہے جو کیلون ازم کے پانچ نکات کی یاد دلاتا ہے؟

۵۔ پانچ نکات بیان کریں؟

۶۔ (Belgic) بیلجک اقرار الایمان کی کونسی دو دفعات ہیں جو کلی بگاڑ کو بیان کرتی ہیں؟ (مطالعہ کریں صفحہ ۹۸۔۱۰۰) ایسا کوئی خیال اس میں ہے جو آپ کے لئے نیا ہو! یہ کیا ہے؟

۷۔ ہائیڈل برگ اقرار الایمان میں سوالات ۶ تا ۹ تک پڑھیں اور تفصیل بیان کریں؟

۸۔ ڈارٹ (Dort) کے مجموعہ قوانین پڑھیں (۱۔۴) اور مجموعہ قوانین کی اغلاط کو رد کریں (۴ تا ۵) (کرسچن ریفارمڈ چرچ کی گیتوں کی کتاب کی پشت پر پڑھیں

۹۔ ویسٹ منسٹر (Westminster) اقرار الایمان دعویٰ نمبر (۶ تا ۹) کلی بگاڑ

پڑھیں (صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۸)

۱۰۔ کلی بگاڑ کیا ہے ؟ اس کو منفی اور مثبت انداز سے بیان کریں

۱۱۔ یہ کلی بگاڑ کیوں کہلاتا ہے ؟

۱۲۔ کلی بگاڑ (Total depravity) اور قطعی بگاڑ Absolute depravity میں کیا فرق ہے ؟

۱۳۔ عام فضل کیا ہے ؟ اس کے کم از کم تین پہلوؤں کو بیان کریں ؟ کرسچن ریفارمڈ چرچ ۱۹۲۴ سنہ کے قوانین میں اس کے متعلق کیا کہا گیا ہے ؟

۱۴۔ کیا ایک مسیحی میں کلی بگاڑ ہوتا ہے ؟

۱۵۔ کیا آپ گولڈنگ کے ناول " THE LORD OF THE FLIES " کے مکھیوں کے آقا نامی ناول سے واقف ہیں۔ یہاں کلی بگاڑ کے بارے کیا تعلیم ہے ؟

۱۶۔ موجودہ خبروں یا اپنے دوستوں میں کلی بگاڑ کی کچھ مثالیں پیش کریں ؟

۱۷۔ قدرے نیکی سے کیا مراد ہے ؟

۱۸۔ جس کو قدرے نیکی کہا جاتا ہے وہ حقیقی طور پر خدا کو کیوں خوش نہیں کر سکتی بلکہ بنیادی طور پر اور حقیقت میں برائی ہے ؟

۱۹۔ کچھ نیک نام اور مشہور غیر مسیحیوں کی زندگی پر غور کریں - - کیا وہ سراپا برے ہیں ؟ جب جواب دیں تو اس بات کا یقین کر لیں کہ نیکی اور برائی سے آپ کا مطلب کیا ہے ؟

۲۰۔ ایسے لوگوں کی مثالیں دیں جو ظاہری طور پر اچھے کام کرتے ہیں لیکن ان کا مقصد غلط ہوتا ہے کیا وہ نیکی کے کام کرتے ہیں یا برائی کے ؟ کیوں ؟

۲۱۔ کیا غیر نجات یافتہ خدا کو پیار کر سکتا ہے ؟

۲۲۔ بائبل مقدس میں سے جانئیں مندرجہ ذیل حوالہ جات کلی بگاڑ کے متعلق کیا کہتے ہیں ؟ (الف) زبور باب ۵۱: ۵۔ (ب) یوحنا: ۴۲، ۵ (ج) یوحنا باب ۸: ۴۴ آیت (د) رومیوں باب ۸: ۷، ۸ آیت (ح) ۱۔ کرنتھیوں باب ۲: آیت ۱۴۔

۲۳۔ کیا آپ طبعی آدمی کو بیمار سے تشبیہ دیں گے یا مردہ سے ؟ کیوں ؟

۲۴۔ کیا جو لوگ جہنم میں ہیں نکل کر اس جگہ جہاں مسیح خداوند ہے جانا چاہتے ہیں ؟ اس کی وضاحت کریں ؟

۲۵۔ کیا وہ لوگ جو جہنم میں ہیں اپنے گناہوں میں اضافہ کر سکتے ہیں ؟

۲۶ بائبل مقدس کی تعلیم کے مطابق کلی بگاڑ کے نظریے میں تعلیم کے ذریعے سے بہتر دنیا یا نفسیات کے ذریعے سے بلند معیار زندگی کا نظریہ پایا جاتا ہے ؟

۲۷۔ اس بیان کی وضاحت کریں ۔ آدمی ایک قیمتی پتھر کی طرح ہے جو باہر سے کھردرا لیکن اندر سے نفیس اور عمدہ ہے ۔

۲۸۔ اگر کوئی مسیحی نہیں اور کلی بگاڑ کی حالت میں ہے تو پھر وہ مسیح پر ایمان کیسے لا سکتا ہے ؟

۲۹۔ کیا منادوں کو ایسے مایوس کن مضمون پر منادی کرنا چاہئے ؟ کیوں ؟

۲

غیر مشروط چناؤ

(Unconditional election)

جب پیش تقرری یا الٰہی برگزیدگی جیسی اصطلاحات استعمال کی جائیں تو بہت سے لوگوں میں خوف سے کپکپی چھڑ جاتی ہے - وہ آدمی کی تصویر اس طرح پیش کرتے ہیں کہ وہ کسی ہولناک اور غائبانہ جنگل میں پھنسا ہوا ہے - جو اس تعلیم کو تسلیم بھی کرتے ہیں ان کے خیال میں یہ علم الٰہی کی کلاس کے لئے تو ٹھیک ہے لیکن یہ پلپٹ میں پیغام کے لئے نہیں - وہ چاہتے ہیں کہ لوگ اس کا مطالعہ اپنے گھروں میں علیحدگی میں کریں -

ان کا یہ رویہ کلام کے مطابق نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چناؤ کے متعلق ان کا علم محدود ہے کیونکہ چناؤ کی تعلیم ہولناک تعلیم کی بجائے اگر بائبل کی رو سے سمجھا جائے تو ایک نہایت عمدہ پر جوش اور خوش آئند تعلیم ہے - اس سے ایک مسیحی - جو ناکارہ اور جہنم کا حق دار تھا خدا کے اس فضل جس کے وسیلے سے وہ بچایا گیا کی تعظیم ، ستائش اور شکر گزاری پر مجبور ہو جاتا ہے الٰہی چناؤ کے متعلق جو بائبل مقدس نے سکھایا ہے اس کو سمجھنے کے لئے آؤ ہم مطالعہ کریں - کہ

١- یہ کیا ہے ؟
٢- بائبل میں اس کی بنا کیا ہے ؟
٣- کچھ وضاحتیں
٤- عملی فوائد

١- یہ کیا ہے

غیر مشروط چناؤ کو واضح طور پر سمجھنے کے لئے کچھ اصطلاحات کے معنی سمجھنا کافی مدد گار ثابت ہو سکتا ہے -

(الف) پیش تقرری

پیش تقرری کا مطلب ہے اپنی مرضی کے ارادے کی مصلحت کا منصوبہ جس سے خدا نے خود اپنی مرضی کی مصلحت سے جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے مقرر کر دیا ہے اس دنیا میں کوئی چیز اچانک نہیں ہوتی - جو کچھ ہوتا ہے یہ خدا کی مرضی کی مصلحت سے ہوتا ہے - وہ اپنی مرضی کی مصلحت سے سب چیزوں کو ہونے دیتا ہے -

خدا اس خوف سے ایک پریشان کن تماشائی نہیں کہ آگے کو کیا ہوگا ؟ ہرگز نہیں - اس نے ہر چیز کو پہلے سے مقرر کیا ہے وہ اپنی مرضی کی مصلحت سے ،، (افسیوں باب ١ : ١١ آیت) یعنی کہ انگلی کا ہلنا - دل کا دھڑکنا - ایک لڑکی کی ہنسی - ٹائپسٹ کی غلطی - یہاں تک کہ گناہ بھی (پڑھیں پیدائش باب ۴۵ : ۵ - ۸ اعمال باب ۴ : ۲۷ ، ۲۸ اور باب ٦)

(ب) پیشتر سے تعئیناتی

پیشتر سے تعین پیشتر سے مقرر کئے جانے کا حصہ ہے پیشتر سے مقرر کیا جانا یہ ہے کہ ہر چیز جو کبھی بھی ہوتی ہے خدا کی مصلحت سے ہے - پہلے سے تعین پیشتر سے مقرر کئے جانے کا وہ حصہ ہے جو آدمی کی ہمیشہ کی تقدیر کے متعلق بتاتا ہے - جنت ہو یا جہنم - پہلے سے تعین کے دو حصے ہیں - چناؤ اور نجات سے محرومی چناؤ ان لوگوں کے متعلق ہے جو جنت میں جاتے ہیں اور نجات سے محرومی ان سے متعلق ہے جو جہنم میں جائینگے -

(ج) غیر مشروط چناؤ

اس اصطلاح کو سمجھنے کے لئے ہر لفظ پر غور کریں۔

۱۔ چناؤ۔

ہم سب جانتے ہیں کہ قومی انتخابات کیا ہوتے ہیں۔ مختلف امیدواروں میں سے ایک کو متحدہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کا صدر ہونے کے لئے منتخب کرنے کا مطلب ہوتا ہے چننا۔ انتخاب کرنا۔

چنانچہ الہی چناؤ کا مطلب یہ ہے کہ خدا چناؤ کرتا ہے جنت کے لئے۔ بھی اور جہنم کے لئے بھی۔

۲۔ غیر مشروط

مشروط انتخاب ایسا انتخاب ہے جو کسی شخص کی خوبی سے مشروط ہے۔ مثال کے طور پر تمام سیاسی الیکشن مشروط ہوتے ہیں ووٹر کی مرضی امیدوار کی شخصیت یا اس کے وعدوں سے مشروط ہے کچھ امیدوار اگر وہ منتخب ہو گئے تو آسمان کے تارے توڑ لانے کا بھی وعدہ کرتے ہیں کچھ امیدوار وعدہ کرتے ہیں کہ اگر منتخب ہونے تو وہ اچھے کام کریں گے کچھ اور لوگ اس حقیقت پر اپیل کرتے ہیں کہ وہ نیگرو اطالوی یہودی یا اینگلو سیکسن ہیں۔ پس انسانوں کا انتخاب ہمیشہ مشروط ہوتا ہے۔

لیکن یہ بڑا عجیب معلوم ہو گا کہ الہی انتخاب ہمیشہ غیر مشروط ہوتا ہے۔ خدا کے چناؤ کی بنیاد کبھی اس پر نہیں کہ آدمی کیا سوچتا، کہتا، کرتا یا کیا ہے۔ ہمیں اس بات کا علم نہیں کہ خدا اپنے چناؤ کی بنیاد کیا بناتا ہے لیکن اس کی بنیاد آدمی کی کسی خوبی پر نہیں۔ ایسا نہیں کہ خدا کسی میں کوئی خاص اچھائی دیکھتا ہے یعنی آدمی کوئی ایسا کام کرتا ہے جو خدا کے چناؤ کی بنیاد بن جاتا ہے

کیا یہ خوش آئند بات نہیں؟ فرض کریں اگر خدا کا چناؤ اپنی حضوری میں داخل کرنے کے لئے کسی ایسی بات پر ہوتا ہے کہ ہم کیسے ہیں۔ کیا سوچتے ہیں اور کیا کرتے ہیں، تو پھر کون بچ سکتا تھا؟ وہ کونسا ایسا آدمی ہے جو

خدا کے سامنے کھڑا ہو کر کہہ سکتا ہے کہ اس نے ایک کام بھی ایک لمحہ کے لئے ایسا کیا ہو جو حقیقی معنوں میں حقیقی اچھائی کا کام ہو؟

ہم تمام اپنے گناہوں اور قصوروں میں مردہ ہیں (افسیوں باب ۲) کوئی ایسا نہیں جو بھلائی کرے۔ کوئی بھی نہیں۔ ایک بھی نہیں (رومیوں باب ۳ اگر خدا کے چناؤ کی بنیاد ایک بھی نیکی پر ہوتی جو ہم میں پائی جاتی ہو تو کوئی بھی نہ بچ سکتا۔ کوئی بھی جنت میں نہ جاتا۔ تمام جہنم میں جاتے۔ کیونکہ ایک بھی نیک نہیں۔ ہمیں غیر مشروط چناؤ کے لئے خدا کا شکر کرنا چاہئیے۔ واضح طور پر بیان کرنے کے لئے کہ مشروط انتخاب ہے کیا۔ اس کے لئے ضروری عمل ہے کہ ہم آرمینین ازم کا مطالعہ کریں۔ میں ایسا کرنا پسند نہیں کرتا کیونکہ اس سے یہ خیال ہو سکتا ہے کہ میں آرمینین کے خلاف ہوں اس کے برعکس میرا ایمان ہے کہ آرمینین لوگ نجات یافتہ مسیحی ہیں۔ وہ خدا نے ثالوث پر ایمان رکھتے ہیں وہ خداوند یسوع مسیح کو خدا مانتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ وہ ان کے گناہوں کے لئے موا۔ وہ صرف ایمان کے ذریعے نجات نہ کہ نیک اعمال کے ذریعے نجات کو مانتے ہیں۔ اس لئے تمام حقیقی ایماندار جو مسیح کو اپنا نجات دہندہ مانتے ہیں آرمینین کے ساتھ حقیقی یگانگی رکھتے ہیں۔ وہ مسیح میں ہمارے ساتھ ایک ہیں۔ اگرچہ آرمینین مخلص مسیحی ہیں۔ لیکن ٹی۔ یو۔ ایل۔ آئی۔ پی (T.u.l.i.p) پر ان کی رائے بالکل غلط ہے۔ یعنی کلی بگاڑ۔ غیر مشروط چناؤ، محدود کفارہ، ناقابل مزاحمت فضل اور ثابت قدمی۔ آرمینین کا ذکر کرنے کی وجہ صرف یہ ہے تاکہ بائبل کی تعلیم کو واضح طور پر بیان کیا جا سکے۔

سفید، سفید کے مقابلے میں اتنا سفید دکھائی نہیں دیتا جتنا کالے کے مقابلے میں سفید دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح کیلون ازم کی بائبل کی سچائیاں آرمینین کے بے ڈھب خیالات کے مقابلے میں واضح نہیں ہو سکتیں جب تک ہم آرمینین کا ذکر نہ کریں۔ لیکن یہ ذکر بھی ہم پیار اور قدر شناسی سے کرتے ہیں۔ ہماری خواہش صرف یہ ہے کہ مسیحی ایمان پوری خوشی سے پیش کر

کے مشروط چناؤ کے متعلق غلط رائے سے اسے دھندلا نہ ہونے دیا جائے ۔

آرمینین چونکہ چناؤ پر ایمان رکھتے ہیں ۔ ان کے نزدیک الٰہی چناؤ مشروط ہے ۔ وہ سوچتے ہیں کہ خدا کو پہلے سے علم ہے کہ کون مسیح پر ایمان لائیگا اور اس علم سابق کے مطابق خدا ایمانداروں کو اپنی بادشاہی کے لئے چنتا ہے ۔ ان کا ایمان ہے کہ اکثر طبعی اور غیر نجات یافتہ میں اتنی اچھائی ہوتی ہے کہ اگر روح القدس اس کی مدد کرے تو وہ خداوند یسوع مسیح کو چن لے گا ۔ آدمی خدا کو چنتا ہے اور اس کے بعد خدا آدمی کو چنتا ہے ۔ خدا کا چناؤ آدمی کے چناؤ پر منحصر ہے ۔ پس آرمینین مشروط چناؤ کی تعلیم دیتے ہیں ۔ جبکہ کیلونسٹ غیر مشروط چناؤ کی تعلیم دیتے ہیں ۔

بائبل میں اس کی تصدیق کے حوالہ جات

کیلون ازم کے پانچوں نکات ایک ہی لڑی میں بندھے ہوئے ہیں جو ایک نکتہ کو قبول کرتا ہے وہ دوسروں کو بھی قبول کرتا ہے غیر مشروط چناؤ کلی بگاڑ کا لازمی نتیجہ ہے اگر آدمی کلی بگاڑ کے تحت ہیں اور ان میں سے کچھ بچ جاتے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ کچھ کے بچ جانے اور کچھ کے ہلاک ہونے میں کلی طور پر انحصار خدا کی مرضی پر ہے ۔ اگر آدمی کے بچاؤ کے لئے خدا خود چناؤ نہ کرتا اور آدمی کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا جاتا تو تمام بنی نوع انسان ہلاکت کے تابع ہوتے ۔ کیونکہ طبعی آدمی روحانی طور پر مردہ ہے (افسیوں باب ۲) اور صرف بیمار ہی نہیں ۔ بلکہ اس میں کوئی روحانی زندگی نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی اچھائی موجود ہے وہ کوئی بھی ایسی نیکی نہیں کر سکتا جو حقیقت میں اچھی ہو ۔ نہیں ۔ وہ تو اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ خداوند یسوع مسیح کی چیزیں کون کون سی ہیں چہ جائے کہ وہ مسیح اور نجات کی خواہش کرے ۔ ایسا صرف اس وقت ممکن ہے جب روح القدس آدمی کو نئے سرے سے پیدا کرے اور روحانی طور پر زندہ کرے تب آدمی مسیح پر ایمان لاتا ہے اور بچ جاتا ہے ۔ اگر کلی بگاڑ بائبل کی رو سے درست ہے تو ایمان اور ایمان کے نتیجے میں نجات اسی وقت ہو گی

جب روح القدس نئے سرے سے پیدا کر کے اپنا کام کرے ۔ وہ کن اشخاص میں اپنا کام کریگا اس کا فیصلہ کلی طور پر یعنی ۱۰۰ فیصد خدا کے ہاتھ میں ہونا چاہئیے کیونکہ روحانی طور پر مردہ ہونے کے سبب وہ مدد کے لئے پکار نہیں سکتا یہی غیر مشروط چناؤ ہے ۔ خدا کا چناؤ آدمی کی خوبی کے سبب نہیں ۔

(الف) یوحنا باب ٦ : ۳۷ ۔ ۳۹ آیت

خداوند یسوع مسیح نے اپنے سننے والوں سے وعدہ کیا "جو کچھ باپ مجھے دیتا ہے میرے پاس آ جائیگا اور جو کوئی میرے پاس آئیگا اسے میں ہرگز نکال نہ دونگا .... اور میرے بھیجنے والے کی مرضی یہ ہے کہ جو کچھ اس نے مجھے دیا ہے میں اس میں سے کچھ کھو نہ دوں بلکہ اسے آخری دن پھر زندہ کروں" ۔

یہاں صاف ظاہر ہے کہ جو آخری دن زندہ کئے جائینگے وہ تمام حقیقی ایماندار ہیں جو باپ نے مسیح کے سپرد کئے اور صرف وہی اس کے پاس آ سکتے ہیں جن کو باپ مسیح کو دیتا ہے ۔

نجات کلی طور پر باپ کے ہاتھ میں ہے ۔ وہی ہے جو نجات کے لئے انہیں یسوع مسیح کے حوالے کرتا ہے ۔ ایک دفعہ جب وہ یسوع مسیح کے حوالے ہو گئے تو پھر یسوع مسیح کا ذمہ ہے کہ کوئی بھی کھو نہ جائے پس باپ کے کچھ لوگوں کو بیٹے کے سپرد کرنے پر ہی نجات کا کل انحصار ہے ۔ یہ کچھ اور نہیں بلکہ غیر مشروط چناؤ ہے ۔

(ب) یوحنا ۱۵ : ۱٦

مسیح خداوند نے کہا "تم نے مجھے نہیں چنا بلکہ میں نے تمھیں چن لیا ہے" اگر کوئی حوالہ برگزیدگی کے سلسلے میں واضح ہے تو وہ یہی حوالہ ہے ۔ آرمینین کا دعویٰ ہے کہ آدمی مسیح کا انتخاب کرتا ہے جبکہ مسیح خداوند کا دعویٰ ہے ۔ کہ نہیں ۔ "تم نے مجھے نہیں چنا بلکہ میں نے تمہیں چن لیا" یہ بھی سچ ہے کہ مسیحی خداوند مسیح کو چنتا ہے وہ اس پر ایمان لاتا ہے ۔ اور یہ اس کا فیصلہ تھا ۔ لیکن اس کے باوجود مسیح نے دعویٰ کیا "نہیں تم نے مجھے نہیں چنا" مسیح

کا نفی میں ارشاد اسے زیادہ پر زور بنا دیتا ہے ۔ اگرچہ مسیحی سوچ سکتا ہے کہ مسیح کو چننے میں فیصلہ کن عمل اسی کا ہے جبکہ حقیقت میں ایماندار کو مسیح نے چنا۔ اور اس کے بعد ایماندار نے مسیح کو چنا ہے ۔ ہمارا خیال ہے کہ ہم زندگی میں سب اچھے کام کرتے ہیں جیسے کہ مسیح پر ایمان لانا ۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا ہے کہ جو نیت اور عمل دونوں کو اپنے نیک ارادہ کو انجام دینے کے لئے پیدا کرتا ہے وہ خدا ہے (فلپیوں باب ۲:۲ - ۱۳) ایک گیت اس کو خوبصورتی سے پیش کرتا ہے ۔

خداوند کی تلاش کی میں نے ۔ اور بعد میں معلوم ہوا اس نے میری روح کو تحریک دی تھی اپنی تلاش کے لئے ۔ تلاش کرتے ہوئے یہ نہیں کہ میں تجھے تلاش کر سکا۔ اے حقیقی نجات دہندہ نہیں ۔ بلکہ تو نے مجھے تلاش کیا یہ تو کچھ بھی نہیں کہ میری پکڑ تجھ پر مضبوط تھی ، جیسے کہ میرے پیارے خداوند تیری پکڑ کی مضبوطی مجھ پر تھی میں ڈھونڈتا ۔ چاہتا پیار کرتا لیکن یہ تمام تیرے پیار کا رد عمل ہے ۔ کیونکہ تیرا پیار میری روح کے ساتھ بہت دیر سے تھا ہ تو نے مجھے پیار کیا۔

یہ گیت بائبل کی رو سے درست ہے ۔ صحیح طور پر خداوند نے اپنے پیرو کاروں کو کہا " تم نے مجھے نہیں چنا میں نے تم کو چن لیا "، یہی یوحنا نے اپنے پہلے خط میں لکھا " ہم پیار کرتے ہیں کیونکہ اس نے پہلے پیار کیا "، خدا کا پیار آدمی کے پیار سے پہلے ہے ۔

میں نے تجھے نہیں چنا
اے خداوند ایسا نہیں ہو سکتا تھا ۔

یہ دل تیرا انکار کر دیتا
اگر تو نے مجھے چنا نہ ہوتا

(جؔ) اعمال باب ۱۳ : ۴۸ آیت

لوقا نے بتاتے ہوئے کہا " جتنے ہمیشہ کی زندگی کیلئے مقرر کئے گئے تھے ایمان لے آئے "، برگزیدگی کے متعلق یہ نہایت عمدہ اور واضح حوالہ صرف ان کے لئے جو بائبل بغیر تعصب کے پڑھتے ہیں ۔

لوقا نے انطاکیہ میں جہاں پولس اور برنباس منادی کرتے رہے ایمان لانے والوں کے متعلق لکھا ۔ ان کی منادی کے نتیجے میں اوپر کا حوالہ استعمال کیا ۔ اس سے آرمینین کے الٰہیات کے علما اتنے پریشان ہوئے کہ انہوں نے لفظوں کو توڑنے مروڑنے کی کوشش کی کہ وہ اس طرح پڑھا جائے " جتنے ایمان لانے ہمیشہ کی زندگی کے لئے مقرر کئے گئے ۔ "

(Unititarianism) منکرین تثلیث کے پیشرو (Socinius) سوشینس نے اصل میں ۱۵۳۹ - ۱۶۰۴ تک یہ ترجمہ کیا ۔ جو اصل متن سے سنگین زیادتی ہے ایسا ترجمہ آرمینین کے نظریات کے خدا پیشتر علم اور تعین کے زیادہ قریب ہوگا ۔ جبکہ بائبل مقدس اس کے بالکل برعکس کہتی ہے " جتنے ہمیشہ کی زندگی کے لئے مقرر کئے گئے ایمان لے آئے "، اس متن کی سادگی اور صفائی حیران کن ہے ۔

(د) تھسلنیکیوں باب ۲ : ۱۳ آیت

پولس رسول نے بیان کیا " لیکن تمہارے بارے میں اے بھائیو ۔ خداوند کے پیارو ہر وقت خدا کا شکر کرنا ہم پر فرض ہے کیونکہ خدا نے تمہیں ابتدا ہی میں اس لئے چن لیا تھا کہ روح کے ذریعے پاکیزہ بن کر حق پر ایمان لا کر نجات پاؤ "، نوٹ کریں کہ تھسلنیکیوں کو خدا نے پیار کیا ۔ یہ پیار چناؤ کا ہے یہ اصطلاح " پیار کیا گیا "، کبھی بھی بے ایمانوں اور دنیاداروں کے لئے بائبل کے کسی حوالے میں بھی استعمال نہیں کی گئی ۔ " جن کو خدا نے پیار کیا "، خدا نے کبھی یہوداہ اسکریوتی یا اس کا انکار کرنے والی دنیا کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کئے ۔ یہ اصطلاح ان کے لئے مخصوص ہے جو یسوع کو پیار کرتے

ہیں اور اس کی موت کے ذریعے بچ گئے ہیں۔ ہم جان گئے کہ یہ خدا کے ابدی پیار اور چناؤ کی طرف اشارہ ہے۔ نوٹ کریں کہ پولس نے واضح طور پر کہا کہ خدا نے تھسلنیکیوں کو چن لیا۔ جس کا مطلب ہے کہ خدا نے دوسروں کو چھوڑ دیا اس کے علاوہ پولس لکھتا ہے کہ خدا نے ان کو شروع سے یعنی بنانے عالم سے پیشتر چن لیا۔ (افسیوں باب ۱: ۴ آیت) ممکن ہے کوئی یہ کہے کہ "وہ یقیناً اس نے شروع سے چن لیا اور جن کو جنت میں جانا تھا پیشتر سے مقرر کر دیا لیکن یہ اس نے اپنے علم سابق کی بنا پر کیا۔ خدا نے پہلے سے جان لیا تھا کہ کون مسیح پر ایمان لائینگے اور اس بنا پر ان کا چناؤ کیا"

لیکن ایسے دلائل پولس کی سادہ تعلیم کو نظر انداز کرتے ہیں۔ پولس یہ تعلیم نہیں دیتا کہ خدا نے تھسلنیکیوں کو چنا ان کو پاکیزہ کر دیا گیا تھا کہ وہ ایمان لاتے اس کے بجائے وہ بالکل اس کے برعکس کہتا ہے کہ۔ خدا نے ان کو چنا۔ "نجات دینے کے لئے" کچھ موجودہ ترجمے ہیں "خدا نے چنا کہ وہ نجات حاصل کریں" (نیو انگلش بائبل)

یا "خدا نے شروع سے چن لیا نجات کے لئے" (یروشلیم بائبل) نجات صرف ایمان سے ملتی ہے پس پولس کہتا ہے کہ خدا نے تھسلنیکیوں کو چنا "کہ نجات پائیں" البتہ اس کا مفہوم ہے کہ خدا نے ایمان جیسا واحد ذریعہ نجات حاصل کرنے کے لئے دیا۔ اگر خدا ذریعہء مقصد دیئے بغیر کسی کو حاصل مقصد کے لئے چن لے تو یہ چناؤ بے معنی ہوگا۔ جس طرح کچھ کو شک ہے کہ ایمان بھی خدا کا تحفہ ہے اور کچھ کو یہ کہ ایمان ان کی کوششوں کا نتیجہ ہے (افسیوں باب ۲: ۸ آیت)

پولس کہتا ہے کہ خدا نے ان کو نجات کے لئے چن لیا ہے "روح کے ذریعے پاکیزہ بن کر اور حق پر ایمان لا کر"

دوسرے لفظوں میں نجات۔ تقدیس اور ایمان خدا کی طرف سے ایک ہی وقت میں تھسلنیکیوں کو دیئے گئے۔

۲۔ تھسلنکیوں میں سکھایا گیا ہے کہ چناؤ خدا کی طرف سے ہے جو کہ آدمی کی کسی خوبی یعنی تقدیس یا اس کے ایمان سے مشروط نہیں۔ خدا کا چناؤ غیر مشروط ہے۔

(ج) افسیوں باب ۱: ۴-۵ آیت

پولس کہتا ہے کہ خدا باپ نے ہمیں ہر روحانی برکت سے نوازا ہے "چنانچہ اس نے ہم کو بنانے عالم سے پیشتر اس میں چن لیا تاکہ ہم اس کے نزدیک محبت میں پاک اور بے عیب ہوں اور اس نے اپنی مرضی کے نیک ارادہ کے موافق ہمیں اپنے لئے پیشتر سے مقرر کیا کہ یسوع مسیح کے وسیلہ سے اس کے لے پالک بیٹے ہوں"

غور کریں کہ پولس چناؤ کے متعلق کتنے زور سے تعلیم دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ خدا نے "ہمیں چن لیا" یہ نہیں کہ ہم نے خدا کو چنا۔ پھر وہ اس کے ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ خدا نے "پیشتر سے ہمیں مقرر کیا" اس کے علاوہ الٰہی چناؤ کی اہمیت اس بیان سے ہوتی ہے کہ خدا نے ہمیں چن لیا۔ "خداوند مسیح میں" کا مطلب ہے کہ اس نے ہماری وجہ سے نہیں بلکہ مسیح خداوند کے سبب سے چن لیا۔

شاید کچھ آرمینین پھر دلائل پیش کریں کہ خدا نے اس لئے ان کو پہلے سے مقرر کیا کیونکہ وہ اپنے علم سابق سے جانتا ہے کہ کون ایمان لائینگے۔ اس لئے فیصلہ آدمی کے ہاتھ میں ہے نہ کہ خدا کے ہاتھ میں۔ لیکن غور کریں پولس یہ نہیں کہتا کہ خدا نے ہمیں چن لیا کیونکہ ہم پاکیزہ ہیں۔ لیکن بے داغ اور پاکیزہ ہونے کے لئے ایمان ضروری ہے کیونکہ ایمان کے بغیر پاکیزگی ممکن نہیں۔ افسیوں باب ۱۔

جو آرمینین مانتے ہیں وہ اس کے الٹ ہے اور کلام اس چناؤ کی نفی کرتا ہے جس کی بنیاد ہماری کوئی خوبی ہمارے کام یا ہمارا ایمان ہو اس نے اپنے اس بیان سے اس نتیجے کو اور زیادہ تقویت دی کہ چناؤ اور پیشتر سے مقرر

کیا جانا اپنی مرضی کے نیک ارادہ کے موافق " خدا نے آدمی کو اس لئے نہیں چنا کہ اس میں کوئی قابل ستائش خوبی دیکھی جیسے کہ اس کا ایمان۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ اس طرح لکھتا کہ اس نے پیشتر سے انہیں مقرر کیا " پیشتر سے جانے ہوئے آدمی کے ایمان کے موافق " پولس یہاں آدمی کا حوالہ نہیں دیتا بلکہ یہ سب صرف خدا کی " نیک مرضی " کے سبب ہے۔ خدا کے چناؤ کو اور زیادہ نمایاں کرنے کے لئے پولس ایک نکتہ کا اور اضافہ کرتا ہے " اپنی مرضی سے " اپنے دلائل پیش کرنے میں یہ ضروری نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ چناؤ خدا کی نیک مرضی کے موافق ہے یہ ظاہر کرنے کے لئے یہ کافی تھا کہ وہ وجوہات جن کی بنا پر خدا چناؤ کرتا ہے اس میں پنہاں ہیں۔ لیکن پھر وہ کہتا ہے " اس کی مرضی سے " جو اور زیادہ خدا کے چناؤ کی آزادی کے لئے مدلل ہے یہ حقیقت ہے کہ اس کا سبب اس کی مرضی میں پایا جاتا ہے۔

(و) رومیوں باب ۸: ۲۹، ۳۰

پولوس بیان کرتا ہے " کیونکہ جن کو اس نے پہلے سے جانا ان کو پہلے سے مقرر بھی کیا کہ اس کے بیٹے کے ہم شکل ہوں ------- اور جن کو اس نے پہلے سے مقرر کیا ان کو بلایا بھی اور جن کو بلایا ان کو راستباز بھی ٹھہرایا اور جن کو راستباز ٹھہرایا ان کو جلال بھی بخشا " اگر کوئی حوالہ آرمینین کے نظریہ۔ یعنی علم سابق کے مطابق اور پیشتر سے مقرر کرنے۔ کی حمایت میں استعمال ہو سکتا ہے تو وہ یہ حوالہ ہے۔

مگر اس کی صرف سطحی تاویل سے ایسے بے ڈھب تصور کی تصدیق ہوتی ہے۔

پرانے نسخہ جات اس لفظ کا ترجمہ " پیشتر سے جانا " کرتے ہیں۔ عبرانی اور یونانی کا محاورہ ہے جس کا مطلب ہے " پہلے سے پیار " جب بائبل میں لکھا ہے آدم نے " جانا " حوا کو اس کے یہ معانی نہیں کہ آدم کو معلوم ہو گیا کہ وہ کتنی لمبی تھی اور اس کا مزاج کیسا تھا۔ ہر گز نہیں بلکہ اس کا مطلب ہے

کہ آدم نے اس کو پیار کیا۔

جب داؤد کہتا ہے " کیونکہ خداوند صادقوں کی راہ جانتا ہے پر شریروں کی راہ نابود ہو جائیگی " اس کے کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ خدا راست بازوں کو جانتا ہے لیکن شریروں کو نہیں جانتا۔ خدا سب کچھ اور ہر ایک کو جانتا ہے بمعہ شریروں کے داؤد کا حقیقت میں مطلب یہ ہے کہ خدا صادقوں کی راہ کو پسند کرتا ہے اور شریروں کی راہ سے نفرت کرتا ہے جن کو وہ سزا دیگا۔

اسی طرح عاموس کے ذریعے خدا فرماتا ہے " دنیا کے سب گھرانوں میں نہ صرف تم کو برگزیدہ کیا ہے " (باب ۳: ۲ آیت) یہاں خدا اپنے علم کل کی نفی نہیں کر رہا کہ وہ کسی اور کو اپنے ادراک سے نہیں جانتا ہر گز نہیں۔ یہ صرف ایک استعارہ ہے۔ " دنیا کے سب گھرانوں میں سے میں نے صرف تم کو برگزیدہ کیا ہے۔ "

اس طرح پولس رومیوں باب ۸: ۲۹ آیت میں لکھتا ہے " کیونکہ جن کو اس نے پہلے سے جانا ان کو پہلے سے مقرر بھی کیا " پولس بائبل کا محاورہ " جانا " " پیار " کے لئے استعمال کر رہا ہے۔ " جنکو خدا نے پہلے سے جانا ان کو مقرر بھی کیا " اگر " پہلے سے جانا " سے مراد عقلی علم ہوتا۔ تو مطلب یہ ہوا کہ خدا کو ہر چیز کا علم نہیں اس صورت میں اس کو ان کا علم نہیں ہو گا جن کو اس نے تقدیس اور جلال کے لئے پہلے سے مقرر کر دیا۔ رومیوں ۸ باب میں پولس کا کہنا ہے کہ نجات ایک سنہری زنجیر ہے جو خدا کے دائمی پیار والے چناؤ سے شروع ہو کر نہ ٹوٹنے والے رشتوں سے منسلک ہے یعنی یہ پیش تقرری۔ مؤثر بلاہٹ۔ تقدیس اور آخر میں آسمان میں جلال تک محیط ہے۔ آرمینین کے اس نظریہ کے برعکس کہ پہلے سے مقرر کئے جانا۔ خدا کے علم سابق کی بنیاد پر ہے حمایت کی بجائے رومیوں باب ۸ کلام کے دوسرے حصوں سے متفق ہے کہ ایمانداروں کے پیشتر سے مقرر کئے جانے کی بنیاد خدا کا ازلی پیار ہے۔ خدا کا شکر ہو کہ نجات کی نہ ٹوٹنے والی لڑی موجود ہے۔ جو کوئی مسیح

پر ایمان رکھتا ہے جانتا ہے کہ وہ اس میں شامل ہے۔

(ز) رومیوں باب ۹: ۶-۲۶

پچھلے تمام حوالہ جات جو پیش کئے گئے یہ دکھانے کے لئے کہ خدا کسی کی خوبی سے راغب ہو کر چناؤ نہیں کرتا نہایت عمدہ اور مؤثر ہیں لیکن سب سے عمدہ بیان رومیوں ۹ باب میں ہے سب سے بڑا مسئلہ رومیوں ۹ - ۱۱ باب تک یہ ہے کہ اسرائیلی جن پر ماضی میں خدا کی تمام برکات تھیں کیونکر روحانی طور پر کھو گئے ؟ کیا خدا اپنے وعدے اسرائیل کے لئے بھول گیا ہے ؟ پولس اس کا جواب نفی میں دیتا ہے "یہ بات نہیں کہ خدا کا کلام باطل ہو گیا" پھر باقی پورے باب میں بیان کرتا ہے کہ نجات ابرہام کی نسل ہونے کے سبب نہیں ملتی بلکہ یہ خدا کے الٰہی فضل سے ملتی ہے۔ اور یہی بات ہے جو ہم پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس حقیقت کا پہلا اظہار (رومیوں باب ۹: ۷ آیت) میں بیان کیا گیا ہے کہ اسمٰعیل کی بجائے اضحاق کا الٰہی چناؤ ہوا۔

خدا نے اپنی قدرت سے چناؤ کرتے ہوئے کہا "کہ اضحاق ہی سے تیری نسل کہلائیگی" پھر الٰہی چناؤ کی دوسری مثال پولس یعقوب اور عیسو کی پیش کرتا ہے۔ یعقوب اور عیسو کے ماں باپ ایک تھے اور ایک ہی وقت پیدا ہونے وہ جڑواں تھے۔ لیکن خدا نے اپنی قادر مرضی سے یعقوب کو چنا اور عیسو کو رد کر دیا یہ دکھانے کے لئے کہ خدا کا چناؤ علم سابق کی بنیاد پر نہ تھا پولس لکھتا ہے کہ خدا نے اپنے چناؤ کو رِبقہ پر ظاہر کر دیا۔ اس سے پہلے کہ اس کے جڑواں پیدا ہونے اور اس سے پہلے کہ انہوں نے کوئی نیکی یا بدی کا کام کیا (باب ۹: ۱۱ آیت) "تا کہ خدا کا ارادہ جو برگزیدگی پر موقوف ہے اعمال پر مبنی نہ ٹھہرے بلکہ بلانے والے پر" خدا نے یعقوب کو اس لئے نہیں چنا کہ خدا نے پیشتر سے جان لیا تھا کہ وہ اچھا ہے اور ایمان لائیگا۔ چناؤ کی بنیاد آدمی نہیں بلکہ "بلانے والے پر" یعنی خدا ہے۔ چناؤ کے اختیار کو اور زیادہ مستحکم کرنے کے لئے لکھا ہے کہ "میں نے یعقوب سے تو محبت کی مگر عیسو سے نفرت

(رومیوں باب ۹: ۱۳ آیت) انسان ہوتے ہوئے ہم خدا سے استفسار کرنا چاہتے ہیں کہ خداوند ایسا کیوں کرتا ہے ؟ اور خدا اس حقیقت کو دہراتے ہوئے فقط یہ فرماتا ہے "میں نے یعقوب سے تو محبت کی مگر عیسو سے نفرت" اور متلاشی ذہن کے لئے کوئی وجہ بیان نہیں کرتا۔ پولس خیال کرتا ہے کہ جو لوگ اس کا خط پڑھیں گے ان کا ذہن بے اطمینانی کا شکار ہو جائیگا۔ کچھ لوگ قدرتی طور پر سوچیں گے "کہ یہ کیسا خدا ہے ؟ یہ منصف نہیں۔ ایک سے محبت اور ایک سے نفرت اس سے پہلے کہ وہ پیدا ہوتے اور اس سے پہلے کہ ان کو اپنے آپ کو ثابت کرنے کا موقع ملتا۔ اس لئے اگلی آیت ۱۴ میں پولس یہ سوال کرتا ہے "کیا خدا کے ہاں بے انصافی ہے" ؟ اس کا لب لباب یہ ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غیر مشروط چناؤ سے مراد بے انصاف خدا ہے۔ جو درست نہیں ہو سکتا اس سے پہلے ہم اس الزام پر پولس کا جواب دیکھیں۔ ذرا اس پر غور کریں کہ اگر غیر مشروط چناؤ کو مفروضہ بناتے ہوئے یہی سوال پوچھا جائے تو آرمینین کی تھیوری کے مطابق خدا میں بے انصافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ آرمینین کے مطابق خدا اپنے چناؤ میں خود مختار نہیں۔

کیونکہ وہ پہلے سے جان لیتا ہے کہ کون برا ہوگا اچھا ہوگا اور کون ایمان لائیگا۔ تو خدا کے چناؤ کی بنا آدمی کے کسی کام یا ایمان پر منحصر ہے۔ چنانچہ اس کا پہلے سے مقرر کرنا بالکل درست ہے کیونکہ یہ فیصلہ آدمیوں کی خوبیوں کی بنا پر کیا گیا۔ خدا پر بے انصاف ہونے کا الزام صرف غیر مشروط چناؤ کی وجہ سے ہی لگ سکتا ہے۔ کیونکہ آدمی کے نزدیک یہ بیوقوفی ہے کہ ایک اچھا اور پُر انصاف خدا ایسے ہی یعقوب کو چن لے اور عیسو کو رد کر دے۔ خاص کر جب یعقوب عیسو سے بہتر نہیں اور نہ ہی زیادہ مستحق اس لئے اس حقیقت سے کہ پولس بے انصافی کا مسئلہ اٹھاتا ہے۔ یہی مفروضہ قائم ہو سکتا ہے کہ وہ غیر مشروط چناؤ کے متعلق بات کر رہا ہے۔ آرمینین کی تھیوری میں مشروط چناؤ پر بے انصافی کا سوال اٹھانے کی گنجائش موجود نہیں۔ لیکن پولس یہ سوال

خود اٹھاتا ہے۔ یہ دکھانے کے لئے وہ غیر مشروط چناؤ کی تعلیم دیتا ہے۔ پولس کے سوال کے سلسلہ میں خدا کے لا خطا کلام کا جواب یہ نہیں کہ خدا کی برگزیدگی کا اختیار منسوخ ہو گیا ہے یا یہ کہ شکی ذہنوں کو معقول وضاحتیں پیش کرنا مقصود ہے۔ پولس صرف یہ لکھتا ہے "خدا نہ کرے" نہ کبھی ایسا سوچیں اور نہ منہ سے نکالیں کہ خدا بے انصاف ہے۔ یقیناً وہ بے انصاف نہیں۔ وہ مہربان اور پاک خدا ہے۔ وہ بے انصاف ہرگز نہیں۔

شاید ہم سب کچھ نہیں سمجھ سکتے۔ آخر ہم ہیں کیا؟ صرف انسان ہیں، ہم خدا نہیں۔ کیا یہ حیران کن بات ہے کہ ہم گناہ آلودہ ناتواں انسان خدا کے بارے میں سب کچھ نہیں جانتے؟

کیا اس کے راستے۔ ہمارے راستوں سے، اس کے خیال ہمارے خیالوں سے اور اس کے لامحدود آسمان زمین سے بلند نہیں؟ پولس پرانے عہد نامے کا حوالہ دیتے ہوئے۔ خدا کے چناؤ پر لکھتے ہوئے بیان کرتا ہے "کیونکہ وہ موسیٰ سے کہتا ہے کہ جس پر رحم کرنا منظور ہے اس پر رحم کرونگا اور جس پر ترس کھانا منظور ہے ترس کھاؤنگا" (رومیوں باب ۹:۱۵ آیت) اور بعد میں وہ لکھتا ہے "جس پر وہ چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے سخت کر دیتا ہے۔" (رومیوں باب ۹: ۱۸ آیت) بائبل مقدس کے مطابق چناؤ صرف خدا پر منحصر ہے۔ وہ خود مختار ہے کہ وہ جس کو چاہے پیار کرے اور جس کو چاہے رد کردے۔ کسی آدمی کی خوبی یا بدی کے سبب نہیں بلکہ اپنی نیک مرضی کے ارادے سے۔ ہمارے لئے ممکن ہوگا کہ رومیوں ۹ باب کے بے شمار نکات میں سے کسی ایک پر اپنے ثبوت کی بنیاد رکھ لیں۔ پولس نے پورے طور پر بتا دیا ہے کہ نجات اعمال پر مبنی نہیں بلکہ بلانے والے پر اور چناؤ غیر مشروط ہے ضرورت نہیں کہ ہم اس سے آگے جائیں جب پولس نے آیت ۱۶ لکھی تو دماغ میں آرمینین کا خیال ضرور ہوگا پولس غیر مبہم الفاظ میں لکھتا ہے اور اس میں کوئی مغالطہ نہیں رہ جاتا "پس یہ نہ ارادہ کرنے والے پر

منحصر ہے نہ دوڑ دھوپ کرنے والے پر بلکہ رحم کرنے والے خدا پر"
(New american standerd version) میں لفظ "یہ" نجات کے لئے استعمال ہوا ہے۔ کیا کوئی چیز اس سے زیادہ واضح ہو سکتی ہے؟ نجات ارادہ کرنے والے۔ چاہنے والے فیصلہ کرنے والے اور نہ ہی دوڑ دھوپ کرنے والے پر منحصر ہے اس کا انحصار صرف خدا پر ہے جو رحم کرتا ہے۔

اگر کوئی ابھی بھی بائبل کے ان واضح دعووں پر شک کرے۔ کہ ہماری نجات کلی طور پر خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ارادہ کرنے والے، دوڑ دھوپ کرنے والے پر ذرا بھر بھی منحصر نہیں تو وہ بار بار رومیوں باب ۹: ۱۶ پڑھے کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے۔

۳۔ کچھ وضاحتیں

(الف) کیا آرمینین اس مشکل سے بچ نکلتے ہیں؟

آرمینین کی خدا کی بجائے آدمی کو نجات میں فیصلہ کن رکن بنانے کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ آدمی کی آزادی برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ اس کا ایمان ہے کہ آدمی اس وقت تک آزاد مرضی اور ذمہ دار نہیں رہ سکتا جب تک خدا ہی پیشتر سے یہ مقرر نہ کردے پس وہ خدا کی مقرر کرنے والی تجاویز کو گھٹا کر انسان کے لئے ایسی جگہ بنا دیتا ہے جہاں وہ خدا سے جدا خود مختار حیثیت میں عمل کر سکے۔ (پیش بندی کے طور پر اس بات کو نوٹ کیا جائے کہ کیلونسٹ خدا کی حاکمیت اور آدمی کی ذمہ داری دونوں کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے اگرچہ وہ دونوں میں منطقی تصفیہ نہیں کر سکتا ملاحظہ کریں باب ۶)

یاد رکھیں کہ آرمینین اپنے مقصد میں مؤثر طور پر کامیاب نہیں ہوا کیونکہ آرمینین کے اپنے نظریے کے مطابق خدا پیشتر سے تمام واقعات کو جانتا ہے۔ خدا کا چناؤ اس بنا پر نہیں کہ کون مسیح پر ایمان لائیگا حالانکہ خدا بنائے عالم سے پیشتر جانتا ہے کہ انسان کا چناؤ کیا ہوگا کیونکہ وہ علیم کل ہے۔

اگر خدا کو پیشتر سے علم ہے کہ ہر واقع میں کیا وقوع پذیر ہوگا تو پھر (صرف جو وہ پیشتر سے جانتا ہے) وہی وقوع پذیر ہو سکتا ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اگر خدا کو علم تھا کہ مسٹر الف ایمان لائے گا تو مسٹر الف ہر حالت میں ایمان لائیگا۔

جیسا آرمینین دعوے کرتے ہیں کہ خدا پیشتر سے تمام چیزوں کا علم رکھتا ہے تو پھر تمام چیزیں وقوع پذیر ہونگی اور اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی۔ کیلونسٹ کا ایمان بھی بالکل یہی ہے۔ خدا کو پیشتر سے تمام چیزوں کا علم ہے اس لئے مستقبل کے واقعات یقینی ہیں فرق صرف اتنا ہے کیلونسٹ یہ کہنے کی جرأت کرتا ہے کہ خدا تمام قدرت والا ہے اور ان تمام واقعات پر قادر ہے اس کے برعکس آرمینین کا دعوے ہے کہ آدمی کو ان واقعات پر اختیار ہے۔

کیلونسٹ یہ بھی جرأت کرتا ہے کہ خدا کو قادر مطلق خدا یعنی حقیقی خدا کے طور پر پیش کرے نہ کہ قدرے قادر مطلق۔ آرمینین نے اس دعوئی سے کچھ حاصل نہیں کیا۔ ویسا ہی مسئلہ کیلونسٹ کا بھی ہے مثال کے طور پر آدمی کی ذمہ داری اور واقعات کی مکمل یقین دہانی میں تصفیہ وغیرہ۔

(ب) کیا آدمی آزاد ہے۔؟

بہت سے لوگوں کے خیال کے برعکس کیلونسٹ۔ آدمی کے آزاد اور خود مختار ہونے کی تعلیم دیتا ہے۔

سو فیصد آزاد و خود مختار کہ جو بھی اس کی مرضی ہو وہی کرے خدا کسی کو بھی اس کی مرضی کے خلاف مجبور نہیں کرتا۔ اگرچہ آدمی بظاہر آزاد اور خود مختار ہے لیکن حقیقت میں وہ غلام ہے۔ یہ کہ آدمی اپنی آزاد مرضی سے جو چاہے کرتا ہے۔ حقیقت میں آدمی آزاد مرضی کے تابع نہیں (آدمی آزاد ہے حقیقت اس کے برعکس ہے) یہ کہ آدمی بالکل اس قابل نہیں کہ مناسب طور پر نیکی اور بدی میں امتیاز کر سکے۔ ایک شرابی اور نشے کا عادی۔ آزاد نہیں۔

اصطلاحی طور پر پینے اور نہ پینے کی پسند کا حق ظاہری طور پر اس کے پاس ہے۔ لیکن حقیقتاً وہ ایک ہی کام کرنے پر مجبور ہے یعنی شراب پینے پر کیونکہ وہ شراب کا غلام ہے، تو بھی وہ آزاد ہے وہ وہی کرتا ہے جو اس کی مرضی ہے کوئی اسے مجبور نہیں کر رہا کہ وہ پیئے۔

اسی طرح ایک غیر مسیحی بھی آزاد ہے وہ وہی کام کرتا ہے جو اس کو پسند ہے۔ وہ اپنے دل کی خواہشات کی پیروی کرتا ہے کیونکہ اس کا دل ناکارہ اور ہر گناہ کی طرف مائل ہے وہ آزادی سے اپنی خواہش کو پورا کرتا ہے یعنی گناہ۔

وہ خدائے ثالوث سے نفرت کرتا ہے اور یہی اس کا مقصد حیات ہے۔ اس لئے وہ اس خدا کو کبھی بھی اپنے لئے نہیں چنے گا۔ وہ چن بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں یہ خواہش موجود نہیں۔ پس طبعی آدمی آزاد ہے اس سبب سے کہ وہ غلام ہے۔ وہ شیطان اور اپنی خواہشات کا غلام ہے اور خدا کی خدمت نہیں کر سکتا۔ الٰہیات میں تاریخی طور پر ایسے آدمی کو نامزد کرنے کے لئے فری ایجنسی (Free agincy) کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔

اتفاق کی بات ہے کہ مسیحی کی بھی آزاد مرضی نہیں ہے منطقی طور پر مسیح کو قبول کرنے یا رد کرنے کی ظاہری پسند کا حق اس کے پاس ہے لیکن بنیادی طور پر وہ یہ نہیں کر سکتا۔ مسیح اس کو رد نہیں کرنے دیگا جو کچھ خدا مسیح کو دیتا ہے وہ مسیح کے پاس آ جائے گا۔ کوئی بھی مسیح کے ہاتھ سے اسے چھین نہیں سکتا۔ (یوحنا باب ۶: ۳۷، ۳۹ آیت) دوسرے لفظوں میں مسیحی کی بھی آزاد مرضی نہیں ہے اگر کوئی حقیقی مسیحی ہے۔ خدا کا شکر ہو تو پھر وہ کسی لمحہ بھی مسیح کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ آخر کار ہم نے دیکھا کہ کیلون ازم اتنا خطرناک نہیں۔

(ج) "پہلے سے مقرر کیا جانا" پیش تقرری میں ہر ایک کو اس کی مرضی کے مطابق ملتا ہے۔

بعض اوقات لوگ شکائیت کرتے ہیں کہ پہلے سے مقرر کیا جانا سخت تعلیم ہے

کہ یہ لوگوں کو ان کی مرضی کے خلاف کام کرنے پر مجبور کرتی ہے - ان کا کہنا ہے کہ اگر وہ ایمان لانا چاہیں تو ایسا نہیں کر سکتے جب تک خدا ان کو پہلے سے مقرر نہ کرے اور اگر وہ ایمان نہیں لانا چاہتے تو بھی خدا ان کی مرضی کے خلاف ان کو جنت میں کھینچ لے جاتا ہے - تو ایمان لانے کا کیا فائدہ ؟ بڑے وثوق سے کہا جاتا ہے کہ ہر ایک کو ٹھیک ٹھیک اس کی مرضی کے مطابق ملتا ہے - دو ٹوک الفاظ میں (جتنے بھی ممکن نا شائستہ الفاظ میں کہا جائے ہیلیئن (Hellian) جہنم میں پڑے ہوئے لوگ خوش ہیں کہ وہ جہنم میں ہیں کوئی بھی اپنی مرضی کے خلاف جہنم میں نہیں ہر کوئی جو وہاں ہے خوش ہے وہ وہاں ہے پچھلے بیان سے مغالطے میں نہ پڑ جائیں - دوزخی جانتے ہیں کہ موت کے بعد ہر کوئی یا تو جہنم میں یا جنت میں جائیگا -

وہ جہنم کو پسند نہیں کرتے - ورنہ جہنم جہنم نہ ہوتا - یہ وہ جگہ ہے جہاں کا کیڑا کبھی نہیں مرتا - اور آگ کبھی نہیں بجھتی - جہنم میں ہمیشہ اذیت ہی اذیت ہے یہ دوزخ کی طرح ہے - دوزخی وہاں رہنا نہیں چاہتے - لیکن اپنی اذیت سے زیادہ وہ خدا باپ - خدا بیٹے اور خدا روح القدس سے نفرت کرتے ہیں - وہ

جنت میں جانا کبھی پسند نہیں کرتے وہ ہرگز یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ اپنے گناہوں سے توبہ - خدا اور دوسروں کو اپنے سے زیادہ پیار کیا جائے - وہ دوزخ میں نہیں رہنا چاہتے لیکن جب ان کو معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ کی بجائے پاک دل کے ساتھ جنت ملتی ہے تو وہ دوزخ کو ترجیح دیتے ہیں - پھر یہ بھی سچ ہے کہ ہر ایک کو اس کی مرضی کے مطابق ملتا ہے - مسیحی خوش ہے کہ وہ خدا کی رفاقت میں ہے دوزخی خوش ہیں کہ وہ خدا کی رفاقت میں نہیں ہیں - جب کوئی غیر مسیحی پیش تقرری کی تعلیم پر اعتراض کرتا ہے - تو اس کے پاس عام طور پر مسیح کو نہ قبول کرنے کی ریاکارانہ منطق ہے - اگر کسی سے پوچھا جائے - آپ کو کیا چاہیئے ؟ کیا آپ اپنے گناہوں پر پشیمان ہیں ؟ کیا آپ مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کرتے ہیں ؟ کیا آپ خدا کو پیار کرتے ہیں اور جنت میں جانا چاہتے

ہیں ؟ اگر ان سوالات کا جواب مثبت ہو تو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ پہلے ہی مسیحی ہیں - آپ تو پہلے ہی ایمان لا چکے ہیں اور "جو کوئی میرے پاس آ جائے گا میں اسے نکال نہیں دونگا" یسوع نے کہا جو آپ چاہتے تھے آپ کو مل گیا -

۴- عملی فوائد

اگر کسی کو بائبل کی تعلیم کی سچائیوں پر جو چناؤ پر ہیں شک ہے تو اس تعلیم کو سمجھنا مشکل ہے - یاد رکھیں بائبل میں غیر مشروط چناؤ کے متعلق جو تعلیم دی گئی ہے نجات کا انحصار اس پر نہیں کہ اس تمام پر ایمان رکھا جائے - ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی سوچ سے پریشان ہو کر کچھ سچائیوں کو نہ مانیں اور اس کے باوجود ایماندار ہوں - نجات کا انحصار اس پر نہیں کہ ہمارا علم علم الٰہی کے ایک ماہر جتنا ہو - نجات کا انحصار صرف اس پر ہے کہ آیا ہم حقیقتاً خداوند یسوع مسیح پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے گناہوں سے نجات دیتا ہے - اس لئے دونوں آرمینین اور کیلونسٹ جو اپنے گناہوں سے توبہ کر کے مسیح کی طرف نجات کے لئے آئے ہیں وہ جنت میں ضرور ہونگے - لیکن اگر میں آرمینین ہوتا تو میں یقین کے ساتھ جاننا چاہتا کہ بائبل چناؤ کے متعلق کیا سکھاتی ہے اس میں انکار کی گنجائش نہیں کہ آرمینین اپنے خیالات کی بنا پر مسیحی زندگی کی شادمانی کے متوقع فوائد حاصل نہیں کر رہا -

(الف) خدا کی تعظیم اور شکر گزاری

اگر آپ کا ایمان ہے کہ مسیح خداوند آپ کے گناہوں کے لئے موا اور یہ یقین دہانی روح القدس کی مدد سے ہوئی تو آپ خدا کے نہایت ہی شکر گزار ہونگے -

لیکن فرض کریں کہ مسیح یسوع کے صلیب پر آپ کی خاطر مرنے کی شکر گزاری کے علاوہ آپ کو یہ بھی احساس ہوا کہ آپ کبھی مسیح یسوع کو پیار نہیں

کر سکتے تھے ۔ جب تک وہ پہلے آپکو پیار نہ کرتا اور یہ کہ آپ کبھی اس کو نہ چنتے جب تک اس نے پہلے آپ کو نہ چنا ہوتا اور روح القدس کی مدد سے آپ کو ایمان نہ دیا ہوتا کہ اس پر ایمان لائیں ۔ تو اس صورت میں آپ اس کو زیادہ پیار کرتے ۔ حلیم بھی بہت زیادہ ہوتے ۔ کیونکہ آپ جان جاتے کہ آپ اتنے اچھے نہیں کہ سامنے پڑی اچھی چیز کو دیکھ سکتے ۔ آپ کی شکر گزاری حد سے بڑھ کر ہوتی ۔ کیونکہ اس نے تمہاری شکر گزاری سے زیادہ دیا تمہارا اچھی زندگی گزارنے کا ارادہ اور زیادہ پختہ ہوتا ۔ کیونکہ اس نے شکر گزاری کے لئے بہت زیادہ دیا ہے ۔ خدا کتنا اچھا ہے کہ اس نے ہمارے گناہ ہی معاف نہیں کئے بلکہ مسیح میں ایمان بھی تحفے میں دیا تاکہ ہمارے گناہ معاف ہوں ۔ خدا کتنا اچھا ہے ۔

(ب) نجات کی یقین دہانی

اگر نتیجہ اخذ کیا جائے کہ ہماری نجات کا انحصار مسیح کو قبول کرنے میں ہماری آزاد مرضی پر ہے ۔ اگر خدا مسیح کا عوضی کفارہ مہیا کرتا اور ایمان نہ دیتا تو (اس طرح) ہم بہت ہی بری حالت میں پڑ جاتے ۔

ذرا سوچیں اگر مسیحی ہونے یا نہ ہونے کا انحصار ہم پر ہوتا تو کتنی خوفناک بات ہوتی ۔ نجات کا انحصار ہم پر جو طبعی طور پر ناکارہ اور خدا کو پیار نہیں کرتے ہم پر ، جن میں مسیحی ہوتے ہوئے بھی پرانی انسانیت موجود ہے ؟ ہم پر ۔ جو شکی ہیں ، ڈگمگا جاتے اور گناہ کرتے ہیں اور نجات کا انحصار ہم پر ہرگز ۔ نہیں ۔ ایسا نہیں ہونا چاہئیے شاید میں آج ایمان لاؤں اور کل منحرف ہو جاؤں ۔ ہو سکتا ہے میں مسیح کے ساتھ وفاداری کی بجائے گناہ بھری خواہشات کا شکار ہو جاؤں ۔ ہو سکتا ہے کہ میرے بے ایمان پروفیسر مجھے یقین دلا دیں کہ بائبل سچی نہیں ایسی گھبراہٹ صرف اسی کو ہو سکتی ہے جو اس نتیجے پر پہنچا ہو کہ بنیادی طور پر اس کے ایمان کا انحصار اسی پر ہے اور خدا کی طرف سے نہیں دیا گیا ۔

لیکن کیلونسٹ کا ساری نجات کا انحصار خدا پر ہے نہ کہ اپنے آپ پر ۔ وہ جانتا ہے کہ نہ صرف مسیح اس کے گناہوں کے لئے مر گیا بلکہ یہ بھی کہ خدا نے اسے ایمان بھی عطا کیا ۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ ”جس نے تم میں نیک کام شروع کیا ہے وہ اسے یسوع مسیح کے دن تک پورا کر دیگا “ (فلپیوں ۱ : ۶) آرمینین نجات کی پوری خوشی اور پوری برکات سے محروم رہتا ہے ۔ کیونکہ وہ اپنے ایمان کے اعتماد کی بنیاد خدا کی نسبت اپنے آپ کو بناتا ہے ۔

خدا کا شکر ہو جس سے تمام برکات نکلتی ہیں بمعہ ایمان کے جس کے ذریعے خداوند یسوع کے کفارے کی برکات حاصل ہوتی ہیں اس کا شکر ہو اس کے چناؤ والے پیار کے لئے ۔

سوالات برائے بحث و گفتگو

۱۔ چناؤ کے متعلق ان عقائد کا مطالعہ کریں جن کی بنیاد بائبل پر ہے

(الف) بلجیک اقرار الایمان صفحہ ۹۸ تا ۱۰۰ ملاحظہ کریں ۔

(ب) ویسٹ منسٹر اقرار الایمان (3) (صفحہ 108 تا 110)

(ج) کینن آف ڈارٹ (1) (کرسچین ریفارمڈ چرچ کی گیتوں کی کتاب کی پشت پر دیکھیں ۔)

(د) ہائیڈل برگ اقرار الایمان (سوال 54)

۲۔ آرمینی اور آرمینین میں کیا فرق ہے ؟

۳۔ پیشتر سے تعین کرنا اور پہلے سے مقرر کیا جانے میں کیا فرق ہے ؟

۴۔ پیشتر سے تعین کرنا اور تقدیر پر دارومدار میں کیا فرق ہے ؟

۵۔ پیشتر سے تعین کے دو حصے کیا ہیں ؟

۶۔ انتخاب اور چناؤ کیلئے دوسرے الفاظ کیا استعمال ہو سکتے ہیں ؟ مثال کے طور پر افسیوں باب ۱: ۴ آیت

۷۔ لفظ غیر مشروط کے کیا معنی ہیں غیر مشروط چناؤ کی اصطلاح کیا ہے ؟

۸۔ استشنا باب ۷: ۶ تا ۹ میں غیر مشروط چناؤ پر کیا لکھا ہے ؟

۹۔ رومیوں باب ۸: ۲۹ - ۳۰ آیت پر مکمل بحث کریں - بائبل کے تمام دوسرے ابواب سے بیان کریں "جانا" کے اکثر طور پر کیا معنی ہیں (پیدائش باب ۴: ۱ آیت باب ۱۸: ۱۹، گنتی باب ۳۱: ۱۸ آیت، زبور باب ۱: ۶ آیت، عاموس باب ۳ ۲ آیت، متی باب ۷: ۲۳، ۱۔ کرنتھیوں باب ۸: ۳ آیت، ۲۔ تیمتھیس باب ۲: ۱۹ آیت)

۱۰۔ رومیوں باب ۹: ۱۰ تا ۲۶ کا مطالعہ کریں خاص کر ۱۱، ۱۳، ۱۶، اور ۱۹ آیات چناؤ کے متعلق کیا بیان کرتی ہیں - ؟

۱۱۔ ۱۔ یوحنا باب ۴: ۱۹ آیت چناؤ کی تعلیم پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہے ؟

۱۲۔ بائبل کی رو سے کس لحاظ سے یہ کہنا درست ہے کہ خدا ہر ایک کو پہلے سے مقرر کرتا ہے اس کے باوجود آدمی آزاد مرضی رکھتا ہے ؟

۱۳۔ کیا آرمینین اس مشکل کا حل تلاش کرتا ہے کہ - آدمی کی ذمہ داری - پہلے سے مقرر کیا جانا - اور تمام واقعات کے یقینی ہونے میں مطابقت کس طرح پیدا کی جائے مفصل بیان کریں ؟

۱۴۔ اگر کوئی کہے "کہ چونکہ میں پہلے سے مقرر کیا جا چکا ہوں - اس لئے ہر حالت میں بچا لیا جاؤں گا خواہ میں کتنے گناہ کیوں نہ کروں - آپ اس کو کیا جواب دیں گے ؟

۱۵۔ اگر وہ کہے "اگر میں پیشتر سے نجات کے لئے نہیں چنا گیا - تو میں بچ نہیں سکتا تو اس لئے میں نجات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرونگا - کیونکہ میں کچھ کرنے میں لاچار ہوں" تو آپ کیا کہیں گے -

۱۶۔ آپ کسی شخص کو کیسے جواب دیں گے جو کہے "اگر غیر مشروط چناؤ صحیح ہے تو خدا من مانی کرتا اور آدمیوں کا طرفدار ہے جو کچھ کو چن لیتا ہے اور باقیوں کے دل سخت کر دیتا ہے ؟

۱۷۔ کیا چناؤ کے لئے یقین دہانی ممکن ہے ؟ کیسے ؟ کینن آف ڈارٹ (سوال پڑھیں ۱، ۲)

۱۸۔ کیا خدا بے انصاف کہلائیگا اگر وہ کسی کو بھی نہ چنے اور تمام انسانیت دوزخ میں جائے ؟ کینن آف ڈارٹ (سوال ۱، ۱، ۳، ۴، ۱۵)

۱۹۔ اگر کوئی مسیح کو قبول کرنے سے انکار کر دے تو یہ کس کی غلطی ہو گی کیا خدا کی - جس نے اس کو نہیں چنا ؟ یا اس آدمی کی ؟ بائبل سے کیسے ثابت کریں گے ؟

۲۰۔ سچ سچ بتائیں - کیا آپ کو چناؤ کی تعلیم پسند آئی ہے ؟ کیوں ؟

۲۱۔ چناؤ کی تعلیم آرمینین کے مقابلے میں کیلونسٹ کو کیسے خدا کی زیادہ تعظیم کرنے کے قابل بناتی ہے ؟

۲۲۔ آپ اپنی بلاہٹ اور چناؤ کو کیسے یقینی بناتے ہیں ؟ (۲۔ پطرس باب ۱: ۱۰ آیت)

۲۳۔ کیا آپ جان سکتے ہیں کہ فلاں چنا ہوا ہے ؟ کیسے ؟ کیا آپ بتا سکتا ہیں کہ فلاں رد کیا ہوا ہے ؟ کیسے ؟

۲۴۔ کیا چناؤ کی تعلیم آپ کی نجات کی یقین دہانی میں معاون ہے ؟

۲۵۔ کیا بچوں کے ساتھ چناؤ کے متعلق گفتگو کرنی چاہیئے ؟ غیر مسیحیوں کے ساتھ اور بالغ مسیحیوں کے ساتھ ؟ کیوں ؟

۲۶۔ تعداد کے لحاظ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ لوگ آرمینین کی تھیوری کو کیلون ازم کی تھیوری پر ترجیح دیتے ہیں - ایسا کیوں ہے ؟

٣

محدود کفارہ

1 - مسئلہ

خداوند یسوع مسیح کن لوگوں کے لئے موا؟ مسیح نے کن کے گناہوں کی قیمت ادا کی؟ کن کی خاطر مسیح عالم ارواح میں اتر گیا؟ مسیح نے کن کی صلح خدا سے کرائی؟ مسیح کن کا عوضی بنا؟ مرنے میں اس کا مطلب اور مقصد کیا تھا؟ ہر ایک کو نجات دینے کے لئے یا صرف ان کو جن کو خدا نے چنا؟ بہت عرصہ سے راسخ العتقاد مسیحی ان سوالات کا جواب دو مختلف طریقوں سے دیتے رہے ہیں۔

آرمینئین کا موقف "مسیح سب کے لئے مر گیا" جبکہ کیلونسٹ دعوے کرتے ہیں "مسیح صرف ایمانداروں کے لئے موا"

آرمینئین نے عالمگیر کفارہ کی تعلیم دی ہے۔ جبکہ کیلونسٹ نے محدود کفارہ کی تعلیم دی ہے۔ آرمینئین کا دعویٰ ہے کہ مسیح تمام دنیا کے لئے مر گیا۔ عیسو اور یہوداہ کے لئے بھی۔ وہ کہتے ہیں کہ مسیح نے رد کئے ہوؤں کے گناہوں کی قیمت بھی ادا کر دی یعنی ان لوگوں کو جنہوں نے جانتے ہوئے رد کیا اور جو دوزخ میں جائینگے، وہ اس میں تفریق کرتے ہیں کہ مسیح نے کیا کہا (وہ سب کے لئے مر گیا) اور مسیح نے کیا حاصل کیا (تمام بچ نہیں گئے) ان کے نزدیک کفارہ ایک عالمگیر بیگ ہے جس میں ہر ایک کے لئے ایک پیکٹ ہے لیکن کچھ ہیں جو جھپٹ کر پیکٹ لے لیں گے۔

مسیح نے نہ صرف خون بہایا بلکہ کچھ گرا بھی دیا اس کی مرضی تھی کہ سب کو بچانے لیکن کچھ ہی بچیں گے۔ اس لئے اس کا کچھ خون ضائع ہو گیا یعنی گر گیا۔

آرمینئین کی مثال امریکہ کے ایک شخص سے مطابقت رکھتی ہے جس کو ۱۰۰ سال پہلے سزائے موت کا حکم ہوا۔ پھانسی دئیے جانے سے پہلے کسی طرح صدر اینڈریو جیکسن نے اس کو معافی دے دی۔ لیکن اس آدمی نے انکار کر دیا اور سپریم کورٹ سے درخواست کی۔ کہ اس کی سزا بحال رکھے۔ کورٹ نے اعلان کیا کہ صدر معافی تو دے سکتا ہے لیکن معافی کسی پر جبراً گو نہیں کی جا سکتی اور معافی سے انکار کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح سے آرمینئین کہتے ہیں خدا کسی شخص کو مسیح کی موت کی بنا پر معافی دے سکتا ہے لیکن رد کیا ہوا اس معافی کو ٹھکرا سکتا ہے۔ بہرحال جو کوئی اس معافی کو خواہ وہ خدا کی طرف سے ہو، یا صدر کی طرف سے رد کر دے وہ بیوقوف ہے اپنے موقف کے لئے آرمینئین ان حوالوں کا سہارا لیتا ہے۔ جیسے کہ ۲۔ کرنتھیوں باب ۵: ۱۴ آیت ("کیونکہ مسیح کی محبت ہم کو مجبور کر دیتی ہے اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک ایک سب کے واسطے موا" یوحنا باب ۴: ۴۲ آیت) (کہ یہ فی الحقیقت دنیا کا منجی ہے) کیلونسٹ اس کے برعکس یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسیح صرف ایمانداروں کے لئے مر گیا یعنی چنے ہوؤں کے لئے صرف ان کے لئے جو حقیقت میں بچ کر جنت میں جائینگے۔

کیلونسٹ کے مطابق مسیح کا مقصد یہ تھا کہ اس کا کفارہ ان کی قیمت ادا کرے جن کو باپ نے اس کے حوالے کیا ہے (یوحنا باب ۶: ۳۷ تا ۴۰ آیت) اس کا دعویٰ ہے کہ اگر حقیقت میں ہر ایک کے گناہوں کے لئے قیمت ادا کر دی تو پھر ہر کوئی بچ گیا۔ لیکن ایسا نتیجہ اخذ کرنا غلط ہے۔ لوگ بے شک جہنم میں جاتے ہیں۔ کیلونسٹ ان حوالہ جات کو پیش کرتا ہے جو بیان کرتے ہیں کہ مسیح ہر ایک کے لئے نہیں موا بلکہ "وہ اپنے لوگوں کے لئے" (متی باب ۱: ۲۱ آیت) اس کی "وہ بھیڑیں" (یوحنا باب ۱۰: ۱۵ آیت تا باب ۱۰: ۲۶ آیت) "وہ اس کے دوست" (یوحنا باب ۱۵: ۱۳ آیت) "وہ کلیسیا" (اعمال باب ۲۰: ۲۸ آیت) اور "وہ دلہن"۔ افسیوں ۵ باب: ۲۵ آیت)

جب کیلونسٹ اصطلاح "محدود" استعمال کرتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ کفارہ بچانے کی قدرت میں محدود ہے۔ برعکس اس کے وہ ایمان رکھتا ہے کہ مسیح کا کفارہ قدرت میں لا محدود ہے۔ اور مسیح لامحدود حد تک بچاتا ہے۔ اور کفارہ قدر و قیمت میں بے بہا ہے۔ لیکن اس کا یہ ایمان ضرور ہے کہ مسیح کا لا محدود کفارہ دسترس میں محدود ہے کہ مسیح کا مقصد تھا کہ در حقیقت محدود لوگوں کے گناہ اور قصوروں کو مٹا دیا جائے۔ یعنی وہ جن کو خدا نے خاص پیار بنانے عالم سے پیشتر کیا۔ یعنی کفارہ کی لا محدود برکت کچھ لوگوں تک محدود ہے۔ یہ لا محدود کفارہ ہے اصطلاح محدود کفارہ لوگوں کو مغالطے میں ڈال دیتی ہے۔ کچھ نے اس کی بجائے "مقرر" یا "مخصوص" کی اصطلاحات استعمال کی ہیں۔ بعد کی اصطلاحات کفارے کی غرض و غائیت پر زور دیتی ہیں وہ تاکیداً کہتے ہیں کہ کفارہ جو اپنی قدرت میں لا محدود ہے خاص اور مخصوص تعداد تک محدود ہے۔

مثال کے طور پر ایماندار کو کچھ فرق نہیں پڑتا کہ کوئی بھی اصطلاح "محدود" یا "خاص" یا "مخصوص" استعمال کرے اگر یہ فرق دماغ میں رکھے جائیں۔

۲۔ بائبل کی بنیاد پر جواب

بائبل کے اعداد و شمار کا مطالعہ کرنے سے پہلے دو حوالہ جات بغور پڑھیں جو "محدود" کے متعلق ہیں یعنی یوحنا باب ۱۰ : ۱۵ آیت، افسیوں باب ۵ : ۲۵ آیت۔ یوحنا باب ۱۰ میں خداوند مسیح نے گڈریے اور گلے کی مثال استعمال کی ہے۔ اس نے کہا کہ وہ چرواہا ہے اور اس کا مطلب ایک گلہ ہے۔ وہ ان کو جانتا ہے اور گلہ اس کو جانتا ہے۔ بھیڑیں اس کی آواز سنتی اور اس کے پیچھے چلتی ہیں۔ وہ ان کو ہمیشہ کی زندگی دیتا ہے تاکہ وہ ہلاک نہ ہوں۔ یہ بھیڑیں حقیقی ایماندار ہیں یسوع نے کہا وہ ان بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے نہ کہ تمام دنیا کے لئے "اچھا چرواہا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے" (باب ۱۰ : آیت ۱۱) اور باب ۱۰ : ۱۵ آیت میں وہ دوبارہ کہتا ہے "میں بھیڑوں

کے لئے اپنی جان دیتا ہوں" یہی محدود کفارہ ہے۔ وہ اپنی جان اپنی بھیڑوں کے لئے دیتا ہے صرف اپنی بھیڑوں کے لئے۔ یوحنا باب ۱۰ : ۲۶ آیت ان کو جو اس پر ایمان نہیں لاتے کہتا ہے کہ وہ میری بھیڑوں میں سے نہیں ہیں "تم اس لئے یقین نہیں کرتے" وہ بے ایمان یہودیوں سے کہتا ہے۔ "کیونکہ تم میری بھیڑوں میں سے نہیں دوسرے لفظوں میں وہ اس کے گلے میں شامل نہیں تھے۔ جن کے متعلق اس نے پہلے کہا تھا۔ وہ ان کے لئے اپنی جان دے گا۔ یہ محدود کفارہ ہے افسیوں باب ۵ : ۲۵ - ۲۷ آیت پولس شوہروں کو افسس کی کلیسیا میں تنبیہ کرتا ہے کہ اپنی بیویوں سے محبت کریں "جیسے مسیح نے بھی کلیسیا سے محبت کر کے اپنے آپ کو اس کے واسطے موت کے حوالے کر دیا"

یہاں لفظ کلیسیا ہے نہ کہ دنیا جس کے لئے مسیح نے اپنے آپ کو دے دیا اس کے علاوہ اس نے اس لئے بھی اپنے آپ کو دے دیا کہ "اس کو پاک کر کے اس کی تقدیس کرے۔" کلیسیا کے لئے مسیح کی موت اور اس کی پاکیزگی اور تقدیس میں لازم و ملزوم کا رشتہ ہے۔ جن کے لئے وہ مر گیا ان کو پاکیزہ کیا اور تقدیس کی۔ جب کہ دنیا کی پاکیزگی اور تقدیس نہیں ہوئی۔

تو یہ صاف طور پر کہا جا سکتا ہے کہ مسیح ان کی خاطر نہیں موا۔ اگر آرمینین کا مؤقف ٹھیک ہے کہ مسیح نے تمام دنیا کو برابر پیار کیا اور اس کے لئے اپنی جان دی۔ تو یہ مثال بیوی، شوہر اور مسیح اور دلہن پر صادق نہیں آتی اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ ایک شوہر اپنی بیوی کے علاوہ بھی کسی عورت کو پیار کر کے اس کے لئے جان دے سکتا ہے جیسے مسیح نے نہ صرف اپنے آپ کو کلیسیا یعنی اپنی دلہن کے لئے دے دیا بلکہ ان کے لئے بھی جو باہر ہیں لیکن یہ بات کلام کے مطابق نہیں جس میں لکھا ہے کہ آدمی کی ایک ہی بیوی ہو۔

آؤ اب بائبل کی بنیاد پر محدود کفارہ کا باپ۔ بیٹا اور روح القدس کے نظریے کا

مطالعہ کریں اور ان کے مقصد ، کام یک جہتی اور یگانگی پر غور کریں ۔

(الف) باپ کا چناؤ

اگر آرمینین کا مؤقف چناؤ کے انکار پر درست ہے اور اگر خدا نے کچھ کو پیشتر سے ہمیشہ کی زندگی کے لئے مقرر نہیں کیا بلکہ بعد میں مقرر کیا اگر خدا نے کچھ کو خاص پیار سے بنائے عالم سے پیار نہیں کیا ۔ اگر خدا کا یہ ازلی ارادہ نہ تھا کہ اپنے لوگوں اور صرف انہی کو بچانے ۔ تو اس صورت میں کفارہ محدود نہیں عالمگیر ہو گا ۔ دونوں لازم و ملزوم ہیں یعنی لا انتہا پیار اور لا محدود کفارہ ۔ عالمگیر پیار اور عالمگیر کفارہ ۔ بے تفریق پیار اور بے تفریق کفارہ اور لا محدود چناؤ ۔ (خدا ہر ایک کو چن لیتا ہے)

لا محدود کفارہ اگر خدا نے کچھ لوگوں کو مخصوص پیار سے محبت نہیں کی تو اس صورت میں آرمینین کا مؤقف ٹھیک ہے کہ خدا نے اپنے بیٹے کو خاص لوگوں کے لئے جان دینے کے نہیں بھیجا ۔ اگر خدا ہر ایک کو برابر پیار کرتا ہے تو بے شک خدا نے اپنے بیٹے کو تمام لوگوں کی خاطر جان دینے کو بھیجا ۔ آرمینین نے درستی سے باپ کا پیار اور بیٹے کے کفارہ کا مشاہدہ نہیں کیا کہ وہ دونوں لازم و ملزوم ہیں ۔ اگر وہی لوگ اس کے پیار اور کفارہ میں ہیں ۔ تو باپ کے پیار اور بیٹے کی موت میں یک جہتی ہے اور دونوں کے معنی ایک ہی ہیں آرمینین اور کیلونسٹ اس نقطے پر ایک دوسرے سے اتفاق کرتے ہیں ۔ لیکن بائبل ہمیں بار بار یہ سکھاتی ہے کہ خدا تمام لوگوں کو یکساں پیار نہیں کرتا "دنیا کے سب گھرانوں میں سے میں نے صرف تم کو برگزیدہ کیا ہے" (عاموس باب ۳ : ۲ آیت) ، "کیونکہ جن کو اس نے پہلے سے جانا ان کو پہلے سے پیار بھی کیا" (رومیوں باب ۸ : ۲۹) ، "کہ میں نے یعقوب سے تو محبت کی مگر عیسو سے نفرت" (رومیوں باب ۹ : ۱۳ آیت) ، باب ۲ یعنی محدود کفارہ کا

مطالعہ دوبارہ کریں ۔

یہ اصطلاح "خدا کے پیارے" یہ دنیا کے لئے استعمال نہیں کی گئی لیکن وہ مقدسین جو روما میں تھے (رومیوں باب ۱ : ۷ آیت) (کلسیوں باب ۳ : ۱۲ آیت) اور (۱ ۔ تھسلنیکیوں باب ۱ : آیت ۴ ، ۲ ۔ تھسلنیکیوں باب ۲ : ۱۳ آیت اور مسیحیوں کو یہوداہ کی طرف سے (آیت ۱) چونکہ باپ کے پیار کے مفعول خاص ، مخصوص اور محدود ہیں ۔ اسی طرح مسیح کی موت کے بھی ۔ کیونکہ خدا نے کچھ کو پیار کیا سب کو نہیں اسی نے اپنی قادر اور ازل مرضی سے فیصلہ کیا ۔ ان مخصوص لوگوں کو بچانے کے لئے ۔ اس نے اپنے بیٹے کو بھیجا کہ ان کے لئے ہی جان دے ان کو نجات دے ساری دنیا کو نہیں ۔ کیونکہ ایک خاص چناؤ ہے اور ایک خاص کفارہ ہے کیونکہ محدود چناؤ ہے اور محدود ہی کفارہ ۔ کیونکہ ایک مخصوص چناؤ اور مسیح کا کفارہ لازم و ملزوم ہیں اور اگر وہی لوگ ان کے سامنے ہیں ، تو باپ اور بیٹے میں یک جہتی ہے یہ اس لئے ہوا کہ خدا نے دنیا کے چنیدہ گنہگاروں سے اتنی محبت کی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بھیج دیا تا کہ دنیا اس کے وسیلے سے بچ جائے (یوحنا باب ۳ : ۱۶ ۔ ۱۷ آیت) اس حوالہ میں "دنیا" کا مطلب ہر شخص نہیں ۔ غیر اور نجات یافتہ اور چنے ہوئے ۔

پوری دنیا کا مطلب ہے ہر قوم اور قبیلہ کے لوگ صرف یہودی ہی نہیں ۔ یہ اس طرح ہوا کہ باپ نے کچھ کو مسیح کے حوالے کیا اور ان کی خاطر مسیح اپنی جان دینے کے لئے دنیا میں آیا (یوحنا باب ۶ : ۳۷ ۔ ۴۰ آیت) یسوع مسیح کے ذہن میں اس کا ایک اور مخصوص مقصد تھا جو باپ کے مقصد سے مطابقت رکھتا تھا ۔ اس کا مقصد یہ نہ تھا کہ وہ غیر یقینی طور پر دنیا میں ہر ایک کے لئے جان دے ۔ جیسے اس نے کہا "جو کچھ باپ مجھے دیتا ہے میرے پاس آجائیگا" (۳۷ آیت) ۔ باپ کی مرضی یہ نہ تھی کہ تمام کے تمام بچ جائیں بلکہ یہ کہ یسوع مسیح ایک بھی نہ کھو دے جن کو باپ نے اس کے حوالے کیا ہے (۳۹ آیت) صرف اس مقصد کے لئے مسیح مر گیا (۳۸ آیت)

۱۔ یوحنا باب ۴: ۱۰ آیت باپ کے پیار اور بیٹے کے کفارے کے لازم و ملزوم رشتے کو صاف بیان کرتا ہے ۔ کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ "اس نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا" خدا کے پیار کا مفعول وہی ہے جو بیٹے کے کفارہ کا ہے ۔ "ہم" دنیا کے لئے استعمال نہیں ہوا بلکہ جن کے گناہ ، معاف ہوئے (۱ یوحنا باب ۲: ۱۲ آیت) "تم" اس شریر پر غالب آ گئے ہو" (۱ یوحنا باب ۲: ۱۳ آیت) اور جو خدا کے فرزند ہیں (۱ یوحنا باب ۳: ۱ ، ۲ آیت) دوسرے لفظوں میں مسیح خدا کے فرزندوں کے لئے موا یعنی ان کے لئے جن کو خدا نے خاص پیار سے چنا ۔ یہ سب سے مؤثر حوالہ ہے جو محدود چناؤ اور محدود کفارہ کو بیان کرتا ہے رومیوں باب ۸: ۳۲ آیت یہ آیت اور بھی زور دار ہے کیونکہ یہ حوالہ ہمیشہ لا محدود کفارہ کی تھیوری والے پیش کرتے ہیں یوں لکھا ہے "جس نے اپنے بیٹے ہی کو دریغ نہ کیا بلکہ ہم سب کی خاطر حوالہ کر دیا وہ اس کے ساتھ اور سب چیزیں بھی ہمیں کس طرح نہ بخشیگا ؟" سرسری نظر سے ایسا معلوم دیتا ہے کہ پولس واضح طور سے سکھا رہا ہے کہ مسیح سب کے لئے موا لیکن گہرے مطالعہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ ناممکن ہے ۔

"سب" آیت ۳۲ میں سب برگزیدہ کی طرف حوالہ ہے ۔ نہ کہ ہر شخص جو دنیا میں ہے یہ کہنے کا سبب یہ ہے کہ

رومیوں باب ۱۸ کی آیت ۳۲ میں سب برگزیدہ کی طرف حوالہ ہے نہ کہ ہر شخص کی طرف جو دنیا میں ہے ۔ یہ کہنے کا سبب یہ ہے کہ رومیوں باب ۸: ۸ ۲ سے باب کے آخر تک تمام کا تمام حوالہ مسیحیوں کے متعلق ہے ۔ تمام چیزیں مل کر سب کے لئے بھلائی پیدا نہیں کرتیں بلکہ صرف خدا سے محبت رکھنے والوں کے لئے بھلائی پیدا کرتی ہیں یعنی ان کے لئے جو خدا کے ارادہ کے موافق بلائے گئے ۔ (۲۸ آیت) خدا کے وعدے صرف ان کے لئے ہیں جن کو اس نے پہلے سے جانا ان کو پہلے سے مقرر کیا اور جن کو راستباز ٹھہرایا ان کو جلال بخشا (۲۹ ، ۳۰ آیت) انہی لوگوں کے متعلق پولس لکھتا ہے "اگر

خدا ہماری طرف ہے تو کون ہمارا مخالف ہے جس نے اپنے بیٹے ہی کو دریغ نہ کیا بلکہ ہم سب کی خاطر اسے حوالے کر دیا وہ اسی کے ساتھ اور سب چیزیں بھی ہمیں کس طرح نہ بخشیگا" (۳۲ آیت) "ہم سب" مسیح کن کے لئے موا وہ مسیحیوں کے لئے جن کا پولس نے ابھی ذکر کیا ہے ۔ اگلے ہی فقرے میں پولس برگزیدوں کے لئے لکھ رہا ہے "خدا کے برگزیدوں پر کون نالش کریگا" مفہوم یہ ہے ۔ کوئی بھی نہیں ۔ کیونکہ مسیح ان کی خاطر موا ۔ برگزیدہ اور جن کے لئے مسیح موا ان میں گہرا تعلق ہے ۔ وہ ایک ہی لوگ ہیں ۔ آیت ۳۲ سب کچھ جو "ہم سب" کے پہلے اور بعد میں برگزیدوں یعنی وہ جن کو خدا نے پیار کیا پر محدود ہے ۔ اس لئے یہ آیت عالمگیر کفارہ کی بجائے اس کے بالکل الٹ کرتی ہے ۔ یہ محدود کر دیتی ہے "ہم سب" ان پر جو خدا کو پیار کرتے ہیں ۔ تو یہ محدود کفارہ ہے ۔ بر سبیل تذکرہ ۔ یہ محدود کفارہ ہی ہے جو مشکل وقت میں اصل تسکین کا سبب بنتا ہے ۔ پس پولس ۳۲ آیت میں یہ منطق پیش کرتا ہے کہ اگر خدا نے سب سے بڑی چیز اپنے لوگوں کو جو ایمان لائے دنیا میں دی یعنی خدا نے اپنے بیٹے یسوع مسیح کو ہمارے لئے قربان کر دیا تو اس کے ساتھ وہ سب چیزیں جو ہمارے لئے اچھی ہیں ضرور دے گا ۔

اس لئے آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ۔ اے کم اعتقادو ۔ تم جو کل کے لئے فکر مند ہو ۔ یاد رکھو ۔ اگر اس نے مسیح کو تمہارے لئے قربان کر دیا تو وہ سب چیزیں جو تمہارے لئے اچھی ہیں خدا ضرور تمہیں دے گا ۔

نہ صرف خدا باپ کا اس کے ابدی پیار والے چناؤ کے لئے شکر کریں بلکہ خدا بیٹے کا بھی جو ہماری خاطر موا ۔۔ اس حصے کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے بائبل سکھاتی ہے کہ باپ کا پہلے سے مقرر کرنا اور بیٹے کے مقصد ایک ہی ہے محدود لوگوں کی یعنی خدا کے برگزیدوں کی نجات ۔ دوسرے لفظوں میں محدود کفارہ کی بنیاد غیر مشروط چناؤ پر ہے ۔

(ب) بیٹے کا کفارہ

مسیح کن کے لئے موا۔ اس کا جواب دینے کے لئے۔ لفظ موا۔ کی تشریح ضروری ہے۔ حقیقی طور پر مسیح نے مر کر کیا کیا؟
بائبل کم از کم چار مختلف طریقوں سے مسیح کی موت کو واضح کرتی ہے مسیح مر گیا۔

(۱) اس نے گناہ کے لئے عوضی قربانی دی۔ (عبرانیوں باب ۹: ۱۰ آیت

(۲) اس نے خدا کے غضب کو اپنے اوپر لے کر ہمارا فدیہ دے دیا۔ (رومیوں باب ۳: ۲۵، عبرانیوں باب ۲: ۱۷ آیت، ۱۔ یوحنا باب ۲: ۲ آیت، ۴: ۱۰ آیت)

(۳) اس نے اپنے لوگوں کی خدا سے صلح کرائی یعنی اس دشمنی کو جو خدا اور ان کے درمیان تھی ختم کیا (رومیوں باب ۵: ۱۰ آیت، ۲۔ کرنتھیوں باب ۵: ۲۰ آیت وغیرہ)

(۴) اس نے شریعت کی لعنت سے چھٹکارا دیا۔

سوال جس کا صحیح جواب ضروری ہے وہ یہ ہے۔ کیا اس نے گناہوں کی عوضی قربانی دی یا نہیں؟ اگر اس نے قربانی دی تو یہ ساری دنیا کے لئے نہ تھی ورنہ تمام کی تمام دنیا بچ جاتی۔ کیا مسیح نے حقیقتاً یا زبانی زبانی یہوداہ کو شریعت کی لعنت سے آزاد نہیں کر دیا اور خود ان کے لئے لعنتی بنا۔ (گلتیوں باب ۳: ۱۳ آیت) تو اب کیا یہودہ آگے کو شریعت کی لعنت کی قید میں نہیں؟ ہرگز نہیں۔ پولس لکھتا ہے مسیح ہماری خاطر لعنتی بنایا گیا یعنی پولس اور ایماندار گلیتوں کے لئے۔ چونکہ یہودا مسیح پر ایمان نہیں لایا اس لئے اگروہ دوزخ میں شریعت کی لعنت کے تابع ہے تو حقیقت میں مسیح اس کے لئے نہیں موا۔

کیا مسیح نے سچ مچ۔ عملی طور پر۔ اور حقیقی طور پر اپنی موت سے عیسو کا خدا سے میل ملاپ کروایا (رومیوں باب ۵: ۱۰ آیت) یا نہیں کروایا؟ کیا اس نے اپنی عوضی موت سے حقیقت میں اس دشمنی کو دور کیا کہ خدا کی جدائی عیسو سے ختم ہو یا کہ نہیں؟ ان میں سے ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اگر اس نے عیسو کا ملاپ کرا دیا۔ اگر وہ یہودہ کے لئے لعنتی بن گیا اور اگر اس نے جہنم کی اذیت۔ حقیقتاً تمام آدمیوں کے لئے برداشت کی۔ یعنی دوسرے لفظوں میں اگر وہ تمام کے لئے مر گیا۔ تو اس صورت میں کوئی جہنم میں نہیں گیا۔ تمام کا ملاپ ہوا اور چھٹکارا ہوا۔

لیکن یہ کہنا کہ تمام آدمیوں کا چھٹکارا ہوا بائبل کے خلاف ہے پس کفارہ کی نوعیت اور مسیح کا کام ہی اس سوال کا جواب ہے۔ مسیح کن کے لئے مر گیا؟ اسم (کفارہ) اپنے مفعول کی صفت (محدود) کی تشریح کرتا ہے۔ اگر کفارہ حقیقت میں نجات نہیں دیتا۔ یہ حقیقت میں خدا کی لعنتوں کو لوگوں سے دور نہیں کرتا۔ ان کو حقیقت میں چھٹکارا نہیں دیتا۔ تو پھر یہ تمام دنیا کے لئے ہو سکتا ہے ان کیلئے بھی جو دوزخ میں ہیں۔ لیکن اگر یسوع مسیح کی موت اس مقصد کے لئے جو بائبل میں لکھا ہے یعنی گناہوں کی عوضی قربانی کے طور پر ہوئی تو یہ مفروضہ نہیں بلکہ حقیقی کفارہ ہے جس کے ذریعے ایک گناہگار کا خدا سے ملاپ ہو گیا تو صاف ظاہر ہے کہ یہ دنیا کے ہر آدمی کے لئے نہیں ہو سکتا اگر ساری دنیا کے لئے ہوتا تو ساری دنیا نجات یافتہ ہوتی لیکن حقیقت یہ ہے کہ تمام کی نجات نہیں ہوئی۔

ان میں سے ایک ہی بات سچ ہو سکتی ہے۔ یا تو کفارہ اپنی وسعت میں محدود ہے یا یہ اپنی قدرت اور زور میں محدود ہے۔ یہ دونوں لامحدود نہیں ہو سکتے۔ اگر یہ اپنی وسعت میں لا محدود ہے کہ مسیح ہر کسی کے لئے مر گیا جیسے کہ آرمینین کا دعوئ ہے تو پھر یہ اپنی قدرت اور زور میں لا محدود نہیں ہو سکتا۔ ورنہ اس صورت میں تمام کے تمام نجات حاصل کرینگے۔

چونکہ آرمینین ایسے کفارہ پر ایمان رکھتا ہے جو وسعت میں لا محدود ہے تو یہ کفارہ لازمی طور پر غیر واضح - غیر یقینی اور کمزور ہے جو حقیقت میں کسی کو نہیں بچاتا - اس کے برعکس اگر کفارہ اپنی تاثیر میں لا محدود ہے یعنی بچانے کی قدرت میں جیسے بائبل بیان کرتی ہے تو پھر یہ اپنی وسعت میں محدود ہے - جب تک کوئی آفاقیت میں یقین نہ رکھتا ہو - کہ تمام لوگ نجات حاصل کرینگے - اس صورت میں کفارہ اپنی قدرت اور وسعت میں لا محدود نہیں ہو سکتا - اس لئے کہ بائبل کی بنا پر یہ درست ہے کہ کفارہ لا محدود ہے (اپنی قدرت اور زور میں) ، لیکن محدود (اپنی وسعت میں) لا محدود ہے جب اس بات کا تعین ہو گیا کہ کفارہ حقیقی ہے نہ کہ مصنوعی - اس نے فرضی طور پر نہیں بلکہ حقیقتاً گناہوں کے جرم کو دور کردیا تو اس بات کا امکان پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم اس شخص کی مثال ہیں اس بھیانک غلطی کو پکڑ سکیں جس کو سزائے موت ہوئی تھی لیکن صدر جیکسن نے کے لئے معاف کر دیا تھا - اس مثال میں اس آدمی کے معافی حاصل کرنے کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ معافی کی با مقصد بنیاد موجود نہ تھی ، اگر کوئی آدمی اس کی جگہ پھانسی دے دیا جاتا - اگر کسی اور آدمی نے اس کا قرض ادا کر دیا ہوتا - تو ریاست ایک ہی خلاف ورزی پر دو جرمانے لاگو نہیں کر سکتی تھی -

لیکن اس آدمی کے لئے کوئی ایسا عوضی نہ ہوا - جبکہ کفارے کے سلسلے میں محض مصنوعی معافی بغیر حقیقی عوضی قربانی کے ممکن نہیں - کیونکہ مسیح حقیقت میں گنہگاروں کی جگہ مر گیا اس نے گناہوں کی حقیقی قربانی دی - خدا نے مسیح کو اپنے پیاروں کے بدلے سزا دی - لیکن پھانسی دئے جانے والے کی معافی میں کوئی عوضی موجود نہ تھا -

اگر اس نے معافی قبول کر لی ہوتی تو قانون اور عدل کے سخت اور عادل تقاضوں سے روگردانی کی ہوتی - ایسا الہی شریعت کے ساتھ نہیں ہو سکتا - جو گناہ کئے گئے ہیں ان کی ادائیگی کے لئے کسی کو - یا مسیح کو مرنا ضرور تھا -

(ج) روح کا سکونت کرنا

۲- کرنتھیوں باب ۵ : ۱۴ - ۱۵ آیت میں لکھا ہے - "کیونکہ مسیح کی محبت ہم کو مجبور کر دیتی ہے اس لئے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ایک سب کے لئے موا تو سب مر گئے - اور وہ اس لئے سب کے واسطے موا کہ جو جیتے ہیں وہ آگے کو اپنے لئے نہ جئیں بلکہ اس کے لئے جو ان کے واسطے موا اور پھر جی اٹھا"

یہ ایک اور اعلیٰ نمونہ ہے اس عبارت کا جو پہلی نظر میں آفاقیت کی تھیوری کی حمایت میں معلوم ہوتی ہے - جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے - اکثر پولس کا بیان "ایک سب کے لئے موا" لا محدود کفارے کے ثبوت کے طور پر دیا جاتا ہے کہ مسیح ہر اس شخص کے لئے جو کبھی رہتا تھا یا رہیگا مر گیا - تو بھی اگر اس حوالے کا بغور مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلے گا - کہ پولس اس کے برعکس سکھاتا ہے - خاص طور پر نوٹ کریں "اس واسطے" پولس لکھتا ہے کہ "ایک سب کے واسطے موا تو سب مر گئے" - مسیح کی موت اور سب کی موت میں ایک نہ ٹوٹنے والا رشتہ ہے - لفظ "اس واسطے" یہاں بے قاعدہ رشتے کے لئے استعمال ہوا ہے - یہاں سب کی طبعی موت کے لئے استعمال نہیں ہوا - "سب مر گئے" کا ایمانداروں کی روحانی موت سے تعلق ہے - یہ اس طرح کی موت ہے جو رومیوں ۶ باب میں ہے - جہاں پولس لکھتا ہے کہ "مسیح یسوع کی موت میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا" روح القدس کے ان کے دلوں میں کام کرنے کے سبب وہ گناہ کے اعتبار سے مر گئے - اب صاف ظاہر ہے کہ سب کے سب نہیں مرے بہت سے لوگ گناہ میں زندگی گزار رہے ہیں - وہ گناہ کے اعتبار سے نہیں مرے - اس لئے مسیح ان کی خاطر اپنی جان نہیں دے سکتا تھا - کیونکہ ایک نہ ٹوٹنے والا رشتہ مسیح کی موت اور جن کے لئے وہ موا پایا جاتا ہے "وہ سب کے لئے موا اس لئے سب مر گئے" صاف ظاہر ہے کہ ، سب ، دونوں حالتوں میں ایمانداروں کے لئے ہے - تمام دنیا کے لئے نہیں

یعنی غیر نجات یافتہ اور برگزیدہ دونوں کے لئے نہیں ۔ کیونکہ غیر نجات یافتہ کبھی بھی گناہ کے اعتبار سے نہیں مرے علاوہ ازیں پولس نوٹ کرتا ہے (جو رومیوں باب ۶ کے مطابق ہے ۔) کہ مسیحی گناہ کے اعتبار سے مر گئے تو وہ مسیح کیساتھ زندہ کئے جائیں گے ۔ اگر روحانی طور سے اس کے ساتھ دفن ہوئے تو روح میں اس کے ساتھ زندہ ہونگے ، (اگرچہ اس حوالے میں پولس واضح طور پہ بیان نہیں کرتا لیکن دوسرے حوالہ جات سے ہم جانتے ہیں کہ یہ صرف روح القدس کے ذریعے ہی ممکن ہے) وہ ایک قدم اور آگے جاتے ہوئے دلیل پیش کرتا ہے کہ مسیح کا پیار مسیحیوں کو مجبور کرتا ہے ۔ کہ وہ نیک زندگیاں اس کی خاطر گزار دیں "جو ان کی خاطر موا اور زندہ ہوا" دوسرے لفظوں میں ۲۔ کرنتھیوں باب ۵ : ۱۴ ۔ ۱۵ آیت میں واقعات کا ایک بڑا سلسلہ ہے (الف) مسیح تمام برگزیدوں کے لئے مر گیا ، (ب) تمام ایماندار روحانی طور پہ مسیح میں مرتے ہیں (ج) اور وہ روحانی طور پہ مسیح میں دوبارہ زندہ ہوں گے ۔ اگر ایک بیان کیا جائے تو دوسرے بھی ضرور وقوع پذیر ہونگے ۔ تو اس حوالے میں دنیا کا یا بے ایمانوں کا ذکر نہیں ۔ مگر صرف ان کا جو گناہ کے اعتبار سے مر گئے ، روحانی طور پہ مسیح میں جی اٹھے اور اس کے لئے زندگی گزارتے ہیں ۔ پس "سب" "ایک سب کے لئے مر گیا" تمام مسیحیوں کے لئے استعمال ہوا ہے ۔ تو یہ محدود کفارہ ہے ۔ اور یہ کفارہ کی نہایت اعلیٰ سکیم ہے ۔

خدا نے فضول طور پہ اپنی قادر مرضی کے چناؤ کے بغیر پیار نہیں کیا اور مسیح بے مقصد تمام آدمیوں کے لئے نہیں موا یعنی (فرضی طور پہ) ، نہیں بلکہ حقیقی طور پہ اس نے ان کے گناہوں کو دور نہیں کیا اور روح القدس نے بغیر تعلق ان پہ مسیح کی موت منطبق نہیں کی کہ آخر کار ان کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جائے کہ وہ نجات لانا چاہتے ہیں کہ نہیں بلکہ اس کے برعکس بائبل ہمیں تثلیث کے تینوں اشخاص کے کام میں یک جہتی و یگانگی سکھاتی ہے ۔ یعنی باپ

کے چناؤ ۔ بیٹے کے کفارہ اور روح القدس کی سکونت میں کیونکہ باپ نے پیشتر ہی سے کچھ کو چن لیا (رومیوں باب ۸ : ۲۹ آیت) اس نے اپنے بیٹے کو بھیجا کہ ان کے لئے جان دے ۔ جو باپ نے بیٹے کو دیا اس نے کچھ کھو نہ دیا (یوحنا باب ۶ : ۳۹ آیت) لیکن وہ بڑے پیار سے اپنی بھیڑوں کے لئے ، اپنے لوگوں کے لئے ، اپنی کلیسیا اور اپنی دلہن کے لئے لعنتی بنا ۔

حقیقت میں ان کو بچایا ، چھڑایا اور باپ سے ملاپ کرایا ۔ تب روح القدس ان لوگوں پر نازل ہوا جن کو باپ نے چنا ، جن کے لئے بیٹے نے جان دی ۔ ان کو گناہ کے اعتبار سے مار کر روحانی طور پر زندہ کیا ۔ اس کا مطلب ہے نئی پیدائش ۔ باپ بیٹے اور روح القدس کا مقصد ایک ہی ہے وہ ایک ہی مقصد کے حصول کے لئے کام کرتے ہیں اور وہ مقصد ہے ان لوگوں کی نجات جن کو باپ نے اپنے مخصوص پیار میں چنا ۔

اعتراضات

بائبل کی محدود کفارہ کی تعلیم پر روایتاً کچھ اعتراضات بھی اٹھائے جاتے ہیں ۔ ان میں سے تین پر غور کرنا کافی مددگار ثابت ہو سکتا ہے ۔

(الف) انجیل کی خوشخبری کی عام دعوت

کچھ کا کہنا ہے کہ اگر مسیح نے سب کے گناہ دور نہیں کئے ۔ اگر باپ بیٹے اور روح القدس کا مدعا سب کو بچانے کا نہ تھا ۔ تو یہ کہنا کیسے ممکن ہے ۔ جیسے کیلونسٹ کہتا ہے ۔ کہ خدا حقیقت میں سب کو نجات کی پیش کش کرتا ہے بمعہ ان کے جن کو اس نے نجات کے لئے پیشتر سے مقرر نہیں کیا ۔

یہاں ہم حقیقی بنیادی بھید سے دوچار ہیں ۔ ایک طرف بائبل سکھاتی ہے کہ خدا کا ارادہ ہے کہ نجات کچھ لوگوں کے لئے ہے ۔ دوسری طرف بائبل کا عام اعلان کہ خدا ہر ایک کو خلوص سے نجات کی پیشکش کرتا ہے ۔ مثال کے طور پر حزقی ایل کی کتاب میں لکھا ہے ۔ "تو ان سے کہہ خداوند خدا فرماتا ہے

مجھے اپنی حیات کی قسم شریر کے مرنے میں مجھے کوئی خوشی نہیں بلکہ اس میں کہ شریر اپنی راہ سے باز آنے اور زندہ رہے ۔ اے بنی اسرائیل باز آؤ ۔ تم اپنی بری روش سے باز آؤ ۔ تم کیوں مروگے ؟ ،، ۔ باب ۳۳ : ۱۱ آیت) یسعیاہ کہتا ہے "اے سب پیاسو پانی کے پاس آؤ اور وہ بھی جس کے پاس پیسہ نہ ہو ۔ آؤ مول لو اور کھاؤ ،، (باب ۵۵ : ۱ آیت) دوسرے حوالے میں وہ کہتا ہے "اے انتہائی زمین کے سب رہنے والو ! تم میری طرف متوجہ ہو اور نجات پاؤ ،، (باب ۴۵ : ۲۲ آیت) یسوع مسیح نے کہا "اے محنت اٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو سب میرے پاس آؤ ۔ میں تم کو آرام دونگا ،، (متی باب ۱۱ : ۲۸ آیت) اس نے پکار کر کہا "اے یروشلم ! اے یروشلیم ! تو جو نبیوں کو قتل کرتی اور جو تیرے پاس بھیجے گئے ان کو سنگسار کرتی ہے ! کتنی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے اسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں مگر تم نے نہ چاہا ،، (متی باب ۲۳ : ۳۷) پطرس بڑی وضاحت سے لکھتا ہے کہ خداوند "تمہارے بارے میں تحمل کرتا ہے اس لئے کہ کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے ،، (۲ پطرس باب ۳ : ۹ آیت) آخر کار مکاشفہ باب ۲۲ : ۱۷ آیت میں ہم عالمگیر دعوت کے متعلق پڑھتے ہیں اور روح اور دلہن کہتی ہے آ اور سننے والا بھی کہے آ ۔ اور جو پیاسا ہو وہ آئے اور جو کوئی چاہے آب حیات مفت لے ان دو یکساں قسم کے بیانات کے مجموعہ کا تصفیہ کس طرح ممکن ہے خدا کا مقصد کچھ کو نجات دینا اور دوسری طرف خدا کا خلوص سے سب کو نجات کی پیش کش کرنا ۔

کیا تمام حوالہ جات جن کا حوالہ دیا گیا ہے یہ ثابت نہیں کرتے کہ مسیح نے سب کے لئے جان دی ؟ کیونکہ اگر وہ خلوص سے سب کو نجات کی پیش کش کرتا ہے تو اس نے ضرور ان کی نجات کا بندوبست کیا ہوگا ۔

یہاں پھر ہم خدا کے متعلق بنیادی مسئلہ سے دو چار ہیں ۔ اس کے

راستے ہمارے راستوں سے بلند ہیں اور اس کے خیالات ہمارے خیالوں سے آدمیوں کے نزدیک ان سچائیوں میں تصفیہ نا ممکن معلوم ہوتا ہے اور ان میں تضاد معلوم ہوتا ہے ۔ تو بھی بائبل خدا کا لاخطا کلام ہے اور اس میں غلطی نہیں ہو سکتی ۔ ان کو قبول کرنا ضروری ہے ۔ آدمی کو اس حقیقت کے سامنے سر تسلیم خم کرنا چاہئے کہ وہ خدا کو اور اس کے راستوں کو سمجھنے سے قاصر ہے ۔ اس کو تسلیم کرنے میں حلیم ہونا چاہئے کہ مخلوق خدا کے خیالات کو سمجھ نہیں سکتی ۔ وہ صرف درخواست کر سکتی ہے ۔ کیا یہ دونوں بیانات خدا کے نہیں جو متضاد معلوم ہوتے ہیں ؟ اگر اس کو معلوم ہے کہ دونوں بائبل میں ہیں جیسے کیلونسٹ کو معلوم ہے تو اس کو ان کو قبول کرنا چاہئے ۔ اس کو یہ نہیں کہنا چاہئے وہ صرف ان کو قبول کریگا جن کو اس کا چھوٹا سا دماغ سمجھ سکتا ہے اس طرح وہ خود بخود خدا کی ہستی کو خارج کر دیتا ہے ۔ کیونکہ خدا کا دماغ اس کے دماغ سے لا انتہا بڑا اور سمجھ سے باہر ہے ۔

(ب) عالمگیر نجات کے عقیدہ کے بارے حوالہ جات

بائبل کی کئی کتابوں میں صاف طور پر بیان ہے کہ مسیح تمام دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہے اس حقیقت کے تحت محدود کفارہ پر کبھی کبھار اعتراضات ہوتے ہیں (یوحنا باب ۲ : ۲ آیت) کہ وہ تمام دنیا کا نجات دہندہ ہے (یوحنا باب ۱ : ۲۹ آیت) "وہ سب کے لئے موا ،، (۲ ۔ کرنتھیوں باب ۵ : ۱۴ ۔ ۱۵ آیت اور اس نے بہتوں کے بدلے اپنے آپ کو حوالہ کر دیا (۱ ۔ تیمتھیس باب ۲ : ۶ آیت) وہ سب کے لئے مر گیا اس سبب سے وہ محدود لوگوں کے لئے نہیں مرا اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ بائبل میں دنیا یا سب کے الفاظ اکثر ۔ محدود اور مخصوص کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں ۔ ان کی تشریح ہمیشہ سیاق و سباق اور دوسرے حوالہ جات کی روشنی میں کرنی چاہئے ۔ جیسے ہم کسی بھی عام مطالعہ میں کرتے ہیں مثال کے طور پر اگر ایک اخبار میں دیا ہو کہ ایک جہاز ڈوب گیا

لیکن سب کو بچا لیا گیا تو صاف ظاہر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ تمام جو جہاز پر سوار تھے بچ گئے نہ کہ وہ تمام جو دنیا میں موجود ہیں بچ گئے۔

ایسے ہی بائبل میں ہے۔ جب لوقا لکھتا ہے کہ قیصر نے حکم دیا کہ وہ تمام دنیا کے نام لکھے جائیں اور یہ کہ وہ سب لوگ نام لکھوانے کے لئے اپنے اپنے شہر کو گئے ،، (باب ۲: ۲ آیت) صاف ظاہر ہے کہ سب کا مطلب، تمام نہیں، کیونکہ جاپانی۔ چینی اور انگریز نام لکھوانے نہیں گئے تھے۔

جب پولس دو دفعہ ثبوت دیتا ہے کہ وہ سب چیزیں روا ہیں ،، اس کے لئے (۱۔ کرنتھیوں باب ۶: ۱۲ آیت، باب ۱۰: ۲۳ آیت) اس کی دوسری تصانیف سے صاف پتہ چلتا ہے کہ سب چیزیں اس کے لئے روا نہیں۔ اس کے لئے گناہ کرنا روا نہیں۔ جب مسیح نے کہا وہ میں اگر زمین سے اونچے پر چڑھا یا جاؤنگا تو سب کو اپنے پاس کھینچوں گا ،، (یوحنا ۱۲: ۳۲) تو صاف ظاہر ہے کہ سب کا مطلب۔ سب نہیں۔ کیونکہ کروڑوں کفار نے مسیح کا نام تک نہیں لیا چہ جائے کہ وہ ان کو اپنی طرف کھینچے۔ اور کروڑ ہا ہیں جو یسوع کا نام سن کر رجوع کرنے کی بجائے اس کے تصور سے دور بھاگتے ہیں۔ خداوند مسیح کا مطلب ان دو میں سے ایک ہے۔ کہ تمام برگزیدہ اس کی طرف کھینچے جائینگے یا تمام قسم کے لوگ۔ غیر اقوام اور یہودی بھی جنوبی افریقہ کے لوگ اور سویڈن کے اس کی طرف کھینچے گئے۔ تو سب کا مطلب۔ سب نہیں۔

اسی طرح ۱۔ کرنتھیوں باب ۱۵: ۲۲ آیت میں پولس لکھتا ہے جو عالمگیر اصطلاح معلوم ہوتی ہیں جب وہ کہتا ہے وہ جیسے آدم میں سب مرتے ہیں ویسے مسیح میں سب زندہ کئے جائیں گے ،، اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ آدم میں ہر شخص مر گیا۔ (رومیوں باب ۱۵: ۱۲ آیت) اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر کوئی مسیح میں نہیں مرا۔ بہت ہیں جو مسیح کے ساتھ مصلوب نہیں ہونے وہ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ اتنے حوالہ جات کی روشنی میں (اور اس سے زیادہ حوالے

بھی دیئے جا سکتے ہیں) وہ سب ،، کے معنی واضح ہو جاتے ہیں۔ وہ سب ،، ہر شخص جو زندہ ہے ان معنوں میں نہیں۔ عالمگیر نجات کے ان حوالہ جات کو بغیر سوچے سمجھے استعمال کر کے یہ ثابت کرنا نا ممکن ہے کہ مسیح ہر ایک کے لئے موا۔

اصل متن کا بغور مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ جب ہم نے رومیوں باب ۸: ۳۲ اور ۲۔ کرنتھیوں باب ۵: ۱۴، ۱۵ کا مطالعہ کیا تو متن سے صاف ظاہر تھا کہ پولس اسی بات کا ثبوت دے رہا تھا کہ مسیح سب برگزیدوں کے لئے مر گیا۔ دوسرے حوالہ جات میں الفاظ۔ دنیا اور سب۔ صرف ایمانداروں سے متعلق نہیں یہ سب کلیسیا، اور اقوام عالم جو اسرائیل سے دور دراز رہتی ہیں ان کے لئے استعمال ہونے ہیں۔ مثال کے طور پر یوحنا باب ۲: ۲ آیت میں ہم پڑھتے ہیں کہ وہ وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی ،، اس کا مطلب ہے کہ مسیح نہ صرف یہودیوں کے گناہوں کے لئے بلکہ وہ ہالینڈ، اٹلی اور سویڈن اور درحقیقت وہ سب دنیا کے گناہوں کے لئے مرا۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہر ایک یہودی۔ ہر ایک ہالینڈ والے ہر ایک اٹلی والے اور ہر ایک سویڈن والے کے لئے موا۔

(ج) منادی میں ایک رکاوٹ

کچھ یہ دلیل پیش کرتے ہیں اگر کوئی بائبل کی تعلیم دینے والا اپنے سامعین سے یہ نہیں کہہ سکتا وہ کہ مسیح تمہاری خاطر موا ،، تو روحوں کو جیتنے میں اس کی مؤثر کامیابی بہت حد تک مجروح ہو گی۔ ایسے دلائل کا جواب یہ ہے اگر کوئی پسندیدہ بات ہے تو یہ بہتر ہو گا کہ سچائی بیان کر کے اتنے نو مرید نہ بنائے جائیں بجائے اس کے کہ بہت سے لوگوں کو جھوٹ سے نو مرید بنایا جائے۔ نا جائز ذرائع سے مقصد واجب نہیں ٹھہرتا۔ اگر بائبل کا بیان ہے کہ

مسیح برگزیدہ کے لئے موا تو مناد کو خدا کے ساتھ ڈرامہ کر کے یہ بیان نہیں کرنا چاہیے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کے سامعین سب برگزیدہ ہیں اس لئے مسیح ان سب کے لئے موا۔ وہ یہ ہرگز نہیں جانتا اور اس کو یہ بیان نہیں کرنا چاہئے لیکن یہ بھی خیال رہے کہ منادی کی کامیابی کا انحصار خلاف بائبل بیانات پر نہیں "مسیح تمہاری خاطر موا" مثال کے طور پر ایسا بیان آپ کو کبھی بھی جارج وٹفیلڈ یا چارلس سپرجئین میں نہیں ملے گا اس کے باوجود ان کی منادی میں کامیابی حیرت انگیز تھی۔ یہ بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ انکے ہاں خلاف بائبل بیان نہیں پایا جاتا۔ کسی غیر نجات یافتہ شخص کو صرف یہ کہنا کافی ہے۔ کہ "مسیح گناہ کے لئے موا" اس نے اپنے آپ کو میرے اور آپ جیسے گنہگاروں کے لئے حوالہ کر دیا، اگر آپ بچنا چاہتے ہیں تو اس پر ایمان لائیں۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے اور خدا مفت خداوند یسوع کے وسیلے نجات کی پیش کش کرتا ہے۔ ایمان لاؤ۔ ایسا بیان بائبل کے مطابق اور موثر ہے۔ عظیم بپٹسٹ چارلس ہیڈن سپرجئین ہمارے لئے ایک نہایت عمدہ مثال ہے کہ ایک مناد کتنا کامیاب اور موثر ہو سکتا ہے اگر وہ کیلونسٹ کی بائبل کی تعلیم کے معیار کو کم نہ کرے اس کے علاوہ، محدود کفارہ، منادی میں ایک رکاوٹ کی بجائے بہت ہی حوصلہ افزا ہے۔

اگر ہم بائبل پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہر ایک طبعی طور پر بگاڑ کے تحت ہے اس کے باوجود خدا نے اپنے لوگ ہر قوم۔ قبیلے اور ہر قومیت میں رکھے ہیں اور مسیح نے ان تمام کے گناہ دور کر دیئے۔ تو انجیل کی منادی کرنا کتنی حوصلہ افزا بات ہے۔ یہ ہرگز مایوس کن بات نہیں۔ کامیابی ضرور ہو گی۔ ہمیں صرف اپنے فرض کو نبھانا ہے (مسیح خداوند کے متعلق بتانے سے) اور چونکہ خداوند مسیح کے کفارہ نے حقیقت میں برگزیدہ کے گناہ دور کر دیئے تو ان کی طرف سے یقینی اور موثر جواب ملے گا۔ ہر قبیلے اور ہر زبان کے لوگ ایمان لائینگے کیونکہ مسیح ان کی خاطر مر گیا۔

گفتگو کے لئے سوالات

۱۔ کینن آف ڈارٹ محدود کفارہ کے متعلق کیا کہتا ہے۔ اس کا مطالعہ کریں

۲۔ محدود کفارہ سے کیا مراد ہے۔ اختصار سے بیان کریں ؟
(الف) کفارہ کیا ہے ؟
(ب) یہ محدود کیوں کہلاتا ہے ؟

۳۔ لفظ محدود۔ کس طرح محدود کفارہ کی اصطلاح میں مغالطہ ڈالتا ہے ؟

۴۔ کفارہ کس لحاظ سے محدود ہے ؟ اور کس لحاظ سے یہ لا محدود ہے ؟

۵۔ کیا مخصوص کفارہ کی اصطلاح کچھ بہتر ہے ؟ کیوں ؟

۶۔ کیا خاص کفارہ کی اصطلاح کچھ بہتر ہے ؟ کیوں ؟

۷۔ اس تعلیم کے بارے آرمینین کا مؤقف کیا ہے ؟

۸۔ پھانسی دئے جانے والے آدمی کی مثال صدر جیکسن کے دور میں کیوں اچھی تمثیل نہ تھی ؟

۹۔ محدود کفارہ غیر مشروط چناؤ سے کیسے منسلک ہے ؟

۱۰۔ یوحنا باب ۱۰ : ۱۱ آیت، ۱۵ اور ۱۶ آیت یہ مطالعہ کرنے کے لئے پڑھیں کہ مسیح کن کے لئے موا۔

۱۱۔ رومیوں باب ۸ : ۳۲ آیت میں محدود کفارہ کے متعلق کیا لکھا ہے ؟

۱۲۔ مسیح کے عوضی کفارہ سے آپ محدود کفارہ کیسے ثابت کر سکتے ہیں

۱۳۔ اگر کفارہ کی وسعت اور قدرت لا محدود ہوتی تو کیا ہوتا ؟

۱۴۔ خدا سب یعنی برگزیدہ اور غیر برگزیدہ کو بغیر کسی رعایت کے نجات دیتا ہے۔ پرانے اور نئے عہد نامہ سے جتنے بھی حوالے یہ ثابت کرتے ہیں پیش کریں۔

۱۵- کینن آف ڈارٹ میں نجات کی پر خلوص پیش کش کے متعلق کیا لکھا ہے ؟(۳-۴، ۸)

۱۶- کرسچن ریفارمڈ چرچ کی سنڈ کی کاروائی مجریہ ۱۹۲۴ میں کیا کہا گیا ہے ؟

۱۷- سوال ۱۴ کا محدود کفارہ کے ساتھ موازنہ کیسے کرتے ہیں ؟

۱۸- بائبل کے ان حوالہ جات سے تفصیل سے بیان کریں کہ ان کا تصفیہ ۔ بائبل کی تعلیم اور محدود کفارہ سے کیسے کرتے ہیں ؟ (الف) ۔ یوحنا باب ۱ : ۲۹ آیت ، (ب) ۔ یوحنا باب ۴ : ۴۲ آیت ، (ج) ۲۔ کرنتھیوں باب ۵ : ۱۴، ۱۵ آیت ، (د) ۱۔ تیمتھیس باب ۲: آیت ۶ ، (ح)

۱۔ یوحنا باب ۲: ۲ آیت

۱۹- بائبل کی رو سے کیا کسی غیر مسیحی کو یہ کہنا درست ہو گا کہ "مسیح تمہاری خاطر موا"

۲۰- محدود کفارہ مشنریوں کے لئے حوصلہ افزائی کا سبب کیسے ہو سکتا ہے ۔

۲۱- محدود کفارہ کی حقیقت سے آپ کو کیا دلاسا ملتا ہے ؟

۴

ناقابل مزاحمت فضل

اٹل فضل

دو کالج کے طالب علم ، انٹر ورسٹی کرسچن فیلوشپ کی بائبل سٹڈی میں جاتے ہیں ، ایک کہتا ہے "یہ بہت ہی اچھا ہے " دوسرا کہتا ہے "یہ بکواس ہے "

دو اجنبی یہ خالص پیغام سنتے ہیں "راہ حق اور زندگی میں ہوں کوئی میرے بغیر باپ کے پاس نہیں جا سکتا "

ایک ایمان لے آتا ہے اور دوسرا نہیں لاتا ۔ دو جڑواں بھائی ایک ہی مذہبی تربیت کے ساتھ ایک ہی گھر میں پرورش پاتے ہیں ۔ ایک خدا کو پیار کرتا ہے اور دوسرا نفرت ۔ ان کے نام یعقوب اور عیسو ہیں ۔ کیا وجہ ہے ؟ کیوں دو شخص بعین ایک جیسے حالات میں ہوتے ہوئے متضاد طریقوں پر عمل کرتے ہیں ؟

کیوں ایک شخص مسیح کو قبول کرتا اور دوسرا رد کر دیتا ہے ؟ اس باب میں یہی مسئلہ زیر بحث ہے ۔ بائبل کی رو سے جواب ناقابل مزاحمت فضل ہے ناقابل مزاحمت فضل ہی واحد سبب ہے ان دو مختلف رویوں کا ۔

ناقابل مزاحمت فضل کیا ہے ؟

(الف) فضل

فضل غیر مستحق ریائت ہے

کالج کا ایک طالب علم تعلیم کی نسبت گڑبڑ میں زیادہ دلچسپی رکھتا ہے وہ ممتاز پروفیسر کے لیکچر کے دوران گڑبڑ کر دیتا ہے ۔ اس طرح وہ جز وقتی پروفیسر کو بولنے کے حق اور دوسرے طالب علموں کو سننے کے حق سے محروم کر دیتا ہے ۔ کلاس میں جاتے ہوئے اس کا منہ بھی بگڑا ہوا ہے ۔ وہ گینگ

سے مل کر کالج کی لائبریری جلا دیتا ہے ، آگ بجھانے والوں کے پائپ کاٹ دیتا ، - پولیس کو گالیاں بکتا اور مخالف پارٹی کے لیڈر کو قتل کر دیتا ہے - اس بد معاش کو ان تمام جرموں کی عدالت سے پھانسی کی سزا ملتی ہے - لیکن جیل میں بھی اس کی نفرتی بدلہ لینے والی ملامت آمیز حرکات ان تمام کے خلاف جو امن آزادی اور ضبط رکھنے والے ہیں جاری رہتی ہیں - لیکن ریاستی قانون ساز اسمبلی اس کو کامل معافی دیتی اور اس کو ساری عمر کے لئے ۱۰ ہزار ڈالر سالانہ مدد دینے کا فیصلہ کرتی ہے - یہ فضل ہے - یعنی غیر مستحق رعایت اسی طرح ہم سب نے اس سے زیادہ قابل نفرت جرم کئے ہیں اور وہ بھی خدا کے خلاف اور ہم اس سے زیادہ سزا کے مستحق ہیں - خدا نے انسان کو اچھا بنایا - لیکن ہم نے اپنی مرضی اور آزادی سے خدا کے خلاف بغاوت کی - وہ ہمارے ساتھ حجت کرتا ہے کہ وہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اس کی طرف مڑیں - اس کے لئے ہمارا جواب اس کا تمسخر اڑاتا ہے - یہ ہماری فطرت ہے کہ پورے انتقام سے اس سے نفرت کریں - اور تمام دوسروں سے نفرت کریں - ہمارا ایک ہی مقصد ہے کہ ہم سب سردار ہوں اور خدا کی تحقیر کریں ہم ہمیشہ کی آگ کے مستحق ہیں- ایسی نفرت انگیز حالت میں کہ جب ہم گنہگار ہیں خدا کچھ کو پیار کرتا ہے - مسیح کو ان کی خاطر مرنے کو بھیجتا ہے اور اپنے روح القدس کو بھیجتا ہے کہ ان کو وہ قربانی جو مسیح نے ان کی خاطر دی قبول کرنے پر راغب کرے - یہاں تک کہ وہ روحانی طور پر حرامزادوں کو مقرر (عبرانیوں باب ۱۲: ۸ آیت) کرتا ہے کہ اس کے بچے بن جائیں اور بے انتہا دولت کے وارث بن جائیں - یہ غیر مستحق حمایت ہے - یہ وہ فضل ہے (جو ہر ایک کے لئے جو چاہے اپنا بھروسہ ابھی مسیح میں رکھ سکتا ہے - وہ حاصل کر سکتا اور مسیح سے کہہ سکتا ہے کہ وہ اس کو بچائے)

(ب) ناقابل مزاحمت

ناقابل مزاحمت کا مطلب ہے کہ جب خدا کچھ کو نجات کے لئے چن لیتا ہے - اور اپنے روح کو بھیجتا ہے کہ وہ ان کی قابل نفرت مرضی کو پیار و محبت سے بھرپور مرضی میں بدل دے تو اس وقت کوئی بھی مزاحمت نہیں کر سکتا - یہ ناقابل مزاحمت ہے - یعنی خدا اپنے ارادے کے مطابق ان کو ڈھالتا ہے -

لیکن ناقابل مزاحمت کو غلط طور سے نہ سمجھا جائے مثلاً کچھ ایسا مطلب نکال سکتے ہیں کہ وہ لوگوں کو ان کی مرضی کے خلاف چلنے پر مجبور کرتا ہے - برف کا تودا ایک بہت اونچے پہاڑ سے ناقابل مزاحمت قوت سے گرتا ہے اور ایک گاؤں والوں کو مار دیتا ہے جبکہ وہ مرنا نہیں چاہتے یک اشتراکی ایک مناد کو زبردستی پلپٹ سے اتار کر جیل میں زبردستی ڈال سکتا ہے ایک بہت جابر اور مضبوط آدمی تین سالہ بچے کو اغوا کر سکتا ہے اغوا کنندہ کا مقابلہ نہیں ہو سکتا - کچھ لوگ ناقابل مزاحمت فضل کا تصور ایسا ہی رکھتے ہیں - کہ خدا ان کی مرضی کے خلاف وہ کراتا ہے جو وہ کرنا نہیں چاہتے - وہ لاتیں مارتے ، جدوجہد کرتے اور ہر کوشش کرتے ہیں لیکن ان کی مرضی کے بغیر خدا ان کو جنت کی طرف گھسیٹتا ہے - وہ مجبور کرتا ، دباؤ ڈالتا ، اور آدمی پر تشدد کرتا ہے لیکن ناقابل مزاحمت فضل میں یہ معنی ناقابل مزاحمت کے نہیں ، اگر اس سے مغالطہ کا امکان ہو تو کئی دوسرے الفاظ چنے جا سکتے ہیں - مثلاً تاثیر بخش ، موثر ، یا یقین وغیرہ ناقابل مزاحمت کے اصلی معنی ہیں کہ خداوند اپنا روح القدس آدمیوں کی زندگیوں میں بھیجتا ہے کہ وہ موثر طور اور یقینی طور پر برے آدمیوں سے اچھے آدمی بن جائیں - یعنی ان کو جن کو خدا نے شروع سے چنا اور مسیح نے ان کے لئے جان دی - روح القدس یقینی طور پر - بغیر کسی چوں چراں - یسوع پر ایمان لانے کے قابل بنائے گا - لیکن خدا ہمیشہ آدمی کی مرضی سے کرتا ہے - جیسے ہم نے کہا کہ آدمی ہمیشہ آزاد ہے - وہ وہی کرتا ہے جو وہ کرنا چاہتا ہے - اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ آزاد مرضی کے تابع ہے - یہ کہ وہ اچھائی اور برائی کو یکساں طور پر چننے کی قابلیت رکھتا ہے اس کے پاس ایسی آزادی نہیں - کیونکہ وہ خدا سے نفرت کرتا اور گناہ سے پیار کرتا اور بغیر کسی بیرونی دباؤ کے آزادی

سے اپنی مرضی سے گناہ کرتا رہتا ہے ۔ وہ اس قابل نہیں کہ وہ اچھائی ، خدا اور مسیح کا چناؤ کر سکے کیونکہ وہ شیطان اور اپنی خواہشات کی قید میں ہے ۔ حقیقی آزادی اس کے پاس نہیں ۔ اپنی طبعی فطرت میں آدمی اس شخص کی مانند ہے جو ردی ، گلا سڑا ، کرم خوردہ سیب کوڑے کے ڈبے سے کھانا پسند کرتا یا جو نجاست میں بیٹھ کر راکھ کھانا چاہتا ہے ۔ ایسے شخص کی سرشت کو بدلنا خدا کے لئے ممکن ہے تاکہ وہ راکھ کے بدلے Artichabes اور اعلیٰ مچھلی کے قتلے اور گلے سڑے سیبوں کی بجائے تازہ پھلوں کی آرزو کرے ۔

اسی طرح خدا آدمی کے دل کو برے سے اچھے میں تبدیل کرتا ہے ۔ طبعی طور پر آدمی گناہ اور ہر چیز جو اسے دکھ اور سزا دے اس کو پیار کرتا ہے ۔

ناقابل مزاحمت فضل کے ذریعے خدا آدمی کے دل کو بغیر تبدیلی کے نہیں رہنے دیتا اور اس طرح آدمی کو اس کی مرضی کے خلاف جنت میں کھینچ کر لے آتا ہے ؟ نہیں ۔ خدا آدمی کو نئے سرے سے پیدا کرتا ہے ۔ اس کی طبعی فطرت کو بدلتا ، اور بنیادی طور سے اس کے چلن کو بدلتا ہے اور اس طرح آدمی اب حقیقی طور پر اپنے گناہوں پر پچھتا کر خدا کو پیار کرتا ہے ۔ اب تبدیل شدہ دل سے جو کچھ وہ پہلے کرتا تھا ۔ اس سے نفرت کرتا ہے ۔ اب مسیح دس ہزار میں اس کے لئے پر کشش اور مسیحیت اس کے لئے دل کش ہے ۔ وہ آزادی اور سرگرمی سے خدا کو ڈھونڈتا ہے ۔ اسی طرح خدا ناقابل اٹل مزاحمت اور موثر فضل سے کام کرتا ہے ۔

(ج) بے ذھب خیالات

ناقابل مزاحمت فضل کو اور زیادہ واضح طور پر بیان کرنے کی خاطر یہ مفید ہو گا کہ بائبل کی اس بنیادی تعلیم کا دوسرے دو بے ذھب خیالات یعنی پلیجئین Pelagianism اور Semi - Pelagianism سے موازنہ کیا جائے ۔

ا۔ پلیجئین ازم (pelagianism)

یہ ایک پرانی بدعت ہے ۔ Pelagius پلیجئس پانچویں صدی میں رہتا

تھا مختلف ناموں کے تحت یہ بدعت برابر ہمارے ساتھ چلتی آ رہی ہے ۔ یہ کیلون ازم کے خلاف تعلیم ہے یا اگسٹنین ازم Augustinianism کی تعلیم کے خلاف ہے دراصل اگسٹنین نے اسے کلیسیا میں شکست فاش دی اگسٹنین یا کیلون ازم کا کہنا ہے کہ آدمی کلی بگاڑ کے تحت ہے اور بذات خود روح القدس کے ناقابل مزاحمت کام کے بغیر ذرا بھر بھی اچھا نہیں کر سکتا ۔

پلیجئین ازم کا موقف یہ ہے کہ آدمی میں بگاڑ بالکل نہیں ۔ نہ ہی کلی اور نہ ہی جزوی بلکہ وہ کاملیت کی حالت میں پیدا ہوا اور اچھائی اور برائی کا چناؤ یکساں کرنے کے قابل ہے ۔ حقیقت یہ بھی ہے کہ کچھ گناہ سے مبرا بھی ہیں ۔ پس پلیجئین ازم کے مطابق اچھائی کرنے کے لئے آدمی کو روح القدس یا اس کے ناقابل مزاحمت فضل کی ضرورت نہیں ۔

ایسی تعلیم مکمل طور پر کافرانہ ہے اور مسیحی کلیسیا نے کارتھج کی سنڈ (منعقدہ 418) ، افسس کی کونسل (منعقدہ 431) اور سنڈ آف آرنج (منعقدہ 529) میں اسے مکمل طور پر رد کر دیا ۔

۲۔ سیمی پلیجئین ازم

کیلون ازم اور پلیجئین ازم Pelagianism کے بیچ ایک درمیانی پوزیشن ہے جس کو سیمی پلیجئین ازم Semi - Pelagianism یا آرمینین ازم کہتے ہیں اس نے تعلیم کو پسند نہ کیا کیونکہ اس کا دعویٰ تھا کہ آدمی روح القدس کی مدد کے بغیر بھی بے گناہ رہ سکتا ہے ۔ اس نے اگسٹین کی تعلیم کو بھی پسند نہ کیا اس کا دعویٰ تھا کہ آدمی کلی طور پر برا ہے ۔ روح القدس کے ناقابل مزاحمت فضل کے بغیر ایک بھی نیکی کا کام نہیں کر سکتا ۔ پس سیمی پلیجئین سمجھوتہ چاہتے تھے ۔ ان کی تعلیم ہے آدمی میں کچھ اچھائی ہے ، کچھ قابلیت ہے کہ وہ مسیح پر ایمان لانے اپنی تعلیم کو اور واضح کرنے کے لئے وہ کہتے ہیں کہ طبعی آدمی خدا کی مدد کے بغیر ایمان نہیں لا سکتا اس کو روح القدس کی مدد

درکار ہے لیکن سیمی پلیجنیا کیتھولک ، اور آرمینین کا کہنا ہے کہ خدا نا قابل مزاحمت طریقے سے اس کو یہ ایمان نہیں دیتا ۔ تعاون مرکزی لفظ ہے ۔ یعنی خدا اپنا حصہ اور آدمی اپنا حصہ ادا کرتا ہے دونوں ایک دوسرے کے تعاون میں کام کرتے ہیں ۔ جیسے ایک مناد اس موقف کے تحت کہہ سکتا ہے "وہ تمہاری زندگی میں ایک حصہ ہے جس کو خدا کبھی نہیں چھوئے گا یعنی تمہاری مرضی ۔ وہ کبھی آپ کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کریگا ۔ یہ کرنا تمہارا کام ہے ۔ صرف تم ہی یہ کر سکتے ہو"

یا ایک اور لکھتا ہے کہ "ہمیں اس موقف کو کہ خدا آدمی کو نئے سرے سے پیدا کرتا ہے ۔ پیشتر اس کے کہ وہ گنہگار ٹھہرایا جائے ۔ توبہ کرے تبدیل ہو اور ایمان لا کر رد کرنا ہو گا ایسے مؤقف کے تحت خدا اپنی من مانی ، اپنے نیک ارادے اور مطلق العنان مرضی سے بغیر کسی اور خوبی کو مد نظر رکھتے ہوئے نجات دیتا یا رد کرتا ہے ۔ اگر ہم خود تبدیل نہ ہوں تو نہ خدا اور نہ کوئی اور ہمیں تبدیل کر سکتا ہے " اس کے مطابق آدمی کو پہلے توبہ کرنا اور ایمان لانا ہو گا تو پھر خدا اس کو نئے سرے سے پیدا کریگا ۔

جو سوال باب کے شروع میں تھا اس کی طرف متوجہ ہوں کیوں ۔ ایک شخص ایمان لاتا ہے جبکہ دوسرا بالکل انہی حالات میں رہتے ہوئے مسیح کو رد کرتا ہے ؟ ۔ بنیادی طور پر اس کے دو جواب ہو سکتے ہیں ۔

آدمی کی مرضی یا خدا کی مرضی ۔ پلیجنین اور سیمی پلیجنین کا کہنا ہے کہ دونوں آدمیوں میں فرق ان کی اپنی اپنی مرضی پر منحصر ہے خدا یکساں طور پر دونوں کو کلام پیش کرتا ہے ۔ یعنی وہ جو قبول کرتے ہیں اور رد کرتے ہیں ۔ وہ کلام کی منادی میں مسیح کی پیش کش اور نجات کی پیش کش کرتا ہے ۔ لیکن وہ کسی کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کرتا ۔ فیصلہ آخر کار آدمی کے ہاتھ میں ہے ۔ اگر آدمی خدا کو قبول نہ کرے تو خدا اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا ۔

کیلونسٹ کا مؤقف اس کے برعکس ہے ۔ اس کا کہنا ہے کہ فرق انجام

کار خدا کے ہاتھ میں ہے نہ کہ آدمی کے ہاتھ میں ۔ ایک آدمی میں روح القدس نجات بخش طریقے سے کام نہیں کر رہا اس لئے چونکہ آدمی روحانی طور پر مردہ ہے وہ ایمان نہیں لا سکتا اگرچہ اس نے بہت دفعہ کلام اپنے طبعی کانوں سے سنا یا بہت دفعہ خود بھی پڑھا ہو ۔ دوسرے آدمی میں روح القدس نے ناقابل مزاحمت فضل سے کام کر کے اسے نئے سرے سے پیدا کیا تا کہ وہ پورے طور پر سمجھ سکے کہ وہ گنہگار ہے اور اس کو خدا کی ضرورت ہے ۔ اس لئے وہ ایمان لا کر نجات حاصل کرنا چاہتا ہے ۔

پس آرمینین کے مطابق ایک کے قبول کرنے اور دوسرے کے رد کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آدمی فعل مختار ہے اور اپنا فیصلہ خود کرتا ہے ۔

لیکن کیلونسٹ کے مطابق ۔ خدا ہے جو فیصلہ کرتا ہے ایک کیس میں ایمان آدمی کا تحفہ خدا کے لئے اور دوسرے کیس میں ایمان خدا کا تحفہ آدمی کے لئے ۔ پس اس سوال کا جواب کہ کچھ خدا کو قبول اور کچھ رد کر دیتے ہیں بالکل دو مخالف سمتوں میں ہے ۔

۲۔ کلام میں اس کی بنا۔

کیلون ازم کے پانچوں نکات کا انحصار ایک دوسرے پر ہے ۔ اگر ٹی درست ہے تو ۔ یو ۔ بھی اور اسی طرح ایل ۔ آئی اور پی درست ہیں ۔ وہ تمام اکھٹے قائم رہتے اور اکھٹے ہی گرتے ہیں ۔ آئیں ہم ان نکات پر غور کریں جن کا مطالعہ ہم کر چکے ہیں ۔ اور دیکھیں کہ نا قابل مزاحمت فضل کا انحصار ان پر کیا ہے ۔

۔ (الف) محدود کفارہ

بائبل کی تعلیم ہے کہ خدا نے بنائے عالم سے پیشتر کچھ کو پیار کیا ۔ اور اس لئے اس نے اپنے بیٹے کو بھیج دیا کہ ان کے لئے اپنی جان دے ۔ جیسے ہم نے دیکھا کہ وہ حقیقت میں ان کے لئے مر گیا ۔ اس نے ان کے گناہ دور کرنے کا بہانہ نہیں کیا ۔ وہ صرف زبانی کلامی ان کی خاطر عالم ارواح میں نہیں

گیا بلکہ اس نے حقیقت میں ان کے گناہ اٹھائے اور ان کی خطا دور کی۔ معاملہ "یہ" اور "یا" کا ہے یا مسیح نے ان کو بچالیا یا نہیں بچایا۔ یا وہ حقیقت میں عوضی بنایا نہیں۔ بائبل کی تعلیم ہے کہ وہ بنا۔ اگر مسیح نے حقیقت میں ان کو گناہ کی خطا سے آزاد کردیا۔ اور اگر نجات صرف ایمان کے وسیلے ہوتی ہے تو خدا کے لئے یہ امر ضروری ہوگیا ہے کہ ان کی زندگیوں میں روح القدس بھیج دے تاکہ وہ نجات کو قبول کریں جس کا انتظام پہلے سے صلیب پر ہوچکا ہے۔ روح القدس کو ناقابل مزاحمت طریقے سے کام کرنا ہے۔ مسیح کی قبولیت کا عمل جزوی طور پر آدمی پر نہیں چھوڑا جا سکتا ورنہ تمام مسیح کا انکار کرینگے اور مسیح کا کفارہ بے سود ہوگا۔ پس محدود کفارہ روح القدس کے ناقابل مزاحمت کام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

(ب) غیر مشروط چناؤ۔

اگر یہ حقیقت ہے کہ خدا نے کچھ کو نجات کے لئے غیر مشروط چناؤ سے چنا (باب 2 میں بے شمار حوالہ جات دیئے گئے ہیں ان کو نہیں دہرائیں گے تو روح القدس کا ناقابل مزاحمت طریقہ سے کام کرنا ضروری ہے ورنہ ہر کوئی اپنے بگاڑ کے سبب مسیح کو رد کردیگا۔ تب ہمیشہ کی زندگی کے لئے پیشتر سے مقرر کیا جانا نہیں ہوگا۔ خدا کو اس کا یقین نہیں ہوسکتا کہ جن کو اس نے چنا ہے آیا وہ ایمان لاکر بچ جائیں گے۔ چناؤ کی یقین دہانی کا مطلب ہے کہ روح القدس یقینی طور پر کام کریگا اور جو کچھ پیشتر سے مقرر کیا گیا وہ ضرور پورا ہوگا۔ خدا کے ناقابل مزاحمت فضل کے بغیر پیشتر سے مقرر کیا جانا ممکن نہیں

ا۔ یوحنا باب 6 آیات 37 - 44

"جو کچھ باپ مجھے دیتا ہے میرے پاس آجائیگا اور جو کوئی میرے پاس آئیگا اسے میں ہرگز نکال نہ دونگا .... کوئی میرے پاس نہیں آسکتا جب تک باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اسے کھینچ نہ لے اور میں اسے آخری دن پھر زندہ کرونگا" یسوع مسیح کا کہنا ہے کہ باپ نے کچھ لوگ اس کے حوالے کئے ہیں اور ان

میں سے ہر کوئی "وہ میرے پاس آجائیگا اس میں کوئی بے یقینی نہیں۔ یہ ایک سادہ بیانیہ فقرہ ہے "سب ..... میرے پاس آجائینگے" یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب خدا ناقابل مزاحمت طریقے سے لانے کا سبب بنے یسوع مسیح نے کہا ایسا ہی ہوگا (آیات 44) خدا ان کو کھینچ لائیگا اور یسوع مسیح آخری دن ان کو زندہ کریگا۔ لفظ "کھینچ" وہی لفظ ہے جو جال کھینچنے یا مچھلی کھینچنے کے لئے استعمال ہوا ہے (یوحنا باب 21 آیات 6، 11) اب جال پطرس کے لئے مزاحمت نہیں ہوسکتا جب وہ اس کو کنارے کی طرف کھینچتا ہے۔ جال لاچار بے بس اور بے حرکت ہے۔ وہ مزاحمت نہیں کرسکتا۔ یہ وہی لفظ ہے جو پطرس کے لئے استعمال ہوا جب اس نے اپنی تلوار کھینچ کر ملخس کا کان اڑا دیا (یوحنا باب 18 آیات 10) یا پولس اور سیلاس کھینچ کر چوک میں لائے گئے (اعمال باب 19 16: یا لوگ پولس کو ہیکل سے کھینچ کر لے گئے اعمال باب 21 آیت 30) ان تمام واقعات میں مفعول بغیر مزاحمت کے کھینچے گئے۔ تلوار پطرس کو نہیں روک سکتی تھی اور نہ ہی پولس لوگوں کو۔ اور نہ ہی وہ باپ کی مزاحمت کرسکتے ہیں جن کو یسوع کے سپرد کرنے کے لئے باپ یسوع کے پاس کھینچ کر لاتا ہے ہر کوئی جس کو قادر باپ یسوع کو دیتا ہے۔ یسوع مسیح کے پاس آجائیگا۔ یہ اتنا ہی یقینی ہے جتنے کہ مسیح کے الفاظ۔

۲۔ یوحنا باب 10 آیت 16)

"اور میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانے کی نہیں مجھے ان کو بھی لانا ضرور ہے اور وہ میری آواز سنیں گی" یسوع مسیح یقینی طور پر اپنی سب بھیڑیں حاصل کریگا۔ کچھ تو پہلے ہی بھیڑ خانہ کی ہیں۔ اور کچھ نہیں۔ اور وہ جو نہیں۔ وہ ان کو بھیڑ خانہ میں لائیگا۔ یہ کام کرنے کے لئے وہ اپنا روح القدس لوگوں کی زندگیوں میں بھیجتا ہے کہ ان میں کام کرے اور ان کی مزاحمت کے بغیر ان کو گلے میں لانے تو پھر ایک ہی گلہ اور ایک ہی گڈریا ہوگا۔

۳۔ رومیوں باب 8 آیات 29 ، 30)

"کیونکہ جن کو اس نے پہلے سے جانا ان کو پہلے سے مقرر بھی کیا کہ اس کے بیٹے کے ہم شکل ہوں تاکہ وہ بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھا ٹھہرے ۔ اور جن کو اس نے پہلے سے مقرر کیا ان کو بلایا بھی اور جن کو بلایا ان کو راستباز بھی ٹھہرایا اور جن کو راستباز ٹھہرایا ان کو جلال بھی بخشا" پہلے چند اصطلاحات کی وضاحت ضروری ہے جیسے ہم نے دیکھا کہ الفاظ "پہلے سے جانا" کا مطلب ہے "پہلے سے پیار کیا" اس کے معنی وہی ہیں جو پیدائش باب ۴ آیت ۱ جس میں درج ہے کہ آدم نے حوا کو جانا ۔ لفظ "بلایا" صرف بیرونی طور پر آواز دے کر بلانے کے عمل کے ہی نہیں ۔ بلکہ باقی نئے عہدنامے کے مطابق اس کا مطلب بیرونی آواز کے ساتھ ساتھ خدا کا مثبت طور پر دل کے اندر کام کرنا بھی ہے ۔ جیسے پولس صاف صاف بیان کرتا ہے کہ نہ ختم ہونے والا واقعات کا ایسا سلسلہ برگزیدہ کے لئے خدا کے ابدی پیار سے شروع ہوتا ہے اور جن کو خدا نے پیشتر سے پیار کیا ان کو پیشتر سے مقرر کیا اور جن کو پہلے سے مقرر کیا ان کو بلایا کہ ایمان لائیں اور جن کو بلایا اور جو ایمان لائے ان کو اس نے جلایا اور ان کو راستباز ٹھہرایا اور جن کی تقدیس کی ان کو جلال بخشا ۔ خدا اپنے ارادہ میں مایوس نہیں ہوا ۔ قطعی انجام اور یقینی امر کی گونج خدا کے پیار اور پیشتر سے مقرر کرنے کے تمام عمل سے لیکر آخری جلال تک سنائی دیتی ہے ۔ ایسا انجام اور یقینی امر اس وقت حاصل ہوتا ہے جب خدا ان کی زندگیوں میں جن کو اس نے پہلے سے پیار کیا ناقابل مزاحمت طور پر کام کرے ۔

(ج) کلی بگاڑ

نئی پیدائش کے متعلق بائبل کی تمام تشریحات جن میں آدمی کی کلی نا اہلیت یا بگاڑ کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے ۔ اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ آدمی اس

قابل نہیں کہ چناؤ میں خدا کے مقاصد کی مزاحمت کرے ۔

۱۔ دوبارہ جی اٹھنا

بائبل کا دعویٰ ہے کہ طبعی آدمی گناہ میں مردہ ہے ۔ اس میں کوئی روحانی زندگی نہیں۔ ایک مردہ خدا کے زندہ کرنے کی قوتوں میں مزاحمت نہیں کرسکتا۔ عدالت کے دن ہر کوئی مردہ زندہ کیا جائیگا ۔ کئی لوگوں کی خواہش ہوگی کہ وہ زندہ نہ کئے جائیں ۔ وہ پہاڑوں کو بلائیں گے کہ ان پر گر پڑیں تاکہ ان کو فنا کردیں کیونکہ وہ اپنے خدا اور منصف سے ملنا نہیں چاہتے ۔ لیکن وہ اس میں مزاحمت نہیں کرسکتے ۔ خدا ان تمام کو جو مر گئے زندہ کریگا۔ برے اور اچھے ، ایمانداروں اور بے ایمانوں کو ۔

وہ زندہ ہونے سے کبھی انکار نہیں کرسکتے ورنہ خدا ہر ایک کو زندہ کرنے کا وعدہ توڑ بھی سکتا ہے ۔ جب لعزر قبر میں تھا اور مسیح نے اسے زندگی دی تو وہ مردہ رہ نہیں سکتا تھا۔ اسے ضرور قبر سے باہر ہونا تھا اس کو زندگی نہ دے کر مسیح اپنی اس خواہش میں کبھی مایوس نہیں ہو سکتا تھا۔

اسی طرح جب خدا کسی کو روحانی موت سے زندہ کرتا ہے تو مردہ کے لئے ناممکن ہے کہ اس کی مزاحمت کرے ۔ اس کو زندہ ہونا ضرور ہے ۔ وہ اس کے متعلق کچھ کرہی نہیں سکتا۔

۲۔ نئی پیدائش

آدمی کے دل میں خدا کے کام کرنے کی دوسری مثال پیدائش ہے کسی کے متعلق اس کے پیدا ہونے سے انکار کے متعلق کہنا بڑی بیوقوفی کی بات ہوگی ۔ پیدا ہونے کا اختیار لوگوں کے ہاتھ میں نہیں ۔ یہ پورے طور پر ان کے اختیار سے باہر ہے ۔ ایک شخص جس کا وجود ہی نہیں وہ ماں کے پیٹ میں پڑنے اور پیدا ہونے سے انکار کرہی نہیں سکتا۔ اس طرح یہ کہنا مضحکہ خیز ہوگا کہ کسی نے روحانی طور پر پیدا ہونے کی مزاحمت کی "ہوا جدھر چاہتی ہے

چلتی ہے .... جو کوئی روح سے پیدا ہوا ایسا ہی ہے ،، یوحنا باب ۳ آیت ۸)

۳۔ ایک نیا مخلوق

(۲۔ کرنتھیوں باب ۵ آیت ۱۷ ، گلتیوں باب ۶ آیت ۵ ، افسیوں باب ۲ آیت ۱۰) جو کچھ خلق ہوا کچھ بھی خلق ہونے سے انکار نہیں کرسکتا تھا ۔ ایک وقت تھا کہ خدا کے سوا اور کچھ نہیں تھا ۔ جب اس نے دنیا کو خلق کرنے کا قصد کیا کوئی چیز اسے نہیں کہہ سکتی تھی کہ وہ میں خلق ہونا نہیں چاہتی ،، ایسا کہنے والی کوئی چیز موجود ہی نہ تھی ۔ خدا قادر ہے ۔ وہ جو چاہتا تھا اس نے کیا ۔ ایسے ہی روحانی تخلیق میں کوئی بھی خدا کے مقاصد کی مزاحمت نہیں کرسکتا ۔ خدا روحانی طور پر جس کو چاہے دوبارہ خلق کرتا ہے اور کوئی مزاحمت نہیں کرسکتا ۔

۴۔ کاریگری

پولس لکھتا ہے کہ وہ ہم اس کی کاریگری ہیں اور مسیح یسوع میں ان نیک اعمال کے لئے مخلوق ہوئے (افسیوں باب ۲ آیت ۱۰) جیسے کہ ایک گڑیا یا ٹیلی فون یا ریڈیو اپنے بنانے والے کی مزاحمت نہیں کرتا ہم بھی اپنی بناوٹ میں خدا کی کاریگری سے انکار نہیں کرسکتے ۔

پس نئی پیدائش کے متعلق بائبل کی ہر مثال آدمی کے طبعی بگاڑ اور اس کی نا اہلیت ۔ نہ صرف نیکی کے کام کرنے میں بلکہ روح القدس کے کام میں مزاحمت کی نا اہلیت کے متعلق سکھاتی ہے ۔

اسے مثبت انداز میں پیش کرتے ہوئے پولس لکھتا ہے وہ اور ہم ایمان لانے والوں کے واسطے اس کی بڑی قدرت کیا ہی بحد ہے وہ (افسیوں باب ۱ آیت ۱۹) وہ یہ قوت ہم ہیں ،، عبرانیوں میں لکھتا ہے وہ وہی قدرت ہے ۔ جو اس نے مسیح کو مردوں میں سے زندہ کرنے کے لئے استعمال کی اور اس کو اپنے دائیں ہاتھ آسمان پر بٹھایا ،، کتنا بڑا گواہوں کا بادل ہے ۔ جو خدا کے قادر کام کے بارے میں آدمی میں اتنے وثوق سے بتاتا ہے خدا کا شکر ہو اس ناقابل مزاحمت

فضل کے لئے اس کے بغیر کوئی بھی نہیں بچ سکتا تھا ۔

کئی دفعہ خدا لوگوں میں مصیبتیں یعنی غربت ۔ بے عزتی ۔ کینسر یا اکیلا پن بھیج دیتا ہے ۔ جب کوئی مصیبت میں ہوتا ہے تو قدرتی طور پر وہ مدد کے لئے کسی دوسرے کی طرف رجوع ہوتا ہے اور یہ سوچنا طبعی عمل ہوگا کہ وہ خدا کی طرف رجوع ہونگے ۔

لیکن آدمی میں اتنا بگاڑ ہے کہ جب تک روح القدس اس کا دل نہ بدلے وہ کبھی خدا کی طرف نہیں مڑیگا ۔

بعض اوقات خدا تلخ لہجے کی بجائے شیریں لہجہ استعمال کرتا ہے کئی دفعہ سختی کی بجائے خوشحالی کا طریقہ استعمال کرتا ہے وہ لوگوں کو اس دنیا کی چیزوں کی اتنی برکت دیتا ہے تو ایسا سوچا جاسکتا ہے کہ اگر ذرا بھر بھی شکر گزاری ہو تو وہ خدا کی طرف مڑیں گے جس سے سب برکات نکلتی ہیں ۔ تو بھی کچھ لوگ جن کو پیسے کی کبھی فکر نہیں ہوتی اور عمدہ صحت کے مالک ہوتے ہیں جب ان کو زیادہ برکتیں ملتی ہیں تو وہ اور زیادہ خدا سے دور اور لاپرواہ ہوجاتے ہیں ۔ اس کی وجہ کیا ہے ؟ روح القدس ان کی زندگیوں میں کام نہیں کر رہا ۔ ممکن ہے کوئی شخص جس کی زندگی میں روح القدس کام نہ کررہا ہو معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے ۔(یہی سلوک کیا فریسیوں نے جب انہوں نے خدا کے بیٹے کو اندھے کو شفا دیتے دیکھا تھا تو اس کے ساتھ کیا نہیں تھا جب انہوں نے اس کو بعلزبول کہا) ابرہام نے امیر آدمی کو کہا اگر کوئی مردوں میں سے جی اٹھ کر بھی واپس آجائے تو وہ اس کا یقین نہیں کرینگے (لوقا ۱۶ باب) وجہ یہ ہے کہ طبعی آدمی کے دل کی تبدیلی جب تک خدا کے روح القدس سے نہ ہو خدا کی باتوں کو قبول کرنے کے قابل نہیں ۔

یا کوئی شخص عدالت کے دن کا نبوتی الہامی کلام سنے اور اس کا تمسخر اڑا دے جیسا کہ لوگوں نے نوح کے دن کیا ۔ یا یہ بھی کہ ایک مناد اعلیٰ ، مقرر ، پرجوش ، شائستہ اور منطقی ہو لیکن اگر روح القدس کام نہ کررہا ہو تو کوئی

بھی ایمان نہیں لا سکیگا۔ پس اس کے ناقابل مزاحمت فضل کے لئے شکر کریں اس کے بغیر انسان نجات حاصل نہیں کرسکتا۔ وہ اس قدر شیطانی اثر میں ہے کہ اگر اس کی ذرا بھر بھی رضامندی نجات کے عمل میں ہو وہ ضرور ہلاک ہوگا وہ مزاحمت کریگا۔ لیکن خدا کا اس کے ناقابل مزاحمت فضل کا شکر کریں جس کے ذریعے آدمی کا کلی بگاڑ مغلوب ہوتا ہے آدمی نئے سرے سے پیدا ہوتا اور ایمان لاتا ہے۔ یہی پولس کے ساتھ ہوا۔ وہ خدا سے اتنی نفرت کرتا تھا کہ جو لوگ مسیح پر ایمان لانے ان کو جیل میں ڈالنے کی کوشش کرتا تھا۔ تو بھی اس کی بے بہا نفرت کے باوجود اور دمشق کے سفر میں جب وہ نفرت سے بھرپور تھا۔ خدا اس کی زندگی میں ناقابل مزاحمت طریقے سے آیا۔ پولس قبضہ میں آگیا وہ ایمان لانے کے سوا اور کچھ نہیں کرسکتا تھا۔ یہ ہے ناقابل مزاحمت فضل۔

۴۰۰ سال بعد ایک افریقی نے جس کی ماں مسیحی اور باپ لا خدا تھا۔ امن کی تلاش شروع کی۔ پہلے اس نے فضول زندگی شروع کی یعنی نہایت عیاش اور اوباش زندگی گذاری۔ خدا کے قانون کو توڑنے کے لئے جو کچھ اس سے ہو سکتا تھا اس نے کیا۔ اس نے MANICHEANISM مینی کیان ازم مذہب کو اپنایا۔ اس نے منطق اور معاشرہ کی پیروی کی ان تمام سے اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ایک دن ایسا آیا کہ وہ ایک باغ میں تھا اور اس نے یہ آواز کہتے سنی "لے پڑھ لے پڑھ" وہ باغ سے دوڑ کر اپنے دوست ALYPSIUS الیپسیئس کے پاس گیا۔ بائبل کھولی رومیوں باب ۱۳:۱۳، ۱۴ آیت پڑھی۔ وہ جیسا دن کو دستور ہے شائستگی سے چلیں نہ کہ ناچ رنگ اور نشہ بازی سے۔ نہ زناکاری اور شہوت پرستی سے اور نہ جھگڑے اور حسد سے۔ بلکہ خداوند یسوع مسیح کو پہن لو اور جسم کی خواہشوں کے لئے تدبیریں نہ کرو اگسٹین کی روح کو چین ملا اس نے اپنے دوست سے کہا "میں۔ نئے سرے سے پیدا ہو گیا ہوں" ہماری خود غرضی اور سخت دلی کے دوران خدا کس طرح اپنا

کام کرتا ہے۔ وہ اکثر ایسے شخص جس کے لے کبھی قیاس بھی نہیں کیا جاسکتا اپنی ناقابل مزاحمت قدرت سے نئے سرے سے پیدا کرتا ہے۔ تاکہ وہ بالکل تبدیل ہو کر خدا کے امن میں شامل ہوں۔

اکثر مسیحی گواہی دیتے ہیں کہ وہ مسیح کی طرف رجوع نہیں ہونے ہیں۔ یہ ان کی وجہ سے نہیں۔ وہ اپنی مدد آپ نہ کرسکے۔ کسی پوشیدہ طریقے سے وہ بڑی قدرت سے خدا کی طرف کھینچے گئے (یوحنا باب ۶ آیات ۴۴،۳۷) ایک دفعہ پولس فلپی میں ایک دریا کے کنارے کچھ دیر منادی کرتا رہا۔ تھواتیرہ کی ایک عورت۔ قرمز بیچنے والی پولس کی منادی سنتی رہی لیکن ایمان نہ لائی۔ لوقا ہمیں بتاتا ہے کہ اس کا دل خداوند نے کھولا تاکہ پولس کی باتوں پر توجہ کرے۔ یہ ناقابل مزاحمت فضل ہے۔ اور اس کے لئے ہمیں خدا کا شکر کرنا ہوگا اس کے بغیر ہم نئی پیدائش کے بغیر اور نجات کے بغیر ابھی بھی اپنے گناہوں میں مردہ ہوتے۔

آخر میں ایک بات سے خبردار رہنا ضروری ہے یہ حقیقت ہے کہ خدا کے ناقابل مزاحمت فضل کے بغیر کوئی نجات حاصل نہیں کرسکتا۔ کسی کو منطق کے چنگل میں پڑ کر یہ نہیں کہنا چاہئیے کہ اس کو کچھ نہیں کرنا ہے اس کو دلیل بازی نہیں کرنی چاہئیے کہ جب سب کچھ روح القدس کے ہاتھ میں ہے تو اس کو ایمان لانے کی ضرورت نہیں یا اسے پڑے رہنا ہے جب تک روح القدس اسے تحریک نہ دے وہ نجات کے لئے کچھ نہیں کرسکتا۔ ناقابل مزاحمت فضل کی سچائی کی حقیقت سے انکار نہیں۔ پورا باب اس کے لئے وقف کیا گیا ہے۔ تو بھی سچ ہے کہ بائبل ہمیں کلام کے خلاف دلیل بازی کرنے کی اجازت نہیں دیتی جیسے کہا جائے کہ ہم ایمان لانے سے رکے رہیں گے جب تک روح القدس ہمیں متحرک نہ کرے۔

بائبل اس کی اجازت نہیں دیتی۔ اس کا صرف ایک ہی حکم ہے خداوند یسوع پر ایمان لا۔ اگر آپ ایمان لائینگے تو باقی بائبل سے یہ معلوم ہو جائے گا۔

"کیونکہ جو تم میں نیت اور عمل دونوں کو اپنے نیک ارادہ کو انجام دینے کے لئے پیدا کرتا ہے وہ خدا ہے"۔ (فلپیوں باب ۲ آیت ۱۳) ۔ اس لئے ایمان لاؤ۔ خدا تم کو حکم دیتا ہے اگر آپ ایمان لائیں تو یہ خدا کی مہربانی سے ہو گا۔

گفتگو کے لئے سوالات

۱- پڑھیں کہ کینن آف ڈارٹ CANON OF DORT ناقابل مزاحمت فضل کے متعلق کیا لکھتا ہے ؟

۲- ناقابل مزاحمت فضل میں لفظ فضل کے کیا معنی ہیں ؟

۳- ناقابل مزاحمت کے کیا معنی ہیں ؟

۴- کیا لفظ ناقابل مزاحمت مغالطہ پیدا کر سکتا ہے کیوں؟

۵- ناقابل مزاحمت کی بجائے کیا الفاظ استعمال ہو سکتے ہیں ؟

۶- ایک شخص کے مسیح کو قبول کرنے کا آخر کار کیا سبب ہے ؟

۷- کیا سوال ۶ کا جواب انسانی ذمہ داری سے بری کرتا ہے کیوں ؟

۸- Arminion آرمینین کا موقف ناقابل مزاحمت کے متعلق تفصیل سے بیان کریں۔

۹- یوحنا باب ۶: آیات ۳۷، ۴۴ میں ناقابل مزاحمت کے متعلق کیا لکھا ؟

۱۰- یوحنا باب ۱۰: آیت ۱۶ میں ناقابل مزاحمت فضل کے متعلق کیا لکھا ہے ؟

۱۱- رومیوں باب ۸ : آیات ۳۰، ۲۹ میں ناقابل مزاحمت فضل کے متعلق کیا سکھیا گیا ہے ؟

۱۲- یہ مثالیں۔ نئے سرے سے پیدا ہونا (نئی پیدائش۔ ہونا۔ تخلیق اور کاریگری) کس طرح بیان کرتی ہیں کہ آدمی روح القدس کی مزاحمت نہیں کر سکتا۔

۱۳- غیر مشروط چناؤ۔ ناقابل مزاحمت فضل کی طرف کس طرح ہے ؟

۱۴- لامیا کی کہانی سے کس طرح پتہ چلتا ہے کہ محض بظاہر انجیل کی

منادی کسی شخص کے لئے نجات کے لئے کافی نہیں بلکہ اس شخص کو پہلے نئے سرے سے پیدا ہونا ہے (اعمال باب ۱۶ آیت ۱۴)

۱۵- آرمینین اکثر اپنی دعا میں ناقابل مزاحمت فضل کی حقیقت کو قبول کر لیتا ہے اس کو کیسے بیان کریں گے ؟

۱۶- ناقابل مزاحمت فضل کی تعلیم کیوں اتنی شاندار ہے ؟ جواب اپنے ذاتی تجربہ سے دیں ؟

۱۷- کیا آپ ایسے لوگوں کے متعلق بتا سکتے ہیں جن کو آپ ذاتی طور سے جانتے ہیں جو نہ چاہتے ہوئے بھی نجات کے لئے مسیح کی طرف مڑنے پر مجبور ہو گئے ؟

۱۸- ایک شخص کے متعلق بیان کریں جس کے متعلق آپ کہنے پر مجبور ہیں کہیں گے "وہ اس کے لئے یہی امید ہے کہ خدا اس میں ناقابل مزاحمت فضل سے کام لے"

۱۹- کیا چناؤ کی تعلیم آپ کے سدِراہ ہے کہ آپ ناقابل مزاحمت فضل کے لئے دعا کریں ؟ کیوں ؟

۵

مقدسین کی دائمی سعادت مندی

ا۔ اس کی تعریف

(الف) ایک دفعہ نجات یافتہ - ہمیشہ نجات یافتہ -

سادہ ترین اور مختصر ترین مقدسین کی دائمی سعادت مندی ہے ۔ ایک

دفعہ نجات یافتہ ۔

ہمیشہ نجات یافتہ ۔

بائبل کا یہ تخیل کتنا عظیم الشان ہے ۔ ایک دفعہ آپ ایمان لے آئیں ۔ آپ نجات سے کبھی محروم نہیں ہو سکتے ۔ آپ جہنم میں کبھی جا نہیں سکتے ۔ مسیح ہمیشہ آپ کا نجات دہندہ ہو گا ۔ آپ کی تقدیر قسمت کا فیصلہ ہمیشہ کے لئے ہو گیا اس کے متعلق آپ کو فکر کی ضرورت نہیں ۔

(ب) مقدسین کی ثابت قدمی

مقدسین کی ثابت قدمی کی اصطلاح نمایاں طور پر بیان کرتی ہے کہ مسیحی مقدسین (جیسے پولس ان کو اپنے خطوط میں اسی طرح مخاطب کرتا ہے) خداوند یسوع مسیح پر بطور نجات دہندہ اپنے ایمان میں ثابت قدم رہیں گے ۔ وہ اس سے نہ دائیں ہونگے نہ بائیں بلکہ ہمیشہ اپنے ایمان میں قائم رہیں گے ۔ چنانچہ وہ ابدی نجات حاصل کر لیں گے ۔

(ج) خدا کی ثابت قدمی

اس بات کا امکان ہے کہ خدا کی ثابت قدمی جیسی حقیقت بیان کرنے کے لئے ایک اور اصطلاح استعمال کر لی جائے ۔ کیونکہ در حقیقت مقدسین کی ثابت قدمی کا انحصار خدا کی ثابت قدمی پر ہے ۔ یہ اس طرح ہے کہ کیا خدا اپنی

کلیسیا کے پیار میں ثابت قدم ہے یا کلیسیا اس کے پیار میں ثابت قدم ہے ۔

مقدسین کی ثابت قدمی کا موازنہ خدا کی شفقت سے کیا جا سکتا ہے ۔ طبعی دنیا میں خدا نے نہ صرف جہان کی تخلیق کی بلکہ اسے سنبھالے ہوئے ہے اگر وہ اپنی قدرت کو ایک سیکنڈ کے بھی کھینچ لے ۔

تو یہ جہان دھماکے سے ٹوٹ کر فنا ہو جائے گا ۔ خدا جہان کو خلق کرتا اور اس کو سنبھالتا ہے ۔ یہی حال ہماری روحانی زندگی کا ہے ۔ خدا نہ صرف ہمیں دوبارہ پیدا کرتا بلکہ وہ ہمیں ہر لمحہ روحانی طور پر زندہ رکھتا ہے ۔ اگر وہ اپنی روح القدس ایک لمحہ کے لئے بھی کھینچ لے ۔ تو ہم بھی بڑے دھماکے کے ساتھ اپنی طبعی اور بگڑی ہوئی کیفیت میں چلے جائیں گے ۔ یا ایک اور مثال ۔ اگر ہمارا موازنہ اس آدمی سے ہو جو آکسیجن ٹنٹ میں ہے وہ صرف اسی کے ذریعے زندہ ہے ۔ آکسیجن ٹنٹ ہٹا لیں تو وہ آدمی مر جائیگا ۔ پس یہ خدا کی ہمشیہ کی ثابت قدمی ہے جو مقدسین کی ثابت قدمی کی بنیاد ہے ۔

(د) مقدسین کی محافظت

ایک اور اصطلاح ہے ۔ مقدسین کی محافظت جب کہ مقدسین کی ثابت قدمی کی اصطلاع مسیحوں کے عمل پر مور دیتی ہے ۔ مقدسین کی محافظت کی اصطلاع خدا کے عمل پر زور دیتی ہے ۔ مقدسین کی ثابت قدمی بات پر وور دیتی ہے کہ آدمی کچھ کرتا ہے اور خدا کی ثابت قدمی اس بات پر زور دیتی ہے کہ خدا یہ کرتا ہے مقدسین کی محافظت میں ہم سیکھتے ہیں کہ آدمی کی محافظت خدا کی طرف سے ہے ۔ ان کی نگہداشت اور محافظت خدا کرتا ہے تاکہ کوئی بھی ان کو چھین نہ لے ۔

(ح) ہمیشہ کی یقین دہانی

دوسرے لفظوں میں مقدسین کی ثابت قدمی کا مطلب ہے ہمیشہ کی یقین دہانی ۔ جو شخص موثر طور پر مسیح پر ایمان رکھتا ہے مسیح اس کا نجات دہندہ ہے وہ یسوع مسیح کے بازؤوں میں محفوظ ہے ۔ وہ محفوظ ہے کوئی اسے

نقصان نہیں پہنچا سکتا وہ جنت فردوس میں جائے گا ۔ وہ تھوڑے عرصے کے لئے نہیں ۔ وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہے ۔

آرمینین اس کے برعکس سکھاتے ہیں کہ وہ آدمی جو حقیقی طور سے نئے سرے پیدا ہوا ہے ۔ جو یسوع مسیح کی موت کے وسیلے سے بچا ہے اپنا ایمان کھو سکتا ہے ۔ اور جہنم میں جا سکتا ہے آرمینین کا ایمان ہے ۔ ایمان لے آیا ۔ ایمان چھوڑ دیا ۔ اب بچ گیا ۔ اب نجات سے عاری ہو گیا ۔ ایک وقت خدا کا فرزند اور دوسرے وقت میں شیطان کا فرزند ابھی روحانی طور سے زندہ پھر مردہ ۔ کون یقین سے بتا سکتا ہے کہ اس کی آخری کیفیت کیا ہو گی ؟

2 ۔ کلام مقدس میں اس کے حوالہ جات

(الف) غیر مشروط چناؤ (برگذیدگی)

کیلون ازم کے پانچوں نکات ایک ساتھ کھڑے رہتے اور ایک ساتھ گرتے ہیں ۔ مقدسین کی ثابت قدمی کی تعلیم قدرتی طور پر بائبل کی تعلیم کے غیر مشروط چناؤ کے اخذ کی گئی ہے ۔

اگر چناؤ کی تعلیم غلط ہے تو پھر یہ تعلیم بھی غلط ہے لیکن اگر چناؤ کی تعلیم ٹھیک ہے تو پھر یہ تعلیم بھی درست ہے کیونکہ اسی سے اخذ کی گئی ہے ۔ چناؤ کا مطلب ہے کہ خدا نے شروع ہی سے کچھ کو چن لیا کہ نجات پائیں ۔ اس نے الٰہی یقین دہانی سے مقرر کر دیا کہ وہ جنت میں جائیں گے ۔

اگر ایسا ممکن ہوتا ۔ جیسے آرمینین کا کہنا ہے اس شخص کے متعلق جس کو خدا نے چنا کہ وہ یسوع پر ایمان لا کر منحرف ہو جائے تو پھر چناؤ ہے ہی نہیں ۔ چناؤ کے معنی ہیں ۔ کہ خدا نے پیشتر سے مقرر کر دیا کہ برگزیدہ ضرور ہی ایمان لائیں گے ۔ وہ کبھی فنا نہیں ہو سکتے اس کو مقدسین کی ثابت قدمی یا استقامت کہا جاتا ہے ۔

رومیوں باب ۸ آیت ۲۹ پولس لکھتا ہے کیونکہ جن کو اس نے پہلے سے

جانا ان پہلے سے جنت کے لئے مقرر بھی کیا اور جن کو اس نے پہلے سے مقرر کیا ان کو بلایا بھی اور جن کو بلایا ان کو راستباز ٹھہرایا اور جن کو راستباز ٹھہرایا ان کو جلال بھی بخشا ۔ اگر کوئی منحرف ہو کر جہنم میں جا سکتا ہے تو پھر پیشتر سے مقرر کیا جانا بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے لیکن پولس کا پورا ایمان ہے کہ کوئی چیز بھی برگزیدہ کو مسیح کی محبت سے جدا نہیں کر سکتی ۔ مصیبت یا تنگی یا ظلم یا کال یا ننگا پن یا خطرہ یا تلوار ۔ نہیں ۔ ان تمام حالتوں میں اس کے وسیلے سے جس نے مسیحیوں سے محبت کی ۔ مسیحیوں کو فتح سے بڑھ کر غلبہ دیا ہے ۔ اس کے علاوہ پولوس کہتا ہے کوئی چیز ۔ ہاں ۔ کوئی بھی چیز ایک مسیحی کو خدا کے پیار سے دور نہیں رکھ سکتی وہ کیونکہ مجھ کو یقین ہے کہ خدا کی جو محبت ہمارے خداوند مسیح یسوع میں ہے اس سے ہم کو نہ موت جدا کر سکے گی نہ زندگی ۔ نہ فرشتے نہ حکومتیں ۔ نہ حال کی نہ استقبال کی چیزیں ۔ نہ قدرتیں نہ بلندی نہ پستی نہ کوئی اور مخلوق ،، (رومیوں باب ۸ آیات ۳۸ ، ۳۹)

مقدسوں کی ثابت قدمی یا استقامت کے معنی ہیں کوئی ایسی چیز ۔ ماضی حال اور مستقبل میں موجود نہیں جو ایمانداروں کو خدا کے پیار سے روک سکے دراصل مقدسین کی ثابت قدمی کا انحصار خدا کی ثابت قدمی پر ہے ۔ اگر یہ حقیقت ہوتی کہ آدمی کا ایمان خود اسی سے صادر ہوتا ہے نہ کہ خدا سے کلی بگاڑ کی وجہ سے ممکن تھا کہ تبدیل ہونے والا آدمی ایمان میں ثابت قدم نہ سکتا اور ایک دن مسیح رد کر دیتا ۔

وہ ایک دن ایمان لانے اور اگلے دن جذباتی اور تشویش میں مبتلا ہو کر سب کچھ واپس لے لیتا ۔ ہو سکتا ہے اس پر کچھ سختیاں آئیں تو وہ ان کے لئے خدا کو ذمے دار ٹھہرایا اور جذباتی ہو کر شاید غلط طرف سے چارپائی سے اترتا اور خدا کے خلاف ہو جاتا ہے ۔

یہ کہ آدمی اپنے ایمان سے منحرف ہو کر گر جائے ۔ آدمی کے متعلق آرمینین کی تھیوری کو سمجھنا آسان ہے جس میں وہ آدمی کے ایمان کے اجرا میں

آدمی کو خدا کے ساتھ برابر کا شریک بناتے ہیں ۔ لیکن جب ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایمان ۔ آدمی کا تحفہ خدا کو نہیں بلکہ خدا کا تحفہ آدمی کے لئے ہے اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ آدمی اپنے ایمان سے منحرف نہیں ہو سکتا ۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کیونکہ خدا لاتبدیل ہے "کیونکہ میں خداوند لاتبدیل ہوں اسی لئے اے بنی یعقوب تم نیست نہیں ہوئے" (ملاکی باب ۳ آیت ۶) "یسوع مسیح کل اور آج بلکہ ابد تک یکساں ہے" خدا ایک چھوٹے بچے کی طرح نہیں جو آج تو اپنے کھلونے کو پسند کرتا ہے اور اگلے دن ہی اسے کونے میں پھینک دیتا ہے ۔ وہ اس لڑکی کی طرح نہیں جو آج تو اپنے بالوں کی تعریف کے پل باندھتی ہے لیکن اگلے دن کسی اور سٹائل سے بناتی ہے ۔ خدا متلون مزاج ، اوچھا یا وہمی نہیں ۔ اس کو شروع سے آخر تک کا علم رہتا ہے وہ اپنے پیار میں ثابت قدم ہے ۔ وہ غیر متغیر اور لاتبدیل ہے اسی حقیقت کو مدنظر رکھ کر پولس نے فلپیوں کو لکھا ۔

"اور مجھے اس بات کا بھروسہ ہے کہ جس نے تم میں نیک کام شروع کیا ہے وہ اسے یسوع کے دن تک پورا کریگا"

اگر اسی نے فلپیوں میں کام شروع کیا تو وہ اسے مسیح کی دوسری آمد تک جاری رکھے گا ۔ یہ مقدسین کی ثابت قدمی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا ، مقدسین کی ثابت قدمی کا انحصار خدا کی ثابت قدمی پر ہے ۔

یا اگر یہ خیال کیا جائے کہ خدا ہمیں اس لئے چنتا ہے کیونکہ ہم نے کوئی اچھا کام یعنی مسیح پر ایمان لانے کا کام کیا ہے ۔

تو یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اگر خدا ہمیں ڈگمگاتے دیکھے گا تو وہ اپنا ارادہ تبدیل کر سکتا ہے تاکہ ہم کھو جائیں ۔ کیونکہ ہم خراب اور بگڑے ہیں ۔

اور خدا سے دور جا سکتے ہیں جب تک کہ وہ تازگی دینے اور سنبھالنے والا فضل ہر لمحہ ہماری زندگی میں کام نہ کرے ۔

لیکن خدا کے کام کرنے کا یہ طریقہ نہیں ۔ اس نے ہمیں نجات بخش

فضل اس لئے نہیں دیا کہ وہ پیشتر سے جانتا تھا کہ ہم اچھائی کا کام یعنی مسیح پر ایمان لائینگے ۔ کیونکہ ہم تو طبعی طور پر کلی بگاڑ کی حالت میں ہیں ۔ ہم میں کوئی خوبی چھپی نہیں یعنی رتی بھر یا ذرا بھر بھی کوئی خوبی نہیں جو اس کو ہمیں پیار کرنے پر مجبور کریگی بلکہ ہر چیز جو ہم میں ہے اسے ہم سے نفرت کرنے پر مجبور کریگی ۔

(باب پہلا ملاحظہ کریں) ہمیں پیار کرنے کا سبب صرف اسی میں پنہاں ہے ۔ اگر خدا کو شروع سے علم ہوتا کہ ہم میں قطعی طور پر کچھ بھی نہیں جو ہمیں اس کے پیار اور نجات بخش فضل کے محدود حد تک بھی قابل بنا سکتا تو اس رو سے واقعہ ہی ہم میں گناہ جیسی اور بے ایمانی جیسی کوئی چیز نہ ہوتی تو پھر یہ سبب بن سکتا تھا کہ خدا اپنا پیار ہم سے ہٹانے اور نجات بخش فضل کو ہم سے لے لے ۔ اس کے پیار کرنے کا سبب صرف اسی میں چھپا ہے ہم میں نہیں اس لئے کتاب مقدس میں مقدسین کی ثابت قدمی کی تعلیم کی بنیاد خدا کے ابدی اور پیار والے چناؤ پر ہے

(ب) محدود کفارہ

جو کچھ ہم نے باب تین میں لکھا ہے اگر مسیح اور بائبل کی تعلیم ہے ۔ اگر مسیح برگزیدہ یعنی خدا کی بھیڑوں کی خاطر موا ، تو پھر مقدسین کی محافظت قدرتی طور سے اسی سے صادر ہوتی ہے ۔ اہم سوال یہ ہے ۔ مسیح نے حقیقت میں صلیب پر کیا کیا ؟ کیا حقیقت میں اس نے لوگوں کی خطاؤں کو دور کر دیا ؟ یا اس نے صرف زبانی کلامی یہ کام کیا ۔ اگر خدا نے لوگوں کی خاطر لعنتی بنایا ۔ جیسے پولس نے کہا کہ وہ لعنتی بنا گلتیوں باب ۳ : آیت ۱۳ اگر مسیح نے حقیقت میں صلیب پر جہنم جیسی اذیت اٹھائی اور یہ حقیقت میں ایسا ہوا ۔ نہ کہ صرف کاغذی کاروائی ہوئی یعنی اپنے لوگوں کے ماضی ۔ حال اور مستقبل کے گناہوں کا عوضی بنا تب تو وہ لوگ جہنم میں جا ہی نہیں سکتے اور اپنے گناہوں کی سزا پا ہی نہیں سکتے ۔ کیونکہ مسیح نے ان کی خاطر سزا پائی ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ

یقینی طور پر جنت میں جائیں گے ۔ یہی ہے مقدسین کی محافظت ۔ رومیوں باب ۸ : ۳۳ ، ۳۴ آیت میں پولس اس طرح دلیل پیش کرتا ہے ۔ وہ کہتا ہے ہم سب کی خاطر اسے حوالہ کر دیا یعنی برگزیدوں کی خاطر ۔ یہ محدود کفارہ ہے ۔ اس لئے پولس استفسار کرتا ہے "خدا کے برگزیدوں پر کون نالش کریگا ؟ خدا وہ ہے جو ان کو راستباز ٹھہراتا ہے کون ہے جو مجرم ٹھہرائیگا ؟ مسیح یسوع وہ ہے جو مر گیا بلکہ مردوں میں سے جی اٹھا اور خدا کی دہنی طرف بیٹھا ہے اور ہماری شفاعت بھی کرتا ہے " (رومیوں باب ۸ : ۳۳ ، ۳۴ آیات) پس مسیح کا کفارہ مسیحیوں کے یقین کے لئے دوسری بنیاد ہے کہ وہ تمام جن کے لئے مسیح مر گیا یقینی طور پر نجات حاصل کریں گے ۔ یہ کچھ اور نہیں بلکہ مقدسین کی محافظت ہے ۔

ہم کہتے ہیں دوسری بنیاد ۔ در حقیقت ایسا نہیں کیونکہ مسیح کا اپنے لوگوں کے لئے کفارہ خدا کے چناؤ والے پیار سے پھوٹتا ہے جو وہ اپنے لوگوں کے لئے رکھتا ہے ۔ خدا ان کو بچانا چاہتا تھا اور مسیح نے ان کو بچایا ۔ دوسرے لفظوں میں خدا کے خاص پیار والے لوگ اور مسیح کے کفارہ والے لوگ ایک ہی ہیں ۔

(ج) ہمیشہ کی زندگی

ہمیشہ کی محافظت کی حمایت میں بائبل کی ایک بہت زور دار دلیل ہمیشہ کی زندگی کے الفاظ میں پائی جاتی ہے ۔ بائبل میں یہ اصطلاح ہمیشہ استعمال ہوئی ہے ۔ ملاحظہ کریں یہ چار مثالیں جو یوحنا کی انجیل میں پائی جاتی ہیں ۔ "کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تا کہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے " (یوحنا باب ۳ : ۱۶ آیت)

"جو بیٹے پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے " (یوحنا باب ۳ : ۳۶ آیت) "کہ جو میرا کلام سنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی

زندگی اس کی ہے اور اس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا " (یوحنا باب ۵ : ۲۴ آیت)

"میں نے تم کو جو خدا کے بیٹے پر ایمان لائے ہو یہ باتیں اس نے لکھیں کہ تمہیں معلوم ہو کہ ہمیشہ کی زندگی رکھتے ہو " (ا یوحنا باب ۵ : ۱۳ آیت یوحنا اور خداوند مسیح دونوں بتاتے ہیں کہ ایماندار کے پاس ہمیشہ کی زندگی ہے ۔ یہ نہیں ۔ کہ اسے آئندہ مستقبل میں زندگی ملے گی بلکہ اس کے پاس ابھی اور اسی وقت یہ زندگی ہے کوئی بھی جو یہ پڑھ رہا ہے بغیر انتظار کئے ہمیشہ کی زندگی اسی لمحہ حاصل کر سکتا ہے ۔ یسوع نے ایسا کہا ۔ جو کرنے کی بات ہے وہ یہ ہے کہ پورے یقین کے ساتھ اسے اپنا نجات دہندہ قبول کریں ۔ یہ ہے ابدی زندگی جس کا مطلب ہے ۔ ہمیشہ کی زندگی ۔ یا ایک بار نجات یافتہ ہمیشہ کے لئے نجات یافتہ ۔ ہمیشہ اور لگاتار اگر آرمینین کا نظریہ درست ہوتا اور نئے سرے سے پیدا ہونے والا ایماندار منحرف ہو کر نجات سے گر جاتا تو پھر اس کے لئے یہ کہنا مشکل تھا کہ ایماندار کے پاس ہمیشہ کی زندگی ہے ۔ وہ یہ کہہ سکتا تھا کہ اس کے پاس اچھی زندگی یا پاکیزہ زندگی یا روحانی زندگی یا خوشحال زندگی ہے لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس کے پاس ہمیشہ کی زندگی ہے ۔ کیونکہ آرمینین کے مطابق اس کے پاس ہمیشہ کی زندگی نہیں ۔ اس کے پاس دینوی زندگی ہے ۔ وقتی زندگی ، فنا ہونے والی زندگی لیکن وہ زندگی نہیں جس کو فنا نہیں ۔ لیکن یہ تعلیم بائبل کی تعلیم کے برعکس ہے ۔ یسوع مسیح نے کہا "جو کوئی بیٹے پر ایمان لائے کبھی ہلاک نہ ہو گا " لیکن آرمینین کہتے ہیں "انتظار کریں اور دیکھیں شاید وہ دوزخ میں چلا جائے " یسوع مسیح نے کہا "اس کے پاس ہمیشہ کی زندگی ہے " لیکن آرمینین کہتے ہیں "نہیں ۔ کچھ کے لئے دینوی زندگی ہے " یسوع مسیح نے کہا "اگر کوئی اس روٹی میں سے کھائے تو ابد تک زندہ رہے گا " (یوحنا باب ۶ : ۵۱ آیت) آرمینین کا کہنا ہے "شاید " یسوع مسیح نے کہا "یسوع نے اس سے کہا قیامت اور زندگی تو میں ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہیگا ۔ اور جو کوئی زندہ

ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مریگا،، (یوحنا باب ۱۱ : ۲۵، ۲۶ آیات) "کبھی نہیں،، یسوع نے کہا ۔ آرمینین کا کہنا ہے "ممکن ہے،، آرمینین کے باوجود ہر کوئی جو مؤثر طور پر ایمان رکھتا ہے لفظ ۔ "ہمیشہ،، کے استعمال سے اس کو خوشی ہونی چاہئیے بائبل کی غیر مبہم گواہی ہے کہ جو کوئی یسوع مسیح پر ایمان رکھتا ہے ہرگز نہیں مریگا بلکہ اس کے پاس ایسی زندگی ہو گی جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ۔ خدا کا ہمیشہ کی زندگی کیلئے شکر کریں ۔

(د) یوحنا باب ٦ : ٣٩ آیت

"اور میرے بھیجنے والے کی مرضی یہ ہے کہ جو کچھ اس نے مجھے دیا ہے ۔ میں اس میں سے کچھ کھو نہ دوں بلکہ اسے آخری دن پھر زندہ کروں،، یسوع نے کہا "جو کچھ باپ مجھے دیتا ہے میرے پاس آجائیگا،، (۳۷ آیت) یہ یقینی ہے ۔ اس کے علاوہ باپ کی مرضی پوری کرنے کو آیا اور یہ ہے اس کی مرضی "جو کچھ اس نے مجھے دیا اس میں سے کچھ نہ کھو دوں،، ۔ اور "آخری دن ان کو زندہ کروں،، اور ۴۴ آیت اس نے کہا کہ وہ اس کو آخری دن زندہ کروں "آخری دن،، دنیا میں آخری دن ۔ عدالت کے دن کو کہتے ہیں ۔ دن دوسرے لفظوں میں وہ جو یسوع کے پاس آجائینگے آخری دن زندہ کئے جائینگے اور جنت میں جائینگے ۔ یسوع ان میں سے ایک کو بھی کھو نہیں دیگا ۔ مقدسین کی محافظت اسی کو کہا گیا ہے ۔

(ح) یوحنا باب ۱۰ : ۲۸، ۲۹ آیات

اپنی بھیڑوں کے متعلق بولتے ہوئے یسوع نے کہا "اور میں انہیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں اور وہ ابد تک کبھی ہلاک نہ ہونگی اور کوئی انہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لے گا ۔ میرا باپ جس نے مجھے وہ دی ہیں سب سے بڑا ہے اور کوئی انہیں باپ کے ہاتھ سے نہیں چھین سکتا،، اگر کوئی حوالہ ہے جو واضح طور پر ہمیشہ کی یقین دہانی کے متعلق سکھاتا ہے تو وہ یہ ہے پس غور کریں کہ خداوند یسوع مسیح نے کتنے زیادہ دلائل اس سلسلہ میں پیش کئے تھے

۱۔ ہمیشہ کی زندگی

مقدسوں کی محافظت ثابت کرنے کے لئے یہ اصطلاح اکیلی ہی کافی ہے ۔ جب کوئی ایک دفعہ ایمان لے آیا اور اس کے بعد ایمان سے منحرف ہو جاتا ہے تو اس صورت میں وہ زندگی جس کا وعدہ مسیح نے کیا ہے اس میں ابدیت کا کوئی عنصر نہیں ۔ زندگی مختصر اور چھوٹی ہے لیکن اس میں ابدیت نہیں ۔ لیکن یسوع مسیح نے کہا کہ یہ ہمیشہ کی زندگی ہے ۔

۲۔ "اور وہ کبھی ہلاک نہ ہونگے،،

جیسے آرمینین کا مؤقف ہے کہ ایماندار اپنے ایمان سے منحرف ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا ہے تو وہ بے شک ہلاک ہوگا ۔ لیکن مسیح نے کہا وہ کبھی ہلاک نہ ہوگا ۔ اس سے زیادہ مقدسین کی محافظت کا ثبوت اور کیا ہوتا ۔

لیکن اگر کچھ اور شکی توما ہوں تو مسیح نے ایک تیسرا بیان بھی دیا ہے جو باقی ماندہ تمام شکوک کی بیخ کنی کر دیتا ہے ۔

۳۔ "کوئی انہیں میرے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا،،

یسوع کتنا پر یقین ہے کوئی بھی کسی ایک کو گمراہ نہیں کر سکتا ۔ شیطان بھی یہ نہیں کر سکتا ۔ استاد نہیں ۔ دوست نہیں حتی کہ آپ بھی اپنے آپ کو مسیح کے ہاتھوں سے چھین نہیں سکتے ۔ یہ ناممکن ہے ۔

کوئی بھی ایسا نہیں کر سکتا ۔ یقینی طور پر اب کسی کے ذہن میں مسیح کی تعلیم اور ہمیشہ کی یقین دہانی کے بارے تشویش اور مغالطہ نہیں رہنا چاہئے مندرجہ بالا تینوں واضح بیانات فیصلہ کن ہیں ۔ لیکن اسے بالکل یقینی بنانے کے لئے کہ کوئی مغالطہ نہ رہ جائے خداوند مسیح نے ایک اور بیان بھی دیا ہے ۔

۴۔ میرا باپ جس نے مجھے وہ دی ہیں سب سے بڑا ہے اور کوئی انہیں

"باپ کے ہاتھ سے نہیں چھین سکتا"

باپ قادر مطلق ہے۔ اگر تمام شیطانوں اور لوگوں کو اکٹھا کر دیا جائے۔ تو وہ ان سب سے بڑا اور قدرت والا ہے۔ اس لئے فیصلہ کن نتیجہ جس سے گریز نہیں کیا جا سکتا۔ یہی نکلتا ہے کہ کوئی بھی خدا کی بھیڑوں کو اس کے ہاتھ سے نہیں چھین سکتا۔ یہ کتنا زبردست نتیجہ اور دوبارہ بیان ہے مقدسین کی محافظت کا لیکن اگر کوئی اب بھی ابدی یقین دہانی میں ایمان نہیں رکھتا تو وہ اندھا ہے۔

(الف) افسیوں باب ۱: ۱۳، ۱۴ آیات

".... اور اس پر ایمان لانے پاک موعودہ روح کی مہر لگی۔ وہی خدا کی ملکیت کی خلاصی کے لئے ہماری میراث کا بیعانہ ہے ......" عہد جدید کے ایام میں چٹھیوں یا دوسری اشیاء جیسے مسیح کی قبر (متی باب ۲۷: ۶۶ آیت) پر مہر کر دیتے تھے۔ مہر اس بات کی گارنٹی تھی کہ چیز اصلی ہے۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ یہ کسی کی ملکیت ہے اور اس کی محافظت کے لئے۔ پس ملکیت کیلئے روح القدس خدا کی مہر تھی۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ ایماندار خدا کی ملکیت ہے اور کسی قسم کے خطرہ کی صورت میں اسکی حفاظت کی جائیگی افسیوں باب ۱: ۱۳، ۱۴ آیات اور باب ۴: ۳۰ آیت میں پولس لکھتا ہے کہ مہر اور خبر گیری خلصی نجات کی تکمیل کے دن تک موثر ہوگی۔ روح القدس بیعانہ ہے کہ وہ نجات کھو نہیں سکتے۔ ہمیشہ کی یقین دہانی سکھانے کے لئے پولس ایک اور اہم مثال پیش کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ روح القدس بیعانہ ہے ("وعدہ" کینگ جیمز ورشن میں پوری میراث جو ملنے والی ہے (افسیوں باب ۱: ۱۴ آیت) یونانی میں "وعدہ" اور "بیعانہ" عام روائیتی لفظ ہیں جو کاروباری سودوں اور معاہدوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ پہلی قسط ادا ہوئی جیسے آج کی دنیا میں ادھار پر لین دین کرتے ہیں اور یہ پہلی ادائیگی اس بات کا وعدہ ہے کہ باقی ماندہ رقم بھی ادا ہو گی۔ اسی طرح روح القدس گویا خدا کا وعدہ ہے کہ پوری میراث ملیگی۔ یہ اس کے مترادف ہے کہ جب ایک دفعہ روح القدس مل گیا تو پھر روح القدس ہمیشہ

تمہارے ساتھ رہے گا یا اس سے زیادہ۔ ایک دفعہ نجات یافتہ۔ ہمیشہ نجات یافتہ۔

(ب) ۱- پطرس باب ۱: ۴، ۵ آیات

"میراث کو حاصل کریں ...... وہ تمہارے واسطے (جو خدا کی قدرت سے ایمان کے وسیلہ سے اس نجات کے لئے جو آخری وقت میں ظاہر ہونے کو تیار ہے حفاظت کئے جاتے ہو) آسمان پر محفوظ ہے" پطرس ہماری نجات کی ابدی یقین دہانی کے متعلق بہت تسلی دیتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ مسیحی کی ایک میراث ہے جو اس کے لئے آسمان پر رکھی گئی ہے لیکن شاید کوئی تشویش کرے کہ میراث تو موجود ہے۔ لیکن وہ وہاں کبھی نہیں جا سکے گا۔ اس کے خیال میں ایسا مسیحی بہت کمزور ایمان والا ہے ایسے خیال کو دور کرنے کے لئے پطرس کہتا ہے کہ نجات کے لئے مسیحی کی حفاظت کی جاتی ہے۔ لفظ "حفاظت" وہی لفظ ہے جو شہر کی حفاظت سپاہیوں سے کی جانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (۲- کرنتھیوں باب ۱۱: ۳۲ آیت) لیکن پطرس بڑے زور سے کہتا ہے کہ مسیحی کی حفاظت کمزور انسانی عناصر مثلاً سپاہیوں سے نہیں کی جاتی بلکہ ان کی حفاظت خدا خود کرتا ہے اور خدا قادر مطلق ہے۔ گویا کہ صرف "خدا" استعمال کرنا کافی نہ تھا پطرس نے وہ خدا کی اس نجات کے لئے محفوظ کئے ہیں جو آخری وقت پر ظاہر ہو گی یعنی جسکا ظہور عدالت کے دن ہو گا۔

خدا کی قدرت کو واضح طور پر سمجھانے کے لئے لفظ "قدرت" کا اضافہ کرتا ہے کہ مسیحی کی حفاظت "خدا کی قدرت" سے ہوئی ہے

ممکن ہے کوئی پطرس سے متفق ہو جائے کہ مسیحی کی محافظت خدا خود کرتا ہے۔ لیکن یہ محافظت تھوڑے عرصے کے لئے ہو گی۔ پطرس جلد ہی ایسے خیال کو یہ اضافہ کرتے ہوئے کچل ڈالتا ہے کہ وہ خدا کی اس نجات کے لئے محفوظ کئے ہوئے ہیں جو آخری وقت پر ظاہر ہو گی یعنی عدالت کے دن کے لئے جسکا ظہور ہو گا مقدسین کی محافظت ایک دن کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے

یعنی آخری دن تک ہے۔

۳۔ کچھ روائیتی اعتراضات

(الف) کیا ہم سب ان لوگوں کو نہیں جانتے جنہوں نے مسیح پر ایمان لانے کا اقرار کیا۔ وہ چرچ جاتے۔ بائبل پڑھتے دعا کرتے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ حقیقی مسیحی ہیں۔ پھر کچھ ہوا اور آہستہ آہستہ وہ ایمان سے منحرف ہو گئے حتی کہ آج ان کا کوئی تعلق نہ چرچ سے۔ نہ مسیح اور نہ خدا سے ہے۔ کیا یہ حقیقی واقعات ثابت نہیں کرتے کہ مقدسین کی محافظت کی تعلیم غلط ہے؟ اس اعتراض کے جواب کے لئے ہم جواب کو دو حصوں میں تقسیم کرینگے۔

۱۔ مسیحی

یہ سچ ہے کہ مسیحی غلطی کر سکتے ہیں۔ کسی نہ کسی حد تک ہم سب نے یہ تجربہ کیا ہم تھوڑے یا بہت درجے تک روحانی طور پر ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں اور کچھ مسیحیوں سے کافی غلط کام ہو سکتے ہیں۔ یہاں تک ان کو مسیحی کہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسے داؤد ہیں جن سے زنا کاریاں اور قتل ہوتے ہیں اور پطرسوں سے مسیح کا انکار اور پولسوں سے ایسے کاموں کا کرنا جن کو کرنا روا نہیں۔ لیکن مقدسین کی محافظت کا مطلب یہ نہیں کہ مسیحی گناہ سے مبرا ہیں۔ بائبل سکھاتی ہے کہ مسیحیوں سے گناہ سرزد ہو سکتے ہیں اور بعض اوقات بڑی غلطی بھی۔ لیکن حقیقت میں اگر اس کی نئی پیدائش ہوئی ہے اور اگر روح القدس درحقیقت اس میں تھا جس کے وسیلے وہ ایمان لایا تو روح القدس پوری میراث کے لئے اس کا بیعانہ ہے۔ تو اس صورت میں اس کے پاس ہمیشہ کی زندگی ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے نجات یافتہ ہوگا۔

بائبل اس کا وعدہ نہیں کرتی کہ مسیحی زندگی ہمیشہ سیدھی عمودی لائن کی طرح ہوگی۔ بلکہ یہ ایک چھوٹے لڑکے کی مانند ہو سکتی ہے۔ جو برفانی پہاڑی پر چڑھ رہا ہے وہ بار بار پھسلتا ہے لیکن آخر کار چوٹی تک پہنچ جاتا ہے۔

مسیحی زندگی ۱۰۰ سال کے عرصے کی امریکی معاشیات کے ایک گراف کی طرح ہے۔ یہ نچلے بائیں کونے سے شروع ہو کر دائیں ہاتھ کے کونے کی طرف اوپر جاتی ہے۔ اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے۔ تنزلی اور تباہی کی حالت تک مبتلا ہو سکتا ہے ایسی صورت میں گراف کی لائن ناہموار ہوگی اور سیدھی عمود کی طرف کی جانے گی۔ لیکن جب یہ جائزہ ۱۰۰ سال کے عرصے کے لئے ہوگا تو آسانی سے معلوم ہوگا کہ باوجود عارضی خساروں کے آخر کار منافع ہوا اور ہماری معشیت ۱۹ سویں صدی سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

یا جیسے عظیم کیلونسٹ بپٹسٹ پادری چارلس سپرجن نے بیان کیا کہ جہاز پر کوئی شخص عرشے پر پانی کی موجوں سے بار بار گر سکتا ہے۔ لیکن پانی کی موجیں اسے عرشے سے اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتیں۔

پولس مسیحی زندگی کے تغیر و تبدل کی حقیقت اور اس کے ساتھ مقدسین کی محافظت کی تائید کرتا ہے۔ جب وہ رومیوں کے خط کے اسی حصے میں جہاں مسیحی زندگی میں گھنوؤنے گناہ آ جانے کے بارے میں تعلیم ہے لکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ تو بھی تمام تنزلی کے باوجود "گناہ کا ان پر اختیار نہ ہو گا" (باب ۶: آیت ۱۴) دوسرے لفظوں میں ایک مسیحی کو عارضی شکستیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن گناہ اس کو پورے طور پر اپنے قبضے میں نہیں کر سکتا۔ وہ کمزور ہوتے ہوئے بھی گناہ کے خلاف جنگ جاری رکھے گا۔ یہ اس وجہ سے سچ ہے کیونکہ خدا نے اپنا روح مسیحی سے نہیں لیا۔ اس حقیقت کے مدنظر کہ مسیحی ابھی بھی گناہ کے خلاف جنگ میں ہے اور گر بھی پڑتا ہے کا مطلب نہیں کہ ایک دن خدا اسے رد کر دے گا۔ اور اس پر گناہ کا پورا اختیار ہو گا۔ پولس صاف الفاظ میں کہتا ہے "گناہ کا اختیار تم پر نہ ہو گا"۔ مسیحی کا ایمان سے عیاں برگشتیوں کے سلسلے کا ایک جواب ہے کہ کچھ خرابیاں جو نظر آتی ہیں کمزور اور لڑکھڑاتے مسیحی کی عارضی رکاوٹیں ہیں۔ وہ روح القدس کے فضل سے جس ایمان سے منحرف دکھائی دیتا ہے آخر کار پورے ایمان سے واپس آ جائیگا۔

۲- غیر مسیحی

دوسری وضاحت یہ ہے کہ منحرف اشخاص سرے سے مسیحی ہی نہ ہوں ہر کوئی جو خداوند خداوند کہتا ہے مسیحی نہیں - کچھ کی وضع دینداری کی ہے لیکن اس کی قدرت کا انکار کرتے ہیں (۲- تیمتھیس باب ۳ : ۵ آیت) کچھ یہوداہ کی طرح انجیل کی منادی اور معجزے کرنے کے باوجود نجات یافتہ نہ ہوں کچھ نورانی فرشتے نظر آئیں گے - لیکن وہ حقیقت میں شیطان ہیں - (۲- کرنتھیوں باب ۱۱ : ۴ آیت) کچھ لوگ کہیں گے "اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے بدروحوں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھائے " ؟ اس وقت یسوع مسیح ان سے کہیگا "اے بدکارو میرے پاس سے چلے جاؤ " (متی باب ۷ : ۲۲ ، ۲۳ آیت) کچھ بیج پتھریلی زمین پر پڑا یہ جڑ جلدی پکڑے گا اور جلدی پھلے پھولے گا لیکن سورج جلد جلا دے گا اور یہ مر جائے گا - اسی طرح کچھ لوگ بائبل کا پیغام سن کر جوش میں آکر خوشی خوشی پلپٹ پر چڑھ جاتے ہیں - اور وہ دو ماہ میں بھول جائیں گے کہ انہوں نے کبھی مسیح کی آواز سنی تھی یہ ثابت کرنے کی بجائے کہ مسیحی ایمان سے منحرف ہو سکتے ہیں - ایسی مثالیں ہمیں انتباہ کرتی ہیں کہ ہم اپنے بلاوے اور چناؤ کو یقینی بنائیں - (۲- پطرس باب ۱ : ۱۰ آیت) وہ واقعات اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ ان کا ظاہری ایمان ہو لیکن ابھی تک مسیحی نہ ہوں - ممکن ہے کہ بپتسمہ لینے سے اور عشائے ربانی میں شرکت کرنے سے کلیسیا کے ممبر ہوں اور اس کے باوجود جہنم میں جائیں "اس لئے کہ جو اسرائیل کی اولاد ہیں وہ سب اسرائیلی نہیں " (رومیوں باب ۹ : ۶ آیت) ہر کوئی جو کلیسیاہ میں ہے حقیقی کلیسیا کا حصہ نہیں ہو سکتا - ہمیں یقین ہونا چاہئے کہ ہم نئے سرے سے پیدا ہوئے ہیں - ہم اپنے گناہوں سے پشیمان ہیں اور بڑے خلوص سے مسیح سے دعا کریں کہ وہ ہمارا نجات دہندہ ہو -

یہ گر جانے والے لوگوں کی تاریخی مثالیں بائبل کی تعلیم کے خلاف نہیں - کیونکہ

یا تو یہ لوگ مسیحی ہیں جو عارضی طور پر گر گئے ہیں لیکن یہ پورے طور سے ایمان میں بحال ہو جائیں گے یا ریاکار ہیں جو کبھی بھی حقیقی اور نئے سرے سے پیدا نہیں ہوئے تھے ، کیونکہ بائبل کے ثبوتوں کا ایک بہت بڑا مجموعہ اس تعلیم کی حمائت میں ہے "ایک دفعہ نجات یافتہ - ہمیشہ نجات یافتہ "

(ب) کیا مقدسین کی محافظت میں ایمان کئی لوگوں کو آوارہ اور عیاش نہیں بنادیگا ؟ کیا وہ یہ دلیل پیش نہیں کرینگے کہ اگر وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ اور نجات سے خارج نہیں ہو سکتے تو پھر وہ جو جی چاہے کریں ؟ وہ جتنا ممکن ہو اتنا گناہ کرسکتے ہیں کیونکہ وہ ہمیشہ کے لئے بچ جائیں گے -

جو کوئی ایسا سوچتا ہے اس کے لئے لمحہ فکریہ ہے - ایسا شخص مسیحی ہونے کا مظاہرہ نہیں کر رہا اور اگر وہ ایسی ہی سوچ میں پختہ رہا تو وہ جنت کی بجائے دوزخ میں جائے گا کیونکہ نئے سرے سے پیدا ہونے والے مسیحی کا رویہ ایسا نہیں ہو سکتا - روح القدس اس کو ایسا نہیں کرنے دیگا - اگر خدا نے کسی میں اچھا کام شروع کیا ہے تو وہ اس کو ہر قسم کے گناہ کے لئے آزاد نہیں چھوڑ سکتا - "گناہ کا اس پر اختیار نہیں ہو گا " (رومیوں باب ۶ : ۱۴ آیت) محض منطقی اختلاف کے تحت کسی مسیحی کے لئے یہ کہنا کہ وہ اپنی پرانی گناہ آلودہ خواہشات کے تحت سب کچھ کر سکتا ہے جب خدا کسی کو پیشتر سے مقرر کرتا ہے تو وہ اس کو پاکیزگی کے لئے نہ کہ بدکاری کے لئے پہلے سے مقرر کرتا ہے (افسیوں باب ۱ : ۴ آیت) اگر کوئی کہے کہ چونکہ وہ پہلے سے مقرر کر دیا گیا ہے اس لئے جو وہ کرتا ہے اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں - وہ ایسا نہیں کہہ سکتا کہ وہ تو پہلے سے مقرر ہے کیونکہ پہلے سے مقرر کئے ہوئے لوگ ایسے گناہ آلودہ طریق پر عمل نہیں کرتے - جب ہم کہتے ہیں "ایک دفعہ نجات یافتہ ہمیشہ

نجات یافتہ ،، اس کا مطلب صرف یہ نہیں کہ گناہ کی خطا سے چھٹکارا پایا جائے تا کہ نجات یافتہ جہنم کے عذاب سے بچ جائے ۔ اس کے معنی گناہ کے زور سے چھٹکارا کے بھی ہیں ۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ نجات صرف گناہ کی خطا سے چھٹکارا ہو اور گناہ کے زور سے چھٹکارا نہ ہو ۔ بلکہ یہ دونوں سے چھٹکارا ہے ۔ گناہ کے زور سے بچے بغیر کسی کے لئے ممکن نہیں کہ وہ گناہ کی خطا سے بچ جائے مقدسین کی ثابت قدمی کا مطلب ہے کہ مقدس ایمان میں ثابت قدم رہیں گے اور یہ ایمان گناہ پر پشیمانی اور توبہ کا مرکب ہے ۔ اگر کوئی اپنے گناہوں سے پچھتا کر ان کو ترک نہ کرے تو سرے سے اس میں ایمان کبھی تھا ہی نہیں اور وہ نجات یافتہ نہیں ۔ مقدسین کی محافظت کی اصطلاح کا مطلب ہے کہ خدا محفوظ رکھے گا ۔ حفاظت کریگا ۔ خبر گیری کرے گا نجات کے دن تک جو آخری دن ظاہر ہونے کو ہے نجات کا مطلب محض یہ نہیں کہ وہ جہنم سے بچا لئے گئے ہیں اس لئے وہ جتنے جی چاہے گناہ کریں ۔ یہ حالت جنت میں دوزخ والی کیفیت کے مترادف ہو گی جو کہ نا ممکن ہے ۔ اس کے علاوہ جب ایک مسیحی صدق دل سے بائبل کی سچائی یعنی مقدسین کی ثابت قدمی کو تسلیم کرتا ہے تو حقیقت میں وہ بد کاری کی طرف نہیں بلکہ پاکیزگی کی طرف رجوع ہوتا ہے ۔ کیونکہ ایمان میں رہنے کے لئے وہ خدا کا شکر کرنا چاہیے گا ۔ اور شکر گزاری کا بہترین طریقہ خدا کے حکموں کی بجا آوری میں ہے ۔ جب مسیحی کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ پیدائشی طور پر اچھا شخص نہیں بلکہ طبعی طور پر وہ خدا سے نفرت کرتا ہے اس کے علاوہ جب اسے پتہ چلے گا کہ اس کا ایمان اسے خدا کی طرف سے ملا ہے اور جب اسے احساس ہو گا کہ اس کا ایمان میں ثابت قدم رہنا صرف اس وجہ سے ہے کہ خدا اس کی زندگی میں روح القدس بھیجنے میں ثابت قدم ہے ۔ تو پھر وہ گناہ کرنا نہیں چاہیے گا بلکہ خدا کی شکر گزاری کرنا چاہیے گا ۔ خدا نے اس اچھے کام کی جو اس میں شروع کیا اور کبھی بند نہیں کرتا ۔ (فلپیوں باب ۱ : ٦ آیت) پس یہ مسیحی ایمان کا مکمل خاکہ ہے ۔

اس بات کا دعویٰ کرنا کہ مقدسین کی ثابت قدمی کی تعلیم بد کاری کی طرف لے جاتی ہے ۔ حقیقت کے برعکس ہے ۔ وہ ایک دفعہ نتیجہ نجات یافتہ ۔ ہمیشہ نجات یافتہ ،، کی تعلیم بائبل میں سب سے شاندار تعلیم ہے ۔ یہ جاننے کی خوشی کہ آپ ہمیشہ کے لئے بچ جائینگے کوئی تم سے چھین نہ لے ۔ اپنی ابدی منزل کا ایک ہی دفعہ فیصلہ کرنے میں کتنی برکت ہے ۔ اپنی زندگی کو مسیح کے حوالے کرنا کتنا ہی بھلا ہے اور یہ جاننا کہ جیسے ہی آپ نے کیا آپ ہمیشہ کے لئے بچ گئے ۔ اور خدا اپنی قدرت سے پوری نجات تک جو مسیح کی آمد ثانی پر ہو گی محافظت کرتا ہے ۔ خدا کا شکر ہو جس سے تمام برکات ملتی ہیں ۔ باپ کی تعریف ہو اس کے چناؤ والے پیار کے لئے ۔ بیٹے کا شکر ہو اس کے کفارہ دینے والی موت کے لئے ۔ روح القدس کا شکر ہو اس کے اٹل کام کے لئے ثالوث خدا کا آخر تک ہماری محافظت کے لئے شکر ہو ۔ خدا کا شکر ہو ۔

گفتگو کے لئے سوالات

۱۔ کینن آف ڈراٹ (۵) پڑھیں ۔ جو خیال تمہارے لئے نیا اور پہلا خیال دماغ میں آیا ہو اس پر بحث کریں ۔

۲۔ مندرجہ ذیل اصطلاحات کے معنی پر گفتگو کریں ۔
(الف) ابدی یقین دہانی ۔
(ب) مقدسین کی محافظت
(ج) خدا کی ثابت قدمی ۔
(د) مقدسین کی ثابت قدمی

۳۔ پچھلی چار اصطلاحات آپس میں کسی طرح منسلک ہیں ؟

۴۔ رومیوں باب ۸ : ۲۹ ، ۳۰ ، ۸ ۳ اور ۳۹ پڑھکر بتائیں کہ غیر مشروط چناؤ بالفرور مقدسین کی ثابت قدمی کی طرف لے جاتا ہے ؟

۵۔ مقدسین کی ثابت قدمی اس طرح کیوں ضروری ہے جب کہ مسیح کا کفارہ عوضی اور برگزیدہ تک محدود ہے ۔

۶- بائبل کے بہت سارے حوالہ جات ابدی اور ہمیشہ کی تعلیم کو کیسے ثابت کرتے ہیں ؟

۷- یوحنا باب ۱۰: ۲۸، ۲۹ آیات "ایک دفعہ نجات یافتہ ہمیشہ نجات یافتہ" کا دعویٰ چار طریقوں سے کرتا ہے بیان کریں ؟

۸- کیا برگشتگی مقدسین کی ثابت قدمی کی نفی کرتی ہے ؟ کیوں ؟

۹- یہ حقیقت ہے کہ کچھ ظاہری مسیحیوں مثلاً یہودہ - ( ) Hymeneus ہمینیوس اور سکندر نے آخر کار انجیل کو رد کر دیا۔ کیا یہ مقدسین کی ثابت قدمی کے خلاف ہے ؟ کیوں ؟

۱۰- ان کی مثالوں سے آپ کیا سیکھ سکتے ہیں ؟

۱۱- آپ مقدسین کی محافظت اور ناقابل معافی گناہ کا جن کا ذکر عبرانیوں باب ۶: ۴ - ۶ آیات، متی باب ۲۱: ۳۱ آیت میں ہے کیسے تصفیہ کرتے ہیں ؟

۱۲- آپ اس شخص کو کیسے جواب دینگے جو کہے "اگر مقدسین کی ثابت قدمی سچ ہے تو پھر جی بھر کے گناہ کیوں نہ کئے جائیں جب آخر کار آپ بچ تو ضرور جائینگے" ؟

۱۳- اگر کوئی آپ سے کہے "کاش مجھے یقین دہانی ہو کہ میں ہمیشہ کے لئے نجات یافتہ ہوں" آپ اس کی کس طرح مدد کرینگے ؟

۱۴- مقدسین کی ثابت قدمی کی حقیقت کا علم آپ کے لئے بڑی خوشی کا باعث کیونکر ہو سکتا ہے ؟

۱۵- کیا آپ کسی کو جانتے ہیں جو مسیحی معلوم ہوتا تھا لیکن اب مسیح کا انکار منہ سے اور کاموں دونوں سے کرتا ہے اس کے متعلق بیان کریں۔ آپ اس کو کس طرح بیان کریں گے آپ کے ساتھ ایسا ہو سکتا تھا ؟ کیوں ؟

۱۶- آپ کو اپنی ہمیشہ کی نجات کی یقین دہانی کیسے ہو سکتی ہے ؟

۶

بڑا بھید

۱- مسئلہ

پانچوں ابواب میں خدا کی حاکمیت پر زور دیا گیا ہے۔ بائبل کی تعلیم "کلی بگاڑ" اس بات پر زور دیتی ہے کہ طبعی اور غیر نجات یافتہ آدمی کبھی ایک ساعت کے لئے ایک نیکی بھی کرنے کے قابل نہیں۔ وہ اچھے اعمال کی طرف سے مردہ ہے اگر وہ کبھی ایمان لاتا یا کوئی نیکی کا کام کرتا ہے تو وہ اسی صورت میں سرزد ہوگا اگر خدا وسیلہ بنے۔

غیر مشروط چناؤ خدا کی حاکمیت کے متعلق سکھاتا ہے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ خدا کا چناؤ آدمی کی کسی خوبی کے سبب نہیں۔ اور اس کا چناؤ خدا کے علم سابق سے مشروط نہیں کہ کون اس سے متفق ہو کر مسیح کی قربانی کو قبول کریگا۔ یہ غیر مشروط چناؤ ہے۔ خدا کے چناؤ کی وجہ صرف خدا کی اپنی مرضی ہے کسی ایسی چیز پر نہیں جو آدمی کرتا ہے یا آدمی میں ہے۔ ہم خدا کی حاکمیت محدود کفارہ میں دیکھتے ہیں جب ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ مسیح کا کفارہ ایسا نہیں جو تمام دنیا کو بچا لے بلکہ ایسا ہے جو ان کو بچانے جن کا باپ نے چناؤ کیا ہے باپ کے مقصد اور بیٹے کے مقصد میں مکمل یک جہتی ہے۔ بیٹا ان کے لئے موا جن کو باپ نے پیار کیا۔

جب ہم ناقابل مزاحمت فضل کی قوت انتخاب پر غور کرتے ہیں تو ہمیں خدا کی حاکمیت نظر آتی ہے مثلاً نیستی پیدا ہونے سے انکار نہیں کر سکتی جیسے کہ مردہ زندہ ہونے میں مزاحمت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح روحانی طور پر مردہ یا روحانی طور پر نہ پیدا ہونے والا خدا کے قادر روح کی مزاحمت نہیں کر سکتا کہ نئے سرے سے پیدا نہ ہو۔ اگر کسی میں روحانی زندگی ہو تو اس کی صرف وجہ یہ

ہے کہ روح القدس باپ کے قادر چناؤ کی بجاآوری کر رہا ہے۔ آدمی نئے سرے سے پیدا ہونے میں کچھ نہیں کر سکتا۔

تثلیث کے تینوں اقانیم میں یک جہتی ہے۔

باپ برگزیدہ کا چناؤ کرتا ہے مسیح انہی کے لئے جان دیتا ہے اور روح القدس دونوں کی مرضی بجالاتا ہے کہ بغیر مزاحمت برگزیدہ ایمان لانے اور نجات پانے۔

مقدسین کی ثابت قدمی خدا کی حاکمیت کو ظاہر کرتی ہے جیسے ٹی۔ یو۔ ایل آئی۔ پی۔ کے ٹی۔ یو۔ ایل اور آئی سے عیاں ہے۔

خدا کی حاکمیت کو اور زیادہ نمایاں کرنے کے لئے یہ بتانا ضروری ہے کہ خدا نے پیشتر سے ہر چیز کو مقرر کیا ہے۔ خداوند نہ صرف قادر مطلق ہے بلکہ قومیں اس کے سامنے پانی کی ایک بوند کی مانند اور ترازو کی باریک گرد کی مانند گنی جاتی ہیں (یسعیاہ باب ۴۰) لیکن وہ اپنی مرضی کی مصلحت سے سب کچھ کرتا ہے" (افسیوں باب ۱: ۱۱ آیت) یہ بھی بائبل کی رو سے درست ہے کہ خدا نے گناہ کو بھی پیشتر سے مقرر کیا۔ اگر گناہ خدا کی تدابیر سے باہر ہوتا تو زندگی کا کوئی اہم معاملہ خدا کے اختیار میں نہ ہوتا۔ آدمی کا کونسا کام حقیقی طور پر اچھا ہے؟ تب تو تمام تواریخ خدا کے پیشتر سے مقرر کئے جانے کے قبضہ قدرت سے باہر ہو گی یعنی آدم کا گر جانا۔ خداوند مسیح کا مصلوب ہونا۔ رومی حکومت کی فتوحات (Hasting) ہیسٹنگ کی جنگ۔ ریفر میشن۔ فرانسیسی انقلاب۔ واٹر لو (Waterloo) امریکی انقلاب، سول وار (Civil war) دونوں جنگ عظیم۔ صدارتی امیدواروں کے قتل۔ نسلی افراتفری اور قوموں کا گرنا اور اٹھنا۔

یہ سکھانے میں کہ خدا نے ہر چیز بمعہ گناہ کے مقرر کی بائبل کے دو واقعات میں خاص طور سے واضح ہے یعنی یوسف کا بیچا جانا اور مسیح کا مصلوب ہونا۔ پہلے واقع میں نوٹ کریں۔ گناہ کی شمولیت۔ یوسف کے بھائی اس سے نفرت کرتے تھے۔ انہوں نے ہوشیاری سے اس کو ٹھکانے لگانے کی ٹھان لی

تھی۔ اسے کنوئیں میں پھینکا اور بعد میں بالکل اجنبی لوگوں کے ہاتھوں جو مصر کو جا رہے تھے بیچ دیا۔ وہ یوسف کا کوٹ جو ایک جانور کے خون سے آلودہ تھا لے کر گھر آنے اور اپنے باپ کے ساتھ بڑی سنگ دلی سے جھوٹ بولا جو یوسف کو خاص پیار کرتا تھا۔ حقیقت میں ان کے گناہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ غور طلب بات ہے کہ جب وہ بعد میں مصر میں کچھ خوراک خریدنے گئے تو یوسف ان کے متعلق کیا کہتا ہے "تم نے یہ نہیں کیا" (پیدائش باب ۴۵: ۸ آیت) ایک لحاظ سے یہ درست نہیں جو اس کے بھائیوں نے کیا تھا۔ انہوں نے یوسف کو قصداً۔ کینہ اور بغض اور نفرت سے غلامی میں بیچا۔ لیکن یوسف نے کہا انہوں نے یہ نہیں کیا۔ یوسف نے غلط نہیں کہا لیکن وہ بڑی تاکید اور واضح طریقے سے کہنا چاہتا ہے کہ اس سب کے پیچھے دراصل خدا کا ہاتھ تھا۔ گناہ آلودہ۔ بیچنے کا عمل اچانک کسی حادثہ یا آدمی کی گناہ آلودہ مرضی پر نہیں چھوڑا گیا۔ خدا نے قصد کیا کہ یوسف مصر کو جانے۔ پس اس نے کہا کہ "تم نے ایسا نہیں کیا"، تب فوراً وہ ایک بیان دیتا ہے۔ بہت سے لوگ یہ بیان دینے کی جرآت نہیں کر سکتے۔ "بلکہ خدا نے کیا"۔ خدا کا پختہ ارادہ تھا کہ یوسف مصر میں بیچا جانے۔

بعد میں یوسف واضح طور پر تسلیم کرتا ہے کہ اس کے بھائیوں نے گناہ کیا جب وہ ان کو بتاتا ہے "تم نے تو مجھ سے بدی کرنے کا ارادہ کیا تھا"، اور اس کے ساتھ ہی کہتا ہے "لیکن خدا نے اس سے نیکی کا قصد کیا"، (پیدائش باب ۵۰ آیت ۲۰) ایک ہی فعل یوسف اور خدا کے لئے استعمال ہوا جو خلاف قیاس بات ہو اور زیادہ نمایاں کرتا ہے۔ بھائیوں کے عمل میں مثبت طریقے سے خدا کی شمولیت ہے خدا اس بات کا تعین کرنا چاہتا تھا کہ اسرائیل میں سے اس کے چنے ہوئے لوگوں کا کوئی خاص دوست مصر میں ہو جو انکی بھوک اور کال میں مدد کر سکے۔ کیونکہ انہیں لوگوں میں سے دنیا کے نجات دہندہ کو پیدا ہونا تھا۔

ابرہام کی نسل کو جاری رکھنے کے مقصد سے اس نے یوسف کے بھائیوں کے گناہ کو متعین کر دیا کیونکہ وہ اس کو کسی چانس یا حادثہ پر نہیں چھوڑنا چاہتا تھا وہ خدا نے ایسا کیا،،

خدا نے بھلائی کے لئے یہ کیا،، دوسرے لفظوں میں خدا نے بالکل یقینی کرلیا کہ یوسف کے بھائی ضرور گناہ کریں۔ تو بھی خدا نے اس طرح کیا کہ گناہ کا الزام بھائیوں پر ہو نہ کہ خدا پر۔ کیونکہ خدا پاکیزگی ہی پاکیزگی ہے اس میں ذرا بھر تاریکی نہیں۔ گناہ کے پیشتر سے مقرر کئے جانے کی دوسری واضح مثال مسیح کا مصلوب ہونا ہے۔

یہ سب سے زیادہ نفرت انگیز گناہ تھا کیونکہ خدا کے خلاف آدمی کی نفرت کی حقیقت کے اظہار کا خلاصہ تھا تو بھی یہ گناہ خدا کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا۔ خدا نے اپنے بیٹے کی موت اور اپنے لوگوں کی نجات۔ گنہگار انسان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیا۔ فرض کریں یہودا اور یہودی لیڈروں کے دل تبدیل ہو جاتے اور مسیح کو نہ مارنے کا فیصلہ کرلیتے یا فرض کریں مسیح بہت بوڑھا ہو کر قدرتی موت مرتا یا کبھی مرتا ہی نہ۔ تو پھر نہ گناہوں کا کفارہ ہوتا اور نہ جہنم ہوتا اور خدا کے مقاصد چناؤ اور نجات کے معنی نہیں ہوتے۔

خدا نے دنیا کی نجات کو کسی چانس پر نہیں رہنے دیا۔ جیسے پطرس نے پنتیکوست کے وقت کہا کہ یسوع وہ خدا کے مقررہ انتظام اور علم سابقہ کے موافق پکڑوا دیا گیا،، (اعمال باب ۲ آیت ۲۳) اور اس کے بعد کلیسیا نے مسیح کی موت کا خدا کے سامنے اعتراف کرتے ہوئے بیان کیا کہ ہیرودیس، پنطس پیلاطس، غیر قومیں اور اسرائیلی وہ جمع ہوئے تاکہ جو کچھ پہلے سے تیری قدرت اور تیری مصلحت سے ٹھہر گیا وہی عمل میں لائیں،، (اعمال باب ۴ آیت ۲۸) دوسرے لفظوں میں خدا نے بدی کو مقرر کر دیا تھا۔ پس ایک دفعہ پھر (برای) ہم پورے قصد و مد سے خدا کے کامل اقتدار اعلیٰ کا اعتراف کرتے ہیں وہ پہلے سے تعینات کرتا۔ انتخاب کرتا اور پہلے سے مقرر بھی کرتا ہے۔

لیکن اگر کوئی اس مسئلہ پر گہرے طور سے غور و خوض کرتا رہا ہے تو شاید قدرتی طور پر اس کے ذہن میں کئی دفعہ بعض سنجیدہ اعتراضات بھی ہوئے ہوں گے۔ عام شخص ان میں کچھ تصورات کے خلاف بے اختیار بغاوت اور نفرت سے چونک کر پیچھے ہٹ جاتا ہے وہ اس تصور سے نفرت کرتا ہے کہ خدا نے بہت پہلے سے ہر چیز کی منصوبہ بندی اور تقرری کی ہے۔

یہ تصور ان کے لئے تکلیف دہ ہے تو وہ سوال کرتا ہے کہ خدا کی پاکیزگی کہاں گئی؟ اگر اس نے یوسف کے بھائیوں کا گناہ اور یہودا کا گناہ مقرر کر دیا تو پھر کوئی ذی ہوش شخص کیسے کہہ سکتا ہے کہ خدا پاک ہے؟ کیا اس کے لئے خدا کو الزام نہیں دینا چاہیئے؟ یا ایک دوسرے طریقے سے یہ کہنا کہ آدمی کی آزادی کہاں گئی؟

کیا آدمی ایک کٹھ پتلی ہے جس کو خدا جوڑتا ہے؟ یا صرف ایک مشینی کھلونا کہ اس کی پشت میں چابی سینے کے لئے ہینڈل ہو، جو اس کو حرکت دینے کے کام آسکے یا ایک کمپیوٹر مشین ہے جس میں کچھ اعداد و شمار بھر دئے اور پھر مشینی طور پر اپنا کام نکال لیا؟

اگر خدا نے پہلے ہی سے سب چیزیں مقرر کریں ہیں تو آدمی کی ذمہ داری کہاں گئی؟

کیا ThePredestinate Thief ،، وہ پیشتر سے مقرر کیا ہوا چور، کا مصنف یہ بحث کرتے ہوئے جب لکھتا ہے،، کہ پہلے سے مقرر کیا ہو چور، چوری کا ذمہ دار نہیں تو وہ اپنی بحث میں دوست نہیں؟

اس باب کا عنوان ہے وہ ایک بڑا بھید،،

انسان کی آزادی اور خدا کے پہلے سے مقرر کرنے کے زبردست مسلے کے تصیفہ کا حل کیسے کیا جائے؟

یہ ایسی حاکمیت کا بھید اور آدمی کی آزادی، خدا کی آزاد مرضی اور آدمی کی آزادی، خدا کا پیار اور خدا کی قدرت ان کا تصیفہ کیسے کیا جائے؟

۲۔ حل

(الف) آرمینین ازم

اس مسئلے کو حل کرنے کے دو راستے ہیں ۔ ایک راستہ منطقی اور دوسرا کلام کے ذریعے ۔ آرمینین کی بائبل کی طرف تمام تر توجہ کے باوجود عجیب بات ہے ۔ کہ خدا کی حاکمیت کے مسئلے پر بائبل کی بجائے وہ منطق کا سہارا لیتا ہے ۔ وہ صحیح طور پر مسئلے کو سمجھتا ہے ۔ دو مخالف قوتوں کا تصیفہ یعنی خدا کی حاکمیت اور آدمی کی ذمہ داری ۔ لیکن مسئلہ کے حل کے لئے وہ بائبل کی بجائے آدمی کے منطق کو جگہ دیتا ہے ۔ وہ عقلی دلائل دیتے ہوئے کہتا ہے کہ منطقی طور پر وہ ان دو نمایاں متضاد حقائق کا تصیفہ نہیں کر سکتا ۔

پس وہ حقائق کے ایک مجموعہ کی پابندی کر کے دوسرے کا انکار کر دیتا ہے ۔ وہ آدمی کی آزاد مرضی کو برقرار رکھتا ہے لیکن خدا کی حاکمیت کو محدود کر دیتا ہے ۔ اس طریقے سے اس کا کوئی منطقی مسئلہ نہیں رہ جاتا اور تضاد خود بخود حل ہو جاتا ہے ۔

(ب) انتہاپسند کیلون ازم ۔

انتہا پسند کیلون ازم آرمینین کے بالکل برعکس ہے ۔ وہ حقائق کے دونوں پہلوؤں کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے ۔ یعنی خدا کی حاکمیت اور آدمی کی آزادی کو ۔ اور آرمینین کی طرح اس کا کہنا ہے کہ وہ دو نمایاں مخالف قوتوں میں تصیفہ نہیں کر سکتا آرمینین کی طرح منطقی طریقے سے مسئلے کے ایک پہلو کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس مسئلے کو حل کرتا ہے ۔ جہاں آرمینین خدا کی حاکمیت کا انکار کر دیتا ہے ۔ وہاں انتہا پسند کیلونسٹ آدمی کی ذمہ داری سے انکار کر دیتا ہے ۔ اس کے نزدیک بائبل کے پیشتر سے مقرر کیا جانے کے نمایاں بیانات اہم ہیں اور وہ ان پر پختہ ایمان رکھتا ہے ۔

لیکن منطقی طور پر آدمی کی ذمہ داری کا تصیفہ کرنے کی نااہلیت کے سبب وہ دوسرے کا انکار کر دیتا ہے ۔ پس آرمینین اور انتہا پسند کیلونسٹ اگرچہ ایسے دوسرے سے دو مخالف سمتوں میں ہیں تو بھی اپنے منطق میں ایک دوسرے کے قریب ہیں

(ج) کیلون ازم

۱۔ ایک متناقص خیال

ان انسانی خیالات کے برعکس کیلونسٹ اخلاقی قانون کے دونوں پہلوؤں کو تسلیم کرتا ہے ۔ وہ یہ جانتا ہے کہ جو کچھ وہ پیش کرتا ہے مضحکہ خیز ہے ۔ وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ آدمی کے لئے اعداد و شمار کے ان دونوں مجموعوں کو یکجا کرنا ناممکن ہے ایک طرف یہ کہنا کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے خدا نے اس کا ہونا یقینی کر دیا ہے اور اس کے ساتھ یہ کہنا کہ انسان جو کرتا ہے اس کا ذمہ دار ہے ۔ یہ بیوقوفی کی بات ہے ۔ اس میں سے ایک درست ہو سکتا ہے لیکن دونوں درست نہیں ہو سکتے ۔ یہ کہنا کہ خدا یہودا کے گناہ کو پیشتر سے مقرر کرتا ہے تو پھر یہودا کو الزام دینا بیوقوفی ہے منطقی طور پر PREDESTINATED THIEF پیشتر سے مقرر کردہ چور کا مصنف ٹھیک تھا ۔ خدا چوری کو پہلے سے مقرر کر کے چور پر الزام تراشی نہیں کر سکتا ۔

اور کیلونسٹ کھلے عام تسلیم کرتا ہے کہ اس کی پوزیشن غیر منطقی ۔ بے ڈھب بے ہودہ اور بیوقوفانہ ہے ۔ یہ پولس سے مطابقت کرتی ہے جب اس نے کہا "کیونکہ صلیب کا پیغام ہلاک ہونے والوں کے نزدیک تو بیوقوفی ہے" (۱ کرنتھیوں باب ۱ آیت ۱۸) یونانی دانش اور منطق کی تلاش میں ہیں ان کے نزدیک کیلونسٹ غیر منطقی ہے ۔ کیلونسٹ کا دونوں صورتوں پر اعتقاد ہے ۔ جو بظاہر متضاد ہیں ۔ ایک طرف وہ کہتا ہے خدا نے پیشتر سے تمام چیزوں کو مقرر کیا اور اس کے برعکس ہر آدمی سے تقاضہ کرتا ہے وہ تمہاری نجات کا انحصار تم

پر ہے ۔ تم ایمان لاؤ یہ تمہارا فرض اور ذمہ داری ہے اگر تم ایسا نہ کرو تو خدا کو موجب الزام نہیں ٹھہرایا جاسکتا ۔ تم اپنے آپ کو موجب الزام ٹھہراؤ لیکن اگر ایمان لے آؤ تو یاد رکھو جو تم میں نیت اور عمل دونوں کو اپنے نیک ارادہ کو انجام دینے کے لئے پیدا کرتا ہے ۔ وہ خدا ہے (فلپیوں باب ۲ آیات ۱۲ ، ۱۳) تمام ،، یہ غرض نہیں کہ میں پاچکا یا کامل ہو چکا ہوں بلکہ اس چیز کے پکڑنے کے لئے دوڑا ہوا جاتا ہوں جس کے لئے مسیح یسوع نے مجھے پکڑا تھا ،، (فلپیوں باب 3 آیت 12) تمام منطق کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کیلونسٹ کا کہنا ہے کہ اگر آدمی کوئی نیکی کا کام کرتا ہے تو اس کا جلال خدا کے لئے ہے لیکن اگر آدمی کوئی برائی کا کام کرے تو آدمی کو سب الزام ملتا ہے ۔ آدمی کسی طرح جیت نہیں سکتا۔

بہت لوگوں کے نزدیک یہ بیوقوفانہ صورت حال غیر مناسب ہے یہ غیر منطقی بات ہے ۔

نوٹ ۔ لیکن اہم بات کو نوٹ کریں کہ تضاد ظاہری ہے نہ کہ حقیقی آدمی دو ظاہری متضاد صورتوں میں تصفیہ نہیں کرسکتا لیکن خدا ایسا کرسکتا ہے ۔

پس کیلونسٹ کو فیصلہ کرنا ہو گا کہ وہ کون سا اختیار استعمال کرتا ہے ۔ اپنے انسانی دلائل یا خدا کا کلام ۔ اگر اس کا جواب ہے انسانی دلائل تو آرمینین اور انتہا پسند کیلونسٹ کی طرح اسے دو متوازی قوتوں میں سے ایک کو رد کرنا ہو گا لیکن وہ ایسا کر نہیں سکتا کیونکہ اس کا ایمان ہے کہ بائبل خدا کا کلام ہے جو روح القدس کے الہام سے دیا گیا ۔ وہ کامل طور پر خدا پر ایمان رکھتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ اس کا کلام ناقص نہیں ہو سکتا ۔ وہ خدا کا لا خطا کلام ہے ۔ یہ خدا کے الہام سے ہے وہ یہ جانتے ہوئے خدا پر ایمان رکھتا ہے کہ اس کا کلام ٹل نہیں سکتا ۔ وہ ایسی حاکمیت اور انسانی ذمہ داری جیسے بعید العقل تصور کو قبول کرتا ہے ۔ وہ دونوں میں تصفیہ نہیں کرسکتا لیکن چونکہ بائبل دونوں کے متعلق سکھاتی ہے اس لئے وہ دونوں کو قبول کرتا ہے ۔

2 ۔ ایک بھید

اس کے لئے یہ ایک بھید پریشانی کا سبب نہیں کہ وہ خدا کے متعلق سب کچھ نہیں جان سکتا ۔ آخر کار جس قدر آسمان زمین سے بلند ہے اسی قدر خدا کی راہیں آدمی کی راہوں سے بلند ہیں (یسعیاہ باب 55 آیت 9) اگر وہ سب کچھ سمجھ سکتا جیسے کہ برائی کا مسئلہ تو پھر اس کا دماغ خدا کے دماغ کے برابر بڑا ہوتا ۔ اس کو یاد ہے خدا کا سوال ایوب کے لئے جب ایوب اپنے تمام مصائب کو نہ سمجھ سکا اور خدا کی مہربانی پر شک کیا ۔ خدا نے ایوب سے پوچھا ،، تو کہاں تھا جب میں نے زمین کی بنیاد ڈالی ؟ تو دانشمند ہے تو بتا ،، ۔ اور پھر طنزیہ طور پر پوچھتا ہے ،، بے شک تو جانتا ہو گا ،، ایوب کو اس کا چھوٹا پن دکھانے کے لئے خدا پوچھتا ہے ،، کیا تو نے اپنی عمر میں کبھی صبح پر حکمرانی کی اور کیا تو نے فجر کو اس کی جگہ بتائی ۔ کیا تو سمندر کے سوتوں میں داخل ہوا ہے ۔ کیا موت کے پھاٹک تجھ پر ظاہر کردئے گئے ہیں یا تو نے موت کے سایہ کے پھاٹکوں کو دیکھ لیا ہے ؟ اگر تو یہ سب جانتا ہے تو بتا .... تو روشنی کے مسکن کا راستہ کہاں ہے ۔ رہی تاریکی ۔ سو اس کا مکان کہاں ہے ؟

،، تو جانتا ہے ،، طنزیہ طور پر خدا نے مزید کہا ،، کیونکہ تو اس وقت پیدا ہو چکا تھا اور تیرے دنوں کا شمار بڑا ہے ،، (ایوب باب 38) خدا کے سوال پوچھنے کا مطلب ایوب کو دکھانا تھا کہ وہ چھوٹا ہے یا کم تر اور خدا بے انتہا مہیب ہے ۔ اس لئے یہ کوئی حیران کن بات نہیں کہ ایوب کو تمام سوالوں کا جواب نہیں آتا ۔ آخر کار کچھ چیزیں ہیں جو صرف خدا جانتا ہے اور آدمی کبھی ان کی گہرائی ناپ نہیں سکتا کیونکہ خدا خاصیت اور پیمائش میں لامحدود ہے ۔

کیلونسٹ کا دستور العمل استثنا باب 29 آیت 29 ہے جہاں موسیٰ کہتا ہے ،، غائب کا مالک تو خداوند ہمارا خدا ہی ہے پر جو باتیں ظاہر کی گئی ہیں وہ ہمیشہ تک ہمارے اور ہماری اولاد کے لئے ہیں تاکہ ہم اس شریعت کی سب باتوں پر عمل کریں ،، کچھ مسئلے ہیں جو انسان کے لئے بہت گہرے ہیں ۔ وہ

ان کو سمجھ نہیں سکتا اور کبھی سمجھ نہیں سکے گا ۔ وہ فانی ہے اور خدا قائم بلذات ہے ان میں سے ایک بعید العقل مسئلہ خدا کی حاکمیت اور آدمی کی ذمہ داری کا ہے ۔ یہ پوشیدہ مسئلہ خداوند ہمارے خدا کے ہاتھ میں ہے اور ہمیں اسے وہاں ہی رہنے دینا چاہیے ۔

ہمیں خدا کی پوشیدہ مصلحت کی چھان بین نہیں کرنی چاہیے ۔ لیکن خدا کی کافی مرضی ہم پر ظاہر ہو چکی ہے

مثلاً ایمان لانے کا حکم ۔ اخلاقی قانون ۔ دس احکامات پہاڑی وعظ اور پاکیزہ ہونے کا طریقہ ۔ ان معاملات پر کوئی شبہ نہیں آدمی کو سیکھنے چاہئیں ۔ اپنے بچوں کو سکھائیں اور ان کی تابعداری کریں ۔

تو یہ ہے کیلونسٹ کی مذہبی حلیمی ۔ وہ اعتراف کرتا ہے کہ مجھے علم نہیں میں ہر بات کو سمجھنے سے قاصر ہوں لیکن چونکہ یہ بائبل میں لکھا ہے

میں اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ خدا سو فی صد مطلق العنان ہے پھر بھی میں ذمہ دار ہوں اور تمام باتیں جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو کرنے کی کوشش کرونگا ۔

3 اطلاق The Application

اس کا مطلب ہے کہ اگرچہ آدمی کلی بگاڑ کی حالت میں ہے اور ایمان لانے کی سکت نہیں رکھتا اور اگرچہ ایمان خدا کا تحفہ ہے جو روح القدس کے ناقابل مزاحمت فضل کے سبب پیدا ہوتا ہے پھر بھی ایمان لانا آدمی کا فرض ہے یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ خدا کے حکموں پر ایمان لانے اس کا مطلب ہے کہ اگرچہ خدا ہمیں اچھے کام کرنے کے لئے تیار کرتا ہے تو بھی یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم فضل کے ذرائع استعمال کریں اور انتظار نہ کرتے رہیں کہ خدا ہمیں دھکا دے کر جنبش دے ۔

اس کا مطلب ہے کہ گو خدا نے تمام چیزیں پیشتر سے مقرر کی ہیں تو بھی دعا کار گر ہے یہ جانتے ہوئے کہ راستباز کی دلسوز دعا کے اثر سے بہت کچھ

ہوتا ہے (یعقوب کا خط باب 5 : آیت 16) اس کا مطلب ہے کہ اگرچہ خدا نے سب کو نہیں چنا یا کہ مسیح سب کے لئے نہیں موا تو بھی ہمیں مسیح کے حکم کے تحت کہ تمام دنیا میں جاؤ اور تمام قوموں کو شاگرد بناؤ کو سرگرمی سے بجالانا چاہیے (متی باب 28 : آیت 19)

کیونکہ ہر دو عناصر یعنی خدا کی حاکمیت اور آدمی کی ذمہ داری کو یکجا کر کے پیش کرنے کا کلام کا نقشہ یہی ہے پولس نے انہیں کس اعلیٰ طریقہ سے اکٹھا کیا ہے ۔ یہ قابل ستائش ہے کہ پولس ان دونوں کو کیسے جوڑتا ہے مثال کے طور پر عظیم حوالہ ۔ انہیں چناؤ کے شروع میں اور بعد میں (رومیوں ابواب ۹ - ۱۱) پولس کے تصور میں انسانی ذمہ داری پائی جاتی ہے ۔ ابواب 16 اور 17 احکام سے بھرے پڑے ہیں جیسے کہ ” گناہ تمہارے فانی بدن میں بادشاہی نہ کرے “ اور ” اپنے اعضا ناراستی کے ہتھیار ہونے کے لئے گناہ کے حوالے نہ کیا کرو “

اور اگلی ہی آیت میں چناؤ کے حوالے کے بعد وہ شروع ہوتا ہے ” پس اے بھائیوں میں خدا کی رحمتیں یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہوں ۔ یہی تمہاری معقول عبادت ہے اور اس جہان کے ہم شکل نہ بنو بلکہ عقل نئی ہو جانے سے اپنی صورت بدلتے جاؤ “

(رومیوں باب 12 آیت 1) نوٹ کریں عمل کے لئے زور دار اپیل ” اس لئے “ ، فوراً پہلے لگائے ہوئے فاعل کی بنیاد ہے یعنی خدا کا اسرائیل کا چناؤ ۔ پولوس کی نظر میں چناؤ عمل کا آغاز کرنے کو ختم نہیں کرتا بلکہ عمل میں بنیاد مہیا کرتا ہے کلسیوں باب 3 آیت 12 میں آدمی کی حاکمیت اور آدمی کی ذمہ داری کا وہی امتزاج نظر آتا ہے ۔ پولس کلسیوں کے لوگوں کی ہمت افزائی کرتا ہے کہ درد مندی اور مہربانی اور فروتنی اور حلم اور تحمل کا لباس پہن لیں ۔ اس کی وجہ وہ بتاتا ہے کیونکہ وہ خدا کے برگزیدہ ہیں ۔ اس کے خیال میں چونکہ

وہ نیکی اور پاکیزگی کے لئے چن لئے گئے ہیں اس لئے ان کو اسی معیار کے مطابق جس کی ان سے توقع ہے زندگی گزارنی چاہیے ۔

1۔ تھسلنیکیوں باب 5 : آیات 9،8 میں وہ یہی دلیل استعمال کرتا ہے اور تھسلنیکوں پر زور دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ پر ضبط رکھیں وہ کیونکہ خدا نے ہمیں غضب کے لئے نہیں بلکہ اس لئے مقرر کیا کہ ہم اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے نجات حاصل کریں ۔ اور 2 تھسلنیکوں باب 2 آیت 15 میں وہ اپنے پڑھنے والوں کو نصیحت کرتا ہے کہ ثابت قدم رہو کیونکہ خدا نے تمہیں ابتدا ہی سے چن لیا تھا کہ نجات پاؤ (باب 2 آیات 12 ، 13) دوسرے الفاظ میں پولس کی نظر میں چناؤ عمل کی روح کو ختم کرنے کی بجائے اسے ابھارتا ہے ۔

3۔ عملی صورت

کسی تھیوری کا ہونا اچھا ہے لیکن یہ بھی فائدہ مند ہے کہ عمل بھی کریں ۔ کیا کیلون ازم نیک کاموں کی ترغیب کو ختم کر دیتا ہے ؟ اگر کوئی جان جائے کہ وہ برگزیدہ ہے تو کیا خدا کے لئے محنت سے کام کرنے کی اس کی خواہش ختم نہ ہو گی ؟

اس کا جواب دو زندگیوں سے مل سکتا ہے جنہوں نے خدا کی حاکمیت کو اپنے سارے دل جان اور عقل سے قبول کیا یعنی جان کیلون اور پولس رسول

(الف) کیلون کی طاقت اور جوش حد درجے کا تھا ۔ یہ تھا جو خدا کی حاکمیت پر اس حد تک ایمان رکھتا تھا کہ بعد کی پشتوں نے پیشتر سے مقرر کئے جانے کو اس کے نام سے منسوب کر دیا ۔ تو بھی اس کی زندگی اس کی طاقت اور کام کے جوش پر غور کریں ۔

سکل برگر اس کے جنیوا میں قیام کے بارے لکھتا ہے "وہ مستقل مزاج اور ثابت قدم مناد تھا ۔ سبت کی سروس کے علاوہ ہر دوسرے

ہفتے وہ ہر روز ہفتہ بھر عبادتیں کرتا دو ہزار سے زیادہ پیغام محفوظ ہیں ۔ عبادتوں کے علاوہ ہفتے کے دوران علم الٰہی پر تین پیغام دیتا تھا ۔ وہ بیماروں اور روحانی طور سے کمزوروں سے ملاقات کے لئے جاتا ۔ ہر جمعرات کو ایلڈروں کی کونسل کے ساتھ میٹنگ لیتا ۔ اور ہر جمعہ پادریوں اور مناداوں کی میٹنگ میں جہاں کلام پر تذکرہ ہوتا کوئی دن ایسا نہ ہوتا جب اجنبی لوگ اس سے صلاح مشورہ کے لئے نہ آتے ۔ راتیں سونے کی بجائے تصانیف کی نذر ہوتی تھیں ۔

سوانح عمری لکھنے والا ایک مخالف رومن کیتھولک لکھتا ہے "وہ یہ بعید الیقین ہے کہ کوئی آدمی ہر وقت جسم کی سخت بیماریوں میں مبتلا اتنی بوجھل اور تھکا دینے والی حقیقتوں کو کھول کر بیان کرے اس کے ہمعصر لوگوں نے اس کا موازنہ ایک کمان سے کیا جو ہر وقت تنی رہتی ہے اس نے نیند حرام کی تاکہ وہ وقت وہ کام کی نذر کرے یہاں تک کہ اپنی سیکرٹریوں کو تحریریں لکھوا لکھوا کر دق کر دیا تھا ۔ اس کا گھر ہر آدمی کے لئے کھلا تھا جو صلاح مشورہ چاہتا ہو اس کو ہمیشہ چرچ اور ملک کے تمام معاملات کی خبر غیر اہم تفصیلات تک دی جاتی تھی ۔ اگرچہ بیرونی دنیا کے ساتھ اس کا تعلق بہت کم تھا لیکن وہ تقریباً ہر شہری سے واقف تھا "

جب کسی کو اندازہ ہو جائے کہ کیلون کو بہت سی جسمانی بیماریاں تھیں تو یہ بہت مہیب اور بوجھل کام اور بھی بے پناہ بوجھل نظر آئے گا ۔

سکل برگر لکھتا ہے "وہ جوانی میں عبادت شب اور تنگیوں کی وجہ سے سر درد نے اس پر حملہ کیا اور سر کے ایک طرف جمع ہو گیا جس نے ساری عمر اس کا پیچھا نہ چھوڑا ۔ یہ درد اسکے جذبات کو انگیختہ کرنے میں اس حد تک معمول بن چکے تھے کہ بہت سی راتوں میں اس نے غیر انسانی اذیتیں برداشت کیں ۔

پھیپھڑوں کی بیماری کے سبب اس کی پسلیوں میں درد تھا اور جب وہ پلپٹ پر بہت زور سے بولتا تو خون اس کے منہ سے نکل پڑتا تھا ۔

پھیپھڑوں کی بیماری کے کئی حملوں کی وجہ سے وہ 51 سال کی عمر میں

تپدق کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ خون کی نسوں میں اسے ہمیشہ تکلیف رہنے لگی اندر پیپ پڑنے کی وجہ سے اس کا درد برداشت سے باہر ہو گیا جس کا علاج نہیں ہوتا تھا۔ باری والا بخار اس کی طاقت چوستا اور لگاتار کمزور کرتا اس وجہ سے وہ بہت کمزور ہو گیا۔ پیٹ کے مروڑ اور انتڑیوں کی شدید سوزش کے علاوہ پتے میں پتھر اور گردے میں پتھر اسے بہت تنگ کرتے تھے۔ آخر میں ان کے علاوہ جوڑوں کے درد کی بیماری۔ یہ کوئی مبالغہ آمیز نہیں اس نے ایک چٹھی میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا اگر میری حالت کی موت کے ساتھ لگاتار جنگ نہ ہوتی ......، یاد رکھیں کہ یہ قوت اور محنت شاقہ اس آدمی کے نہیں جس کا نام تمام تواریخ میں سب ناموں سے بڑھ کر پیشتر سے مقرر کیا جانا کے ساتھ منسلک ہے۔ اس کی زندگی اس دعوے کی تردید کرتی ہے کہ پیشتر سے مقرر کیا جانا، آدمی میں کام کرنے کے رجحان کو ختم کر دیتا ہے۔ کسی اور کا ذکر کرنا مشکل ہے اس نے اتنی محنت شاقہ سے کام کیا ہو جتنا کہ، پیشتر سے مقرر کیا جانا کے دعوی دار جان کیلون نے۔۔

مسیح خداوند پر حلیمی کے ساتھ بھروسہ اور پیشتر سے مقرر کیا جانا نہیں جو متضاد معلوم ہوتا ہے کیلون نے بڑی خوبصورتی سے اس کا نچوڑ اپنی وصیت میں پیش کیا جو اس نے مرنے سے تھوڑی دیر پہلے تحریر کروائی۔

"خدا کے نام میں۔ میں جان کیلون۔ جنیوا کی کلیسیا میں خدا کے کلام کا خدمت گذار۔ بہت سی جسمانی بیماریوں سے کمزور۔ خدا کا شکر کرتا ہوں۔

کہ اس نے نہ صرف اپنا فضل سے مجھے۔ اپنے حقیر بندہ کے گناہوں اور کمزوریوں کو گوارہ کیا۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اس نے مجھے اپنے فضل میں حصہ دار بنایا تاکہ اپنے کام کے ذریعے اس کی خدمت کروں .... میں اس ایمان میں جو اس نے مجھے دیا ہے جینے اور مرنے کا اقرار کرتا ہوں۔ کیونکہ میری کوئی اور امید اور پناہ گاہ نہیں سوائے پیشتر سے مقرر کیا جانا کے جو میری تمام نجات کی بنیاد ہے میں اس فضل کو جو اس نے خداوند یسوع مسیح میں

ہمیں عنایت کیا اس کو قبول کرتا ہوں اور میں اس کے مرنے اور دکھ اٹھانے کی خوبیوں کو جن کے ذریعے میرے گناہ مٹ گئے۔ میں عاجزی سے منت کرتا ہوں کہ میرا عظیم منجی مجھے اپنے خون سے دھونے اور صاف کرے جو میرے اور میرے جیسے دوسرے بیچارے گنہگاروں کے لئے بہاتا کہ میں جب اس کے سامنے حاضر ہوں تو اس کی مانند ہوں۔ اس کے علاوہ میں اعلان کرتا ہوں کہ میں نے اس کا کلام بغیر ملاوٹ پیش کرنے کی کوشش کی اور بڑی دیانت داری سے اس کے کلام کی تشریح کی اور جتنا فضل اس نے عنایت کیا اس کے مطابق کھولا اور تمام مباحثے جو میں نے کلام کی سچائی کے دشمنوں کے خلاف کئے میں حکمت یا غلط استدلال کو کام میں نہیں لایا۔ لیکن اس کے مقصد کے لئے دیانت داری سے جنگ کی۔ لیکن کاش میرا جوش اور میری مرضی اتنے ٹھنڈے اور کاہل نہ ہوتے میں ہر صورت میں اپنے آپ کو مجرم پاتا ہوں۔ اس کی بے حد مہربانی کے بغیر میری پر جوش کاوشیں دھوئیں کی مانند ہوتیں۔ فضل جو اس نے دیا وہ مجھے اور زیادہ مجرم ٹھہرائیگا۔ پس میرا بھروسہ صرف اسی پر ہے وہ رحیم باپ ہے جو اپنے آپ کو میرے جیسے بڑے گنہگار پر ظاہر کرنا چاہتا ہے۔

"باقی میری خواہش یہ ہے کہ میری موت کے بعد میرا جسم دستور کے مطابق قیامت کے دن زندہ ہونے کی برکت کی امید میں دفن کیا جائے"

اے خداوند بخش دے کہ ہم سب کا ایسا ہی سادہ ایمان ہمارے واحد نجات دہندہ خداوند یسوع پر ہو۔

(ب) پولس۔

لیکن مسیحی تاریخ میں صرف اسی دیو ہیکل شخصیت پر ہی رک نہ جائیں۔ کیلون کی سوچ کے منبع یعنی روح سے معمور پولس کی طرف رجوع ہوں۔ یہ وہی ہے جس نے لکھا جن کو اس نے پہلے سے جانا ان کو پہلے سے مقرر بھی کیا اور جن کو اس نے پہلے سے جانا ان کو پہلے سے مقرر بھی کیا اور جن کو اس نے پہلے

سے مقرر کیا ان کو بلایا بھی ۔ اور جن کو بلایا راستباز بھی ٹھہرایا اور جن کو راستباز ٹھہرایا ان کو جلال بھی بخشا ،،

یہ پولس تھا جس نے کہا ‘‘ پس یہ نہ ارادہ کرنے والے پر منحصر ہے نہ دوڑ دھوپ کرنے والے پر بلکہ رحم کرنے والے خدا پر ،، اور اس نے خدا کا حوالہ دیا کہ خدا کہتا ہے ‘‘ میں نے یعقوب سے تو محبت کی مگر عیسو سے نفرت ‘‘ جس پر رحم کرنا منظور ہے اس پر رحم کرونگا اور جس کو سخت کرنا منظور اس کو سخت کروں گا ،،

‘‘ نہیں ۔ اے انسان بھلا تو کون ہے جو خدا کے سامنے جواب دیتا ہے ،، ؟

کیا بنی ہوئی چیز بنانے والے سے کہہ سکتی ہے کہ تو نے مجھے کیوں ایسا بنایا ؟ ‘‘ کیا کمہار کو مٹی پر اختیار نہیں ،، ؟ یہ پولس ہی تھا جس نے ان کے متعلق جو مسیح میں بنائی عالم سے پیشتر چن لئے گئے کہ پاک اور بے عیب ہوں اور پیشتر سے مقرر کئے جانے کے سبب لے پالک ہوں ۔

اس کے باوجود کون دیانتداروں سے ایک لمحہ کے لئے دعوے سے کہہ سکتا ہے کہ سب سے بڑے پیشتر سے مقرر کیا جانا کے دعوی دار خداوند کے لئے ولولہ نہیں رکھتا تھا ؟ کیا پولس نے چلا کر نہیں کہا ‘‘ کیونکہ میرے لئے ضروری بات ہے بلکہ مجھ پر افسوس ہے اگر خوشخبری نہ سناؤں ،، حقیقت میں یہ وہی علم نہ تھا جو پولس کو رویا میں ہوا کہ کرنتھس میں خداوند نے بہت لوگ رکھے ہیں یہ ایک محرک جو اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ اس شہر میں ڈیڑھ سال رہ کر جانفشانی اور محنت شاقہ سے کام کرے تاکہ وہ لوگ جن کو خدا نے واہس دکھا تھا خدا کا کلام نہیں اور نجات حاصل کریں ۔ کیا پولوس کے لگاتار بیانات سے کہ اس نے نئی کلیسیوں کے لئے بلاناغہ دن رات دعا کی ۔ کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چناؤ کے سبب اس کے جذبات پژمردہ ہو گئے تھے ؟

کیا افسس میں آنسوؤں کے ساتھ اس کی ۳ سالہ خدمت اس بات کا اظہار نہیں کہ اس کو خداوند کے لئے جتنا کرنا چاہئیے نہیں کرپایا ؟

کیا یہ پولس ہی نہیں تھا ۔ جس نے کہا کہ الہی زندگی کی کچھ قدر نہیں سمجھتا جب تک وہ اپنے خدا کے فضل کی گواہی نہ دے ؟ کیا آپ ایک شخص کے لئے ایسا سوچیں گے ؟ جس کو تین دفعہ کوڑے مارے گئے ، ایک دفعہ پتھراؤ ہوا ، تین دفعہ جہاز تباہ ہو گیا ، جس نے ۲۴ گھنٹے گہرے سمندر میں گذارے ، جو اکثر دریاؤں کے خطروں ، ڈاکوؤں کے خطروں ، اپنے ہم وطنوں کے خطروں غیر اقوام کے خطروں ، شہر کے خطروں ، بیابان کے خطروں ، سمندر کے خطروں ، محنت اور شدید زحمت میں ، سردی اور ننگا پن میں سفر کرتا رہا ؟

کیا یہ بے حس ، بغیر امنگ ، بغیر جرات بجھا ہوا جذبہ ہے جو جوش ، ولولہ کے اقدام کے بغیر ہے ؟

سب کو معلوم ہے کہ بائبل مقدس اور کلیسیائی تواریخ اس الزام کی تصدیق نہیں کرتیں کہ کیلون ازم ایک مردہ یا بے حس کر دینے والا تصور ہے اور اس کو پوشیدہ رکھا جانا چاہئیے اور اس کا تذکرہ نہیں ہونا چاہئیے اگر اس پر خیال کرنا ہو تو جب کوئی پاس نہ ہو تو کرنا چاہئیے ۔

پس خدا کی حاکمیت کی عظیم سچائیوں سے خوف زدہ ہونے کی بجائے ۔ آؤ ہم تہ دل سے خدا کی شکرگذاری کریں اس کے پیشتر سے مقرر کرنے والے پیار کے لئے ۔ جو وہ ہر شخص کی انتہا درجے کی سرکشی اور خدا کے خلاف نفرت کے باوجود کچھ کو بچانے کا مصمم ارادہ کئے ہوئے ہے کہ ان کو آخر تک بچانے آؤ ہم خدا کا شکر کریں اپنے ایمان کے لئے جو اس کی طرف سے ہمیں اس غیر معمولی قوت کے سبب دیا گیا ۔ کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ ہم اپنی فطرت میں اس حد تک بگاڑ کی حالت میں ہیں کہ اگر خدا اپنی جیتنے والی غیر معمولی قدرت سے کام نہ کرتا تو ہم کبھی بھی ایمان نہ لاتے ۔ اس کے علاوہ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ مسیح کسی بے تاثیر اور کمزور طریقے سے تمام آدمیوں کے لئے نہیں مواکہ کسی کی نجات یقینی نہ ہوتی اور اس کی عمل پذیری کلی بگاڑ والوں پر چھوڑ دی جاتی ۔ لیکن خدا کا شکر ہو کہ مسیح کی موت کامل تصدیق ہے کہ ہر ایک

برگزیدہ نجات حاصل کریگا۔

جب ایک دفعہ بچ گئے تو آئیں خدا کا شکر کریں ہمیں اس خوف سے دہشت زدہ ہونے کی ضرورت نہیں کہ شاید کل ہم ایمان سے منحرف ہو کر ہمیشہ کی ہلاکت میں پڑجائیں گے بلکہ اس کے برعکس ایک دفعہ بچ گئے تو ہمیشہ کے لئے بچ گئے۔ دوسرے لفظوں میں وہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے خدا اور باپ کی حمد ہو جس نے ہم کو مسیح میں آسمانی مقاموں پر ہر طرح کی روحانی برکت بخشی۔ چنانچہ اس نے ہمیں بنائے عالم سے پیشتر اس میں چن لیا تاکہ ہم اس کے نزدیک محبت میں پاک اور بے عیب ہوں۔ اور اس نے اپنی مرضی کے نیک ارادہ کے موافق ہمیں اپنے لئے پیشتر سے مقرر کیا کہ یسوع مسیح کے وسیلے سے اس کے لے پالک بیٹے ہوں۔ تاکہ اس کے اس فضل کے جلال کی ستائش ہو جو ہمیں اس عزیز میں مفت بخشا،، (افسیوں باب ا آیات ۳-۶)

اور آخر میں یہ نہ بھولیں کہ وہ اپنے بلاوے اور برگزیدگی کو ثابت کرنے کی زیادہ کوشش کرو،،۔

یہ ممکن ہے کہ پیشتر سے مقرر کیا جانا کے متعلق آپ کو علم ہو اور اس کے باوجود جہنم میں پڑیں یہ سب اس لئے ہے کہ تم نے صدق دل اور توبہ کی روح سے مسیح کے پاس جاکر اس سے درخواست نہیں کی کہ وہ تمہیں تمہارے گناہوں سے بچائے پس خدا کے نام میں میں تمہیں حکم دیتا اور دعوت دیتا ہوں کہ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لاؤ۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے۔

لیکن اگر آپ ایمان رکھتے ہیں تو خدا کا شکر کریں کہ اس نے آپ میں ایمان لانے کی چاہت پیدا کی۔ Soli deo gratia خداوند کا ہی شکر ہو۔

گفتگو کے لئے سوالات

۱۔ (cannon of dort) کینن آف ڈارٹ کے نتائج پڑھ کر دو

خیالات جو آپ کو نئے لگے ان پر بحث کریں۔

۲۔ (Cnonns of dort) کینز آف ڈارٹ اپنے نتائج میں مندرجہ ذیل کی نفی کرتے ہیں۔

(الف) کہ خدا دو گناہ کا موجد ہے،،

(ب) اسی طرح جس میں چناؤ سرچشمہ اور سبب ہے ایمان اور نیکی کے کاموں کا، خدا کا رد کرنا وجہ ہے بے ایمانی اور ناپاکیزگی کی۔

ان دونوں بیانات پر بحث کریں۔

۳۔ کیا ہر چیز خدا کی طرف سے پیشتر سے مقرر کی گئی ہے؟ اپنے پوائنٹ کو بائبل سے ثابت کریں۔

۴۔ اگر گناہ خدا کی طرف سے پہلے سے مقرر نہیں کیا گیا۔ تو انسانی عمل اور تاریخی واقعات جو مقرر کئے گئے ان کے نام لکھیں۔

۵۔ اپنی بائبل میں سے مندرجہ ذیل حوالہ جات سے بیان کریں کہ وہ گناہ کے پہلے سے مقرر کئے جانے کے متعلق کیا سکھاتے ہیں۔

(الف) پیدائش باب ۴۵: ۵-۸ آیات،

(ب) پیدائش باب ۵۰: ۲۰ آیت،

(ج) اعمال باب ۲: ۲۳ آیت

(د) اعمال باب ۴: ۲۸ آیت

۶۔ اس طرح بائبل کی مندرجہ ذیل آیات سے بیان کریں کہ وہ خدا کی

گناہ کی پیشتر تقرری کے متعلق کیا سکھاتی ہیں ؟

(الف) یشوع باب ۱۱: ۲۰ آیت

(ب) 1 سیموئیل باب ۱۶: ۲۳ آیت

(ج) ۲۔ سیموئیل باب ۱۲: یات ۱۱

(د) ۱۱ سیموئیل باب ۱۶: آیت ۲۳

(و) سلاطین باب ۲۲: ۲۰ ۔ ۲۳ آیات ، ایف ایوب باب ۱ : ۲۱ ، جی یعسیا باب ۱۰: ۵ آیت

(و) تھسلنیکیوں باب ۲: ۱۱ آیت

(ز) مکاشفہ باب ۱۷: ۱۷ آیت

۷۔ مندرجہ ذیل آیات جو خدا کی پاکیزگی کے متعلق سیکھاتی ہیں مطالعہ کریں

(الف) زبور باب ۵: ۴ ۔ ۶ آیت

(ب) یعسیا باب ۶: آیت ۳ ،

(ج) رومیوں باب ۹: ۱۴ آیت

(د) پطرس باب ۱: ۱۶ آیت

(ح) مکاشفہ باب ۱۵: ۴ آیت ان کا تصفیہ بائبل کی یہ آیات جو سوال ۵ ، ۶ میں ہیں کیسے کریں گی ۔

۸۔ پاک اور قادر خدا ۔ آدم کا گرنے ۔ گناہ اور جہنم کو کیسے متعین کر سکتا ہے ۔ ؟

۹۔ کیا بائبل کی رو سے یہ کہنا درست ہے کہ وہ نجات کا انحصار تم پر ہے ۔ ؟

۱۰۔ پولس کے سفر میں جہاز کے تباہ ہونے کی کہانی میں خدا کی حاکمیت اور آدمی کی ذمہ داری کیسے ظاہر ہوتی ہے (اعمال باب ۲۷: ۲۲ ۔ ۲۵ ۳۱ آیات)

۱۱۔ آرمینین عقلی منطق بائبل پر کیسے لاگو کرتے ہیں ؟

۱۲۔ انتہا پسند کیلونسٹ کیسے کرتا ہے ؟

۱۳۔ کیلونسٹ کا ان دو انتہائی پوزیشنوں میں کیا نقط نظر ہے ؟

۱۴۔ کیا "پیشتر سے مقرر کئے ہوئے چور" کو مجرم ٹھہرایا جا سکتا ہے ؟

۱۵۔ یہ فیصلہ کرتے وقت کہ کیلون ازم کے پانچوں نکات درست ہیں یا غلط تو اس میں آخری اختیار کیا ہونا چاہئے ؟ کیوں ؟

۱۶۔ استثنا باب ۲۹: ۲۹ آیت سے اسے تفصیل سے بیان کریں ۔ ؟

۱۷۔ بائبل میں ان حوالہ جات کو پڑھکر بحث کریں جو خدا کے متعلق بتاتے ہیں کہ خدا آدمی کی عقل سے بالاتر ہے ۔ جیسے کہ یسعیاہ باب ۵۵ : ۸ ۔ ۹ آیات ایوب باب ۳۸ اور رومیوں باب ۱۱: ۳۳ ۔ ۳۶ اور حوالہ جات کونسے ہیں ؟

۱۸۔ کیا آپ جتنا کچھ خدا جانتا ہے اتنا جان کر اس کی مانند ہونا چاہتے ہیں ؟ دیانتداری سے بتائیں کیوں ؟

۱۹۔ کلسیوں باب ۳: ۱۲ الہی حاکمیت کا انسانی ذمہ داری سے کیسا امتزاج ہے ؟

۲۰۔ ۱۔ تھسلنیکیوں باب ۵ : ۸ ۔ ۹ آیات میں کیا تعلیم ہے ؟

۲۱۔ اور ۱۔ تھسلنیکیوں باب ۲: ۱۳ ، ۱۵ آیات میں کیا لکھا ہے ؟

۲۲۔ کئی دفعہ یہ کہا جاتا ہے کہ خدا کے پیشتر سے سب چیزوں کے مقرر کئے جانے ، کے سبب کام میں آدمی کی پیش قدمی ختم ہو جاتی ہے کیلون اور پولس کی زندگیوں سے اس کی نفی کریں ؟

۲۳۔ کیلون ازم کے پانچ نکات میں سے آخری چار میں آپ کو اتنا اطمینان اور خوشنودی کیوں ہوتی ہے ایک ایک کر کے ان پر بحث کریں ۔

۲۴۔ بیلجک اقرارا لا یمان کا کونسا آرٹیکل مندرجہ ذیل پر روشنی ڈالتا ہے

(الف) خدا کے منصوبہ میں گناہ کا مقام

(ب) کیا خدا گناہ کا موجد ہے ؟

(ج) ۔ خدا کے ناقابل فہم طریقوں کے متعلق درست رویہ خدا کے پیشتر سے مقرر کئے جانے پر اطمینان نجات سے رد کئے جانے پر بارہ دعوے ۔

تعریف:

نجات سے رد کیا جانا ۔ خدا کا ابدی ۔ مطلق العنان ۔ غیر مشروط ۔ غیر متغیر، دانشمندانہ اور پوشیدہ فرمان ہے جس کے ذریعے کچھ کا ہمیشہ کی زندگی کیلئے چناؤ اور دوسروں کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور ان کو ان کے گناہوں میں منصفانہ طور پر مجرم بھی ٹھہراتا ہے یہ سب کچھ وہ اپنے ہی جلال کے لئے کرتا ہے ۔

7

twelve theses on reprobation

بارہ دعوے

۱۔ بائبل خدا کا لا خطا اور غلطیوں سے پاک کلام ہے جو تمام تعلیم بمع نجات سے رد کیا جانے کا واحد مصنف ہے ۔

۲۔ خدا پاک ہے ۔ وہ گناہ کا قطعی طور پر مخالف ہے اور گناہ سے نفرت رکھتا ہے ۔

۳۔ اگرچہ گناہ اور بے ایمانی خدا کے دئیے ہوئے احکام کے برعکس ہیں (اس کی حاکمانہ مرضی) خدا نے ان کو اپنی مطلق العنان حاکمیت میں شامل کیا ہوا ہے (ان کو تعینات کیا ان کے وقوع پذیر ہونے کو یقینی بنایا ہے)

۴۔ تاریخی طور پر الہیات کے ماہرین میں سے بہتوں نے ۔ گو سب نے نہیں ۔ نجات سے رد کئے جانے کو دو حصوں پر مشتمل بیان کیا

فروگذاشت Pretrition اور سزا کا حکم Condemnation (وجہ سزا)

۵- فروگذاشت کے لحاظ سے نجات سے رد کیا جانا غیر مشروط ہے لیکن وجہ سزا مشروط ہے۔

۶- فروگذاشت چناؤ کے برعکس ہے۔

۷- خدا گناہ اور بے ایمانی اور بے اعتقادی کو اس طریقے سے بروئے کار نہیں لاتا جس طرح وہ ایمان اور نیک اعمال کو بروئے کار لاتا ہے۔

۸- نجات سے رد کئے جانے کی تعلیم پر عام طور سے اعتراضات بجائے خدا کے کلام کے آگے فروتنی سے جھک جانے کے علمی منطق سے لگائے جاتے ہیں۔

۹- یہ سوچنا غلط ہو گا کہ کوئی چاہے کہ بائبل نجات سے رد کئے جانے پر الٰہیات کا باقاعدہ موضوع پیش کرے۔

۱۰- کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ نجات سے رد کیا ہوا ہے لیکن وہ یہ جان سکتا ہے کہ وہ برگزیدہ ہے۔

۱۱- نجات سے رد کئے جانے پر تعلیم دینی چاہئے۔

۱۲- بے خبری بھی حکمت ہے

دعویٰ - ۱

بائبل خدا کا لا خطا اور غلطیوں سے پاک کلام ہے اور تمام تعلیم بمع نجات سے رد کئے جانے کی تعلیم کا واحد مصنف ہے نجات سے رد کئے جانے کا تعلق الٰہی بھیدوں سے ہے جن کی گہرائیوں کی پیمائش ممکن نہیں شروع ہی سے ایک مسیحی کو فیصلہ کرنا ہو گا کہ نجات سے رد کئے جانے کے متعلق سوالات کے جوابات میں فیصلہ کن چیز کونسی ہو گی اس کا محدود اور گناہ

آلودہ ذہن یا خدا کا لا خطا کلام جو سب حصوں میں اور سب تفصیلات میں سچا اور برحق ہے۔ اس کا شروع میں ہی تصفیہ کر لینا چاہئے کیونکہ بعض اوقات بائبل دماغ کو چکرا دینے والی سچائیاں پیش کرتی ہے۔

دعویٰ - ۲

خدا پاک ہے اور وہ گناہ کا قطعی مخالف ہے اور برائی سے نفرت کرتا ہے۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات اس کی تائید کرتے ہیں۔

(الف) واضح اعلانات کہ خدا پاک ہے۔

احبار باب ۱۱ آیت ۴۴، ۴۵، باب ۱۹: آیت ۲، باب ۲۰: ۲۶ آیت ۱- پطرس باب ۱: ۱۶ آیت "پاک ہوں"، اس لئے کہ میں پاک ہوں یشوع باب ۲۴: ۱۹ آیت "وہ پاک خدا ہے"، ۱- سیموئیل باب ۲: ۲ آیت "خداوند کی مانند کوئی قدوس نہیں"، زبور باب ۹۹: ۵ آیت "تم خداوند ہمارے خدا کی تمجید کرو ...... وہ قدوس ہے"، یسعیاہ باب ۶: ۳ آیت "قدوس، قدوس، قدوس رب الافواج ہے"، یوحنا باب 17 : آیت 11 "اے قدوس باپ"

(ب) خدا پاکیزگی کا حکم دیتا ہے اور اس طرح اپنی حقیقی فطرت ظاہر کرتا ہے

۱- خدا نے دس حکم دیئے۔

۲- نبیوں نے بار بار پاکیزگی پر زور دیا۔

۳- مسیح خداوند نے پاکیزگی کا حکم دیا۔

۴- عہد نامے کے مصنفوں نے پاکیزگی پر زور دیا۔

(ج) خدا گناہ کی سزا دیتا ہے۔ پرانے اور نئے عہدنامے میں خدا نے لوگوں کو ان کے گناہ کی سزا دی۔ آدمی میں پاکیزگی کے فقدان کی وجہ سے جہنم قائم ہے۔

(د) خدا پاکیزگی کے لئے اجر دیتا ہے ۔ لوقا باب ۶: ۳۵ آیت وو مگر تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو...... تو تمہارا اجر بڑا ہوگا ،، ۱ ۔ کرنتھیوں باب ۳: ۸ آیت وو ہر ایک اپنا اجر اپنی محنت کے موافق پائیگا ،،

(ج) خدا نے مسیح خداوند کو لوگوں کے گناہوں کے بدلے سزا دی ۔ اس کا سبب یہ تھا کہ خدا پاک ہے ۔ اگر لوگوں کو بہشت میں جانا ہے تو خدا گناہ کو سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑ سکتا تھا ۔ اس لئے اس نے مسیح خداوند کو سزا دی تاکہ اپنے برگزیدہ کو اس طرح پاک بنائے ۔

دعویٰ ۳ ۔

اگرچہ گناہ اور بے ایمانی ان احکام کے برعکس ہیں جو خدا نے دیئے (اس کی حاکمانہ مرضی) خدا نے ان کو اپنے مطلق العنان فرمان میں شامل کیا (مقرر کیا کہ وہ یقینی طور پر وقوع پذیر ہوں)

مزید مطالعہ میں جانے سے پہلے ہمیں دعویٰ ۱ کے متعلق قطعی طور پر یقین ہونا چاہیئے ۔ کیونکہ دعویٰ نمبر ۳ مسئلے کی تہ تک جاتا ہے ۔ ۔ بہت سے مسیحی جن کے پاس مسئلے کی گہرائی پر غور سے سوچنے کے لئے وقت نہیں تھا اور اگر کئی لوگوں کے پاس وقت تھا بھی ۔ تو وہ اس سوچ کو برداشت نہیں کر پائے کہ خدا نے گناہ کو مقرر کیا ۔ ان کو یہ نظریہ بکواس معلوم ہوتا ہے ۔ خاص طور پر دعویٰ ۲ کے بعد خدا پاک ہے اور گناہ کا مخالف ہے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ پاک خدا جو گناہ سے نفرت کرتا ہے نہ صرف ضبط و تحمل سے اسے ہونے دیتا ہے بلکہ یقینی اور مؤثر فرمان کے ذریعے اس گناہ کے وقوع پذیر ہونے کو یقینی بناتا ہے ۔ ۔ یہ درست معلوم نہیں ہوتا ۔ پس وہ کلام کا بغور مطالعہ کئے بغیر دعویٰ ۳ کو اس بنا پر کہ یہ دعویٰ ۲ کے برعکس ہے رد کر دیتے ہیں نجات سے رد کئے جانے کی سچائی میں ان کی اپنی منطق نہ کہ خدا کا کلام واحد منصف ہوا ۔ اس لئے یہ نہایت اہم ہے کہ دعویٰ ۱ میں ایمان کو یقینی بنایا جائے ۔

ہمارا لا محدود خدا ہمارے سامنے بوکھلا دینے والی سچائیاں پیش کرتا ہے ایسی سچائیاں کہ ہمارے گناہ آلودہ اور محدود ذہن اس کے خلاف بغاوت پر اتر آتے ہیں ۔ اس سے پہلے کہ بائبل سے ثبوت پیش کئے جائیں اس بات کے لئے کہ گناہ بھی خدا کی حاکمانہ مرضی اور مطلق العنان حاکمیت کے دائرہ سے خارج نہیں ۔ اس بات کو خاص طور پر نوٹ کریں جس کا یہاں دعویٰ کیا گیا ہے ۔

سب چیزیں جو تمام دنیا میں کسی وقت یا سب تواریخ میں وقوع پذیر ہوتی ہیں خواہ وہ بے رگ و ریشہ مادہ ہو یعنی نباتات ، حیوانات ، آدمی یا فرشتگان (اچھے اور گناہ آلودہ دونوں) وقوع پذیر ہوتے ہیں کیونکہ خدا نے انہیں ہونے کے لئے مقرر کر دیا یہاں تک کہ گناہ کو بھی ۔۔ ابلیس کا آسمان سے گرنا ۔ آدم کا گرنا ، ہر شیطانی خیال سب تواریخ میں الفاظ اور عمل بمع سب سے رذیل گناہ یعنی یہودا کا مسیح کو دھوکا دینا بھی ہمارے پاک خدا کے ابدی فرمان میں شامل ہیں ۔ اگر گناہ خدا کے دائرہ فرمان سے باہر ہوتا تو پھر اس فرمان میں بہت تھوڑی سی چیزیں شامل ہوتیں ۔ تمام بڑی حکومتیں خدا کے ابدی اور فیصلہ کن فرمان سے خارج ہوتیں کیونکہ وہ ثالوث خدا کے جلال کے لئے نہیں بلکہ لالچ ۔ نفرت اور ذاتی مفاد پر مبنی تھیں ۔ بے شک ان حاکموں نے دینوی تاریخ اور بے شمار زندگیوں کو متاثر کیا اور انہوں نے اپنی بادشاہتوں کو خدا کے جلال کے لئے وسعت نہیں دی مثلاً فرعون ۔ بنوکدنضر ۔ سائرس ۔ سکندر اعظم چنگیز خان ۔ سیزر نیرو ۔ چارلس پنجم ۔ ہنری ہشتم ۔ نپولین بسمارک ۔ ہٹلر ۔ سٹالن اور ہیرو ہیٹو وغیرہ اگر گناہ خدا کے پیشتر سے مقرر کئے جانے کے دائرے میں نہ ہوتا تو نہ صرف یہ وسیع مملکتیں اور ان میں کے واقعات خدا کے منصوبہ سے باہر ہوتے بلکہ تمام روز مرہ کے غیر اقوام کے چھوٹے چھوٹے واقعات بھی خدا کی قدرت سے باہر ہوتے کیونکہ جو کچھ مسیحیوں کے خدا کے جلال کے لئے نہیں کیا جاتا اور مسیح پر ایمان رکھے بغیر کیا جاتا ہے وہ گناہ ہے ہسپتال کے لئے ایک ملین ڈالر دینا یقیناً لوگوں کو قتل کرنے سے بہتر ہے

لیکن اگر یہ مناسب نیت سے خدا کے جلال کے لئے نہیں دیا جاتا تو اس کی جڑیں بھی گناہ میں ہیں باوجود نئی پیدائش اور مسیح کا زندگی میں سکونت کے مسیحیوں کے اعمال کامل نہیں۔ گناہ ابھی تک ان کے ساتھ چمٹا رہتا ہے۔ جب تک وہ آسمان پر نہ جائیں کاملیت حاصل نہیں کر سکتا۔ مثال کے طور پر وہ خدا سے اپنے سارے دل عقل اور روح سے پیار نہیں کرتا اور نہ ہی حقیقت میں اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھتا ہے۔۔ یہاں تک کہ اس کے نہائت عمدہ کاموں میں گناہ کی آمیزش ہوتی ہے۔

یہ سچ ہے کہ خدا بے ایمان کے گناہ کو حد کے اندر رکھ کر اچھے کاموں کے لئے اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور روح القدس مسیحی کو اچھے کام کے قابل بناتا ہے اگر گناہ خدا کے فرمان سے باہر ہوتا تو اعمال کا بہت بڑا تناسب۔ ادنی اور اہم کام خدا کے منصوبہ سے خارج رہ جاتے تو پھر خدا کی قدرت قدرتی قوتوں تک محدود ہو جاتی جیسے کہ خلاؤں کی گردش اور کشش ارض کے قانون، اس طرح تاریخ کا بہت بڑا حصہ اس کے دائرہ اختیار سے باہر ہوتا۔

افواج فتوحات کرتی ہیں۔ حاکم قتل ہوتے ہیں۔ حکومتیں گرتی اور ابھرتی ہیں اگر گناہ اس کے دائرہ فرمان سے باہر ہوتا تو اس میں خدا کچھ بھی کرنے سے قاصر ہوتا۔ مسلمانوں کا غیر معمولی تسلط افریقہ اور مشرق وسطیٰ میں ہے اور تمام ہسٹری کو متاثر کرتے ہیں۔ اگر گناہ خدا کے پلان سے باہر ہے تو یہ خدا کی مرضی کے مطابق نہیں ہے۔

Augustine کی اصطلاح (Permissio Efficax) استعمال کرتے ہوئے گناہ خدا کی مؤثر اجازت سے وقوع میں آتا ہے۔ Augustine اس بات کی طرف اشارہ نہیں کرنا چاہتا تھا کہ خدا گناہ کا موجد ہے۔ اس لئے اس نے کہا کہ خدا نے گناہ کے ہونے کی اجازت دی اس اصطلاح کے استعمال سے وہ گویا خدا کو پھندے سے نکالنا چاہتا تھا۔ وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ گناہ خدا کے حکموں کی خلاف ورزی ہے (اس کی حاکمانہ مرضی) تو بھی اس نے یہ

محسوس کیا کہ صرف یہ کہنا کہ خدا گناہ ہونے دیتا ہے خدا کی مطلق العنان حاکمیت کے برعکس ہے اور خدا کو منظر سے ہٹا دینے کے مترادف ہے تاکہ تاریخ کے کھیل کے میدان میں واقعات کیا شکل اختیار کرتے ہیں۔ پس Augustine نے کہا کہ اجازت مؤثر ہے اس باب کے دوسرے اور تیسرے دعوے کو تفصیل سے بیان کرنے کا اس کا یہ طریقہ تھا کہ۔ خدا گناہ ہونے دیتا ہے اس لئے آدمی اس کا ذمہ دار ہے نہ کہ خدا گناہ نہ صرف خدا کے علم سابقہ میں ہے۔ خدا نے اسے پیشتر سے مقرر بھی کیا۔ درحقیقت چونکہ خدا نے پیشتر سے گناہ کو مقرر کیا اسے پیشتر سے اس کا علم بھی تھا۔ کیلون اس پوائنٹ پر زیادہ واضح ہے ‹‹وہ آدمی کا ارادہ شیطانی مرضی کے تابع ہے لیکن خدا کا ارادہ نیک مرضی سے ہوتا ہے،، شیطانی وہ جو کہ بذات خود خدا کی مرضی کے خلاف ہے، خدا کی مرضی کے بغیر نہیں کیا جاتا، کیونکہ خدا کی مرضی کے بغیر یہ کبھی ہو نہیں سکتا تھا،، کلام کے ان تمام حوالہ جات کو ..... خدا کی طرف سے محض ہونے دینا کی اجازت کی نذر کر دینا ایک بے نتیجہ ٹالنے کی ترکیب اور ایک عظیم سچائی سے فرار کی ناکام کوشش ہے،،

کیلون نے اگسٹین کا ایک اقتباس اس کی منظوری سے پیش کیا وہ ایک عجیب اور ناقابل بیان طریقے سے، جو اس کی مرضی کے خلاف ہی گیا، اس کی مرضی کے بغیر نہیں کیا گیا کیونکہ یہ کیا نہیں جا سکتا تھا اگر اس نے اس کے کئے جانے کی اجازت نہ دی ہوتی بلکہ اپنی مرضی کے بغیر یہ اجازت نہ دی، خدا اپنی مرضی سے گناہ کی اجازت دیتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ خدا گناہ سے نفرت کرتا اور اس کی خواہش نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ خلوص سے سب کی نجات کی خواہش کرتا ہے وہ کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ چاہتا ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے،، (۲۔ پطرس باب ۳: ۹ آیت) اس لحاظ سے وہ نہ چاہتے ہوئے بھی گناہ کی اجازت دیتا ہے۔ یہ اس کی پاکیزہ فطرت اور الہی مرضی کے خلاف ہے۔ اس کے برعکس خدا اپنی مرضی سے گناہ کی اجازت دیتا ہے جس

میں یہ اس کے فرمان کے مطابق اور اس کی قادر مرضی کے باہر نہیں۔

خدا کا مؤثر طور سے گناہ کی اجازت کا بیان نمایاں طور پر ہمارے سمجھنے میں شاید مدد نہ کرسکے۔ یہ ایک ادنی سی کوشش ہوگی یہ بیان کرنے میں کہ بائبل کیا فرماتی ہے فیصلہ کن تجزیہ یہ ہے (کہ ہم حقیقی طور پر نہیں سمجھ سکتے) جب ہمارا واسطہ ان گہرے الہی بھیدوں سے پڑتا ہے تو ہم حقیقی طور پر انہیں سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ جو کچھ ہم کرسکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم توتے کی طرح بے سمجھے بوجھے بائبل کو رٹ سکتے ہیں۔

خدا کی پاکیزگی کے متعلق ہم نے پہلے ہی بائبل کو توتے کی طرح بے سمجھے بوجھے رٹا ہے (دعویٰ ۲)

اب جو کچھ ہم کرسکتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ تعین کرنے کے لئے کہ گناہ الہی فرمان سے خارج نہیں بلکہ پاک۔ پیارے اور حکمت بھرے خدا نے پیشتر سے اسے مقرر کیا ہم دونوں دعوؤں کا تصفیہ نہ کرسکیں لیکن یہ بہت اہم ہے کہ ان کو بیان کیا جائے اور بائبل کی مستند باتیں بتائی جائیں۔ کچھ بائبل کے ثبوت پیش خدمت ہیں (ان سے زیادہ ثبوت باب کے آخر میں نتیجہ میں دئے گئے ہیں)

تمام ثبوتوں کا مطالعہ کرنا ضروری نہیں۔ مطالعہ کنندہ حوالہ جات پر پڑھ سکتا ہے کہ بائبل کیا کہتی ہے۔ لیکن بہت سے بائبل کے حوالہ جات کا حوالہ دنیا بہت اہم ہے کیونکہ ایسا کرنا دلیل کے اثر کو کم کردے گا جیسے کہ خدا کی پاکیزگی میں کیا گیا (دعویٰ 2) بائبل میں سو سے زائد مثالیں ہیں جن میں خدا نے گناہ کو ہونے دیا۔

یہ اتنا واضح ہے کہ اس میں مغالطہ کا کوئی امکان نہیں آئیے یوسف کی زندگی کے واقعات میں خدا کے حصے کی طرف متوجہ ہوں۔

(الف) یوسف نے اپنے بھائیوں کو ان کے بزدلانہ جرم کے لئے تقریباً معاف کردیا۔ وہ غلطی پر تھے اور انہوں نے غیر اخلاقی گناہ کیا۔ وہ بھائی سے نفرت رکھتے تھے اور انہوں نے اپنے بھائی کو مارنے کا منصوبہ بنایا۔ حقیقت میں انہوں نے اس کو غلامی میں بیچ دیا ایک جھوٹی کہانی بنائی اور اپنے باپ کے ساتھ سفاکانہ جھوٹ بولا تو بھی یوسف کہہ رہا ہے "غم نہ کرو خدا کا ہاتھ اس سب کے پیچھے تھا"

(ب) یوسف نے کہا کہ انہوں نے اس کو مصر میں نہیں بھیجا۔ وہ اب کیونکر کہہ سکتا تھا؟ باب ۳۷ میں صاف طور پر بیان کیا گیا ہے "انہوں نے اس کو ہلاک کرنے کی سازش کی تھی"

(۱۸ آیت) اور انہوں نے "چاندی کے ۲۰ سکوں میں بیچا" (۲۸ آیت) یوسف اپنے ذاتی تجربہ سے حقیقت کو بخوبی جان گیا تھا۔ اسی لئے اس نے ایک دم کہا "تم نے مجھے یہاں نہیں بھیجا"

جس کا اس کو بخوبی علم تھا وہ اس کی نفی نہیں کررہا۔ مثلاً۔ انہوں نے اس کو مصر بھیجا تھا۔ لیکن یہ اس کا طریقہ ہے ظاہر کرنے کے لئے کہ اس کے بھائیوں کا گناہ ایسا نہ تھا جو اتفاقاً اور حادثاتی طور پر ہوا

جس میں خدا کا کوئی تعلق نہ تھا۔ کسی خاص بھید کے تحت خدا جو قدوس پاک ہے اور گناہ سے نفرت رکھتا ہے یوسف کے بھائیوں کے گناہوں میں بڑے گہرے طریقے سے شامل تھا۔

اس کا سبب یہ تھا کہ خدا اسرائیل کو ایک قوم کی حیثیت سے محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ خدا نہیں چاہتا تھا کہ وہ آنے والے قحط میں نیست و نابود ہو جائیں۔ کیونکہ خدا کے مقاصد تھے۔ وہ چاہتا تھا کہ زندگیاں بچانے "یعنی اسرائیلوں کی زندگیاں وہ چاہتا تھا "محفوظ رکھے ...... زمین پر اک بقیہ اور

بچانے .... زندگیاں ،، بائبل یہ بیان یہاں نہیں بتاتی لیکن خدا ایک قوم کو بھی بچانا چاہتا تھا جس میں سے مسیح کو آنا تھا یعنی دنیا کا نجات دہندہ ،

خدا اپنے منصوبہ کو کسی چانس پر نہیں چھوڑنا چاہتا تھا یعنی آدمیوں کی مرضی پر۔ پس یوسف حیرت میں ڈال دینے والا عمدہ بیان دیتا ہے ۔

کہ اس کے بھائیوں نے اسے مصر میں نہیں بھیجا۔ اگر انہوں نے یہ گناہ نہیں کیا تھا تو پھر کس نے یہ گناہ کیا تھا ؟ ,, خدا نے مجھے بھیجا ،،

(باب ۴۵ : آیت ۵) اگر ابھی بھی پس و پیش کرنے والے شکوک موجود نہیں کہ اس نفرت انگیز جرم کے پیچھے کون تھا ۔ بائبل بڑے واضح طور سے بیان کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ خدا تھا ۔ اس سے زیادہ واضح کوئی اور بات نہیں ہے ,, کہ پھر تم نے مجھے یہاں نہیں بھیجا بلکہ خدا نے ،،

میں یہ لکھتے ہوئے بڑی جھجک محسوس کرتا ہوں ۔

یوسف کو غلامی میں بیچنا ایک مجرمانہ عمل ہے اس میں ہلاک کرنے کی سازش ۔ دھوکا اور فریب شامل ہے تو بھی یہ کس نے کہا ؟ ,, یہ تم نہیں جنہوں نے مجھے یہاں بھیجا بلکہ خدا نے ،،

یہی وجہ ہے کہ دو دعوے پہلے بیان کئے گئے ۔ ہمیں کبھی یہ نہیں بھولنا چاہے کہ بائبل سچی ہے اور خدا نے قدوس پاک ہے

۶- پیدائش

باب۵۰:یات ۱۹،۲۰ ,, یوسف نے ان سے کہا مت ڈرو ۔ کیا میں خدا کی جگہ پر ہوں تم نے تو مجھ سے بدلہ کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن خدا نے اسی سے نیکی کا قصد کیا تاکہ بہت سے لوگوں کی جان بچائے چنانچہ آج کے دن ایسا ہی ہورہا ہے ،،

یہاں نمایاں بات کیا ہے خدا کے کام کے حوالے سے اور گناہ کے کام کے حوالے سے وہ ہی فعل استعمال ہوا ہے ۔ یوسف کے بھائیوں کا گناہ بھرا کام (قصد) یوسف کے بھائیوں نے برائی کا قصد کیا جب انہوں نے یوسف کو بیچا البتہ خدا نے اس کے برعکس قصد کیا تاکہ اسرائیل بچ جائے ۔ لیکن

خدا کے مقصد کے باوجود حقیقت ہے

اگرچہ کسی وجہ سے یہ ہم پر واضح نہیں ۔ خدا جو گناہ سے کراہیت رکھتا ہے ۔ اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے عملی طور پر گناہ کو استعمال کرتا ہے یوسف کے بھائیوں نے قصد کیا اور خدا نے قصد کیا وہ فعل انہی کاموں کے لئے استعمال کرتا ہے لیکن مختلف مقصد کے لئے ۔

دوسرے بائبل کے ثبوت اسی حیران کن تیسرے دعوے کے لئے تتمہ میں پائے جاتے ہیں لیکن بائبل واضح ہے ۔ کہ خدا گناہ کو مقرر کرتا ہے ۔

۴- دعوی

تاریخی طور پر الہیات کے ماہرین میں سے بہتوں نے ۔ سب نے نہیں نجات سے رد کئے جانے کو دو حصوں پر تقسیم کیا ہے ۔

۱- فروگذاشت PRETRITION

معنی ہیں پاس سے گذر جانا ۔ یہ فرمان کرتے وقت کہ کچھ بچائے جائیں ، خدا نے چنا (برگذیدہ کیا) کچھ لوگوں کو اور دوسروں کو چھوڑ دیا ۔

2 - وجہ سزا ۔ وہ جن کو چھوڑ دیا گیا اپنے گناہوں کے سبب ان پر ہمیشہ کی سزا ہے ۔

علم الہیات کے دوسرے ماہرین نجات سے رد کئے جانے کو صرف فروگذاشت تک محدود رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں لیکن یہ چناؤ سے بہت مشابہ ہے اس میں کچھ فرق نہیں پڑتا کہ خواہ وجہ سزا اس میں شامل کی جائے یا نہ جب تک رد کئے جانے کی اصطلاح واقع ہے ۔

۵ - دعوی

نجات سے رد کیا جانا فروگذاشت PRETRITION کے طور پر غیر مشروط ہے اور وجہ سزا CONDENATION کے لحاظ سے مشروط

1 - فروگذاشت غیر مشروط ہے ۔خدا کا کچھ کو چھوڑ جانا ان کی بے ایمانی سے

مشروط نہ تھا۔ خدا نے پہلے ہی سے نہیں جان لیا تھا کہ کون اپنی مرضی سے مسیح کو قبول نہیں کریں گے اور اسی بنا پر ان کو رد کر دیا۔ جیسے چناؤ غیر مشروط ہے (خدا نے کسی کو اس لئے نہیں چنا کہ اس نے پہلے سے دیکھ لیا تھا کہ وہ مسیح پر ایمان لائیگا) تو اسی طرح فروگذاشت بھی غیر مشروط ہے۔ ایک خود مختار آدمی مسیح کے ساتھ کیا کریگا یہ خدا کے علم سابق کی بنا پر نہیں بہ نسبت چناؤ کے چناؤ کی وجہ صرف خدا میں پایا جانا ہے .... آدمی میں کبھی نہیں اسی فروگذاشت کی وجہ صرف خدا میں ہے آدمی میں نہیں۔

یعقوب کے چناؤ اور عیسو کو چھوڑ دئے جانے کی صرف ایک ہی وجہ دی گئی ہے اور وہ یہ ہے "یعقوب کو میں نے پیار کیا لیکن عیسو سے نفرت" (رومیوں باب ۹: آیت ۱۳) اس کا سبب خدا میں تھا نہ کہ سابق علم میں کہ ان میں کون نیکی اور کون بدی کریگا ("اس سے پہلے جڑواں پیدا ہونے یا کوئی نیکی یا بدی کی تھی -- تاکہ خدا کا مقصد چناؤ میں قائم رہے نہ کہ کاموں کے وسیلے بلکہ بلانے والے پر... اس کو بتا دیا گیا کہ "بڑا چھوٹے کی خدمت کریگا" جیسے کیلون نے کہا "جیسے یعقوب نیک اعمال کے سبب کسی چیز کا مستحق نہ تھا۔ لیکن خدا نے اسے فضل میں شامل کیا۔ اسی طرح عسیو ابھی تک کسی جرم سے آلودہ نہ ہوا تھا کہ اس سے نفرت کی گئی"

JOHN CALVIN - INSTITES OF THE CHRISTIAN RELIGION 3. 22 - 11

نہایت ہی قوی ثبوت، کہ رد کیا جانا غیر مشروط ہے اور یہ کہ ایمان نہ لانا خدا کی طرف سے مقرر ہے۔ پولس رسول کے فرضی سوالات میں پایا جاتا ہے جو وہ اپنے پرزور دعوے کے جواب میں اٹھاتا ہے کہ خدا کی حاکمیت چناؤ اور رد کیا جانا دونوں پر ہے "پس ہم کیا کہیں؟ کیا خدا کے ہاں بے انصافی ہے؟ وہ یہ سوال مفروضے کے طور کرتا ہے جیسے کہ ایک شکی خدا کی ادراک پر شک کرتا ہے۔

اصل میں پولس اسی کے ساتھ اسی سانس میں ایک دم کہتا ہے کہ "کیونکہ وہ موسے سے کہتا ہے کہ جس پر ترس کھانا منظور ہے اس پر ترس کھاؤنگا۔ پس یہ نہ ارادہ کرنے والے پر منحصر ہے نہ دوڑ دھوپ کرنے والے پر بلکہ رحم کرنے والے خدا پر" (رومیوں باب ۹: آیات ۱۵،۱۶) پولوس اپنے دعوے پر دوبارہ توجہ مبذول کرانے کے لئے تاکید لکھتا ہے "خدا جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سخت کر دیتا ہے" (رومیوں باب ۹: آیت ۱۸) وہ دوبارہ ایک سوال کرتا ہے "پس تو مجھ سے کہیگا پھر وہ کیوں عیب لگاتا ہے؟ کون اس کے ارادہ کا مقابلہ کرتا ہے؟"

پھر یہ سوالات اسی صورت میں سمجھے جاسکتے ہیں اگر رد کیا جانا اور ایمان نہ لانا، خدا پر مبنی ہوں۔ کیونکہ اگر خدا اپنے کسی عمل دخل کے بغیر انہی کو جہنم کی سزا دیتا جن کو وہ اپنے علم سابق کے مطابق جانتا ہے کہ وہ مسیح کو رد کردینگے تو اس صورت میں پولس کو کوئی ضرورت نہ تھی کہ وہ الزام پر ایسے فرضی سوالات اٹھاتا اور الزام منصفانہ طور پر آدمی پر ہوگا۔ اور پولس خدا کے انصاف پر سوال نہ کرتا۔

مقدمہ ۶

رد کیا جانا،، چناؤ کے برعکس ہے

جب خدا کچھ کو اپنے لئے چن لیتا ہے تو لازمی طور پر دوسروں کو چھوڑ دیتا ہے ۔ جیسے اوپر نیچے کا، پچھلا ، اگلے کا، گیلا سوکھے کا زود دیر کا چننا اور دوسروں کے چھوڑنے کا لازمی نتیجہ ہے ۔

اس مسئلہ کو بیان کرنے کی ضرورت کے تحت اس منطق کا استعمال غیر موزوں نہیں کہ ،، کچھ کو چن لینا،، ۔ بائبل کی اس اصطلاح کے ٹھیک ٹھیک واضح بیان کا مطلب ہے کہ کچھ چنے نہیں گئے ۔ کچھ کو چھوڑ دیا گیا یعنی کچھ کو نظر انداز کردیا گیا ۔ سو میں سے ۶۰ سیبوں کے چناؤ کا مطلب ہے کہ ۴۰ چھوڑ دئے گئے ۔ کچھ کا انتخاب کچھ کو چھوڑنے کے بغیر ممکن نہیں۔ جیسے کچھ کا خیال ہے کہ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ ،، چناو کیا جانا رد کئے جانے سے منطقی استخراج ہے لیکن اس کے برعکس ہمارا ایمان ہے کہ ،، رد کیا جانا ،، بائبل کی ٹھیک ٹھیک الہیٰ تعلیم ہے چناؤ ،، رد کیا جانا ،، کی تعلیم کے بغیر علم الہیٰ ڈھکوسلہ کے مترادف ہوگا یعنی ایک پراسرا تقدی ذہن کی حماقت کے مترادف

جیسے کیلون نے ،، بیشک ۔ بہت ۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہ خدا کی ملامت سے بچنے کے لئے چناؤ کو ایسی شرائط پر قبول کرتے ہیں جن پہ درج ہو کے کوئی مجرم نہیں ٹھرایا جائیگا۔

لیکن وہ یہ بڑی جہالت اور بیوقوفی میں کرتے ہیں ۔ کیونکہ ،، چنا،، بذات خود اپنی حیثیت میں قائم نہیں جب تک ،، رد کیا جانا ،، کو اس کے تقابل میں نہ رکھا جائے۔

مقدمہ ۷

خدا گناہ اور بے ایمانی کو اس طرح کارگر نہیں بناتا جس طرح وہ ایمان اور نیک اعمال کو کارگر بناتا ہے خدا نے تمام چیزوں اور واقعات کو مقرر

کر دیا ہوا ہے ۔ اس کا فرمان ہر چیز کو یقینی طور پر پورا کرتا ہے لیکن خدا جس طرح چناؤ میں بلاتے ت راست عمل کرتا ہے ،، رد کیا جانا ،، میں اسی طرح براہ راست عمل نہیں کرتا اور نہ ہی گناہ کی پیشتر سے تقرری میں خدا کی خوشنودی اسی طرح سے ہے جس طرح اس کی خوشنودی نیکی کی تقرری میں ہے ایک معاملے میں وہ اپنی مرضی کو ناراضامندی سے اور دوسرے معاملے میں رضامندی سے اپنی مرضی کو عمل میں لاتا ہے ۔ جیسے کہ کیلون نے کہا ،، اگرچہ شیطان انہی کاموں کا قصد کرتا ہے جن کا قصد خدا کرتا ہے لیکن وہ ان کو دو مختلف طریقوں سے سرانجام دیتے ہیں،،۔

ایک معاملے میں روح القدس بھیجنے میں خدا کی خوشنودی ہے لیکن شیطان اور گناہ کو مقرر کرنے میں اس کی خوشنودی نہیں ۔ ایک معاملے میں خدا اپنا روح القدس آدمیوں میں سکونت کرنے اور مسیح اور ان کے درمیان روحانی یگانگی قائم کرنے کے لئے بھیجتا ہے لیکن ،، رد کیا جانا ،، کے معاملے میں خدا شیطان کو ان میں سکونت کرنے اور شیطان اور ان میں روحانی یگانگی قائم کرنے نہیں بھیجتا۔ اگرچہ روح القدس منبع ہے جہاں سے ایمان اور پاکیزگی براہ راست صادر ہوتے ہیں لیکن شیطان میں ایسا کوئی ہمزاد نہیں کوئی مماثل نہیں جہاں سے بے ایمانی اور گناہ صادر ہوں۔

ڈارٹ کے اقرار والا یمان ۱۶۱۹ء اس تصور کو رد کرنے میں واضح ہیں ،، کہ جس طرح چناؤ ،، ایمان اور نیک اعمال کا منبع ہے اور سبب ہے اسی طرح ،، رد کیا جانا ،، بے ایمانی اور ناپاکی کا سبب ہے ۔ (اس بات کو بڑی احتیاط سے نوٹ کیا جائے کہ اقرار الایمان میں اس بات کا انکار نہیں کہ خدا بے ایمانی اور ناپاکی کا حکم جاری نہیں کرتا ہے ۔ اقرار الایمان انکار صرف اس بات پر کرتا ہے کہ حکم جاری کرنے کا طریقہ کار ایک جیسا ہے)

مقدمہ ۸

”رد کیا جانا“ پر اعتراضات حلیمی سے خدا کے کلام کی تابعداری کی بنیاد پر نہیں بلکہ عام طور پر علمی عقلی دلائل پر مبنی ہوتے ہیں۔

آرمینین اور ”رد کیا جانا“ کے مخالفین منطقی نتیجہ اور عقلی دلائل پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ نہایت احمقانہ بات ہے کہ خدا سمع بے ایمائی اور جہنم کے تمام چیزوں کو مقرر کرتا ہے اس صورت میں ان کا کہنا ہے کہ خدا گناہ کا موجد ٹھہرا تو پھر آدمی کو مورد گناہ نہیں ٹھہرانا چاہئے وہ لکھتا ہے ”کہ سچائی کا خدا اپنے عہد کو کائنات میں اور فضل میں ہر روز قائم رکھتا ہے وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے جو موثر طور پر اور یقینی طور پر لوگوں کو ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے کہ اس پر ایمان لائیں اور اس کے کلام کو قبول کریں جب کہ حقیقت اگر یہ ہے کہ اس نے اپنے دائمی فرمان سے ہمیشہ کے لئے قصد کیا ہوا ہے کہ وہ کسی بھی حالت میں اس دعوت کو جو ان کو ملی قبول نہیں کر سکیں گے۔ کہ ایک ہی نکتہ پر بیک وقت ہاں اور نہ آپ اس کو ایک تضاد کے سوا اور کیا کہیں گے۔

سوال جو پوچھا جارہا ہے وہ یہ نہیں کہ بائبل اس کے متعلق کیا کہتی ہے بلکہ میرا محدود ذہن اس کی بجائے کیا سمجھ سکتا ہے کہ متضاد چیز کونسی ہے۔

بائبل کے متعلق کیلون کے حلیمی کے نظریے سے یہ کیونکر مختلف ہے جو کچھ بائبل میں لکھا ہے وہ اس کو قبول کرتا ہے حالانکہ وہ اس کے فہم و فراست اور منطق سے کہیں بعید ہے۔ ننگ انسانیت ہونا ہیشکادمیوں کا پاگل پن ہے جن کی خواہش ہے کہ وہ لامحدود کو اپنے محدود و حقیر منطق کے مطابق قابو میں لے آئیں۔

اپنے (CONSENSUS GENEVENSIS) میں پوری یقین دہانی کرنے کے بعد کہ گناہ خدا کے دائمی فرمان کے تابع ہے کیلون نے کہا ”اگر

کوئی جواب دے کہ اس میں اس کو فہم و فراست میں لانے کی اہلیت نہیں۔ میں بھی یہ تسلیم کرتا اور اسی بات کا اعتراف کرتا ہوں۔ تو ہمیں اس بات پر حیران ہونے کی ضرورت نہیں کہ لا محدود اور ناقابل فہم پر جلال خدا ہماری محدود عقل اور تنگ حدوس کے مطابق ہو اتنا کافی ہے۔ تو بھی کیا نہیں پر جلال اور پوشیدہ بھید کو تفصیل سے بیان کرنے میں کسی انسانی دلیل کو بروئے کار لانے کی کوشش میں ہوں۔ جس کا میں نے اس بحث کے شروع میں اعلان کیا مجھے وہ پوری طرح یاد ہے۔ کہ جتنا خدا نے ہم پر ظاہر کیا ہے جو لوگ اس سے زیادہ کے کھوج میں نہیں وہ پاگل لوگ نہیں۔ اس لئے آئیں ہم اپنی فاضلانہ بے خبری پر خوش ہوں نہ کہ اپنے حد سے زیادہ اور بدمست تجسس پر جس سے ہم اس سے زیادہ جاننا چاہتے ہیں جس کی خدا نے اجازت نہیں دیا کہیں ”جیسے ہی خدا کے کچھ کاموں کی ایک دم وجہ نظر نہ آنے کچھ آدمی ایک دم کسی طرح تیار ہو جاتے ہیں کہ لایک دن مقرر کر کے خدا پر فیصلے صادر کر دیں۔

اس کے علاوہ ”یہ کیسے ممکن ہو سکتے تھا کہ خدا اپنے علم سابق اور فرمان سے مقرر کر کے آدمی کے ساتھ کیا ہوگا؟ اور اس کے مقرر کرنے کے باوجود خود اس غلطی میں کسی لحاظ سے بھی حصہ دار نہ ہو یا کسی لحاظ سے گناہ کا موجد یا گناہ کی اجازت دینے والا نہ ہو۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے میں دوبارہ اس کا اعادہ کرتا ہوں۔ کہ یہ ایک واضح عمیق بھید ہے جو انسانی ذہن میں سرائیت نہیں کر سکتا۔ نہ ہی میں اس لاعلمی کا اعتراف کرنے میں شرم محسوس کرتا ہوں جو خدا نے اپنے شعلے کی روشنی میں چھپا رکھا ہے جو پہنچ سے باہر ہے۔ پس کیلون اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ گناہ اور ”رد کیا جانا“ کا فرمان اس کی فہم و فراست سے کہیں بعید ہے لیکن وہ بڑی حلیمی سے ان فرمانوں کو قبول کرتا ہے کیونکہ خدا نے ان کو ظاہر کیا ہے۔ ”ایمان والی جہالت عاقبت نا اندیش والے علم سے بہتر ہے“

(JOHN MURRAY) جان مرے بھی خدا کے کلام کے متعلق ایسا

ہی حلیم رویہ رکھتا ہے اگرچہ اس کے ذہن میں تضاد موجود ہے "فرمان تقدیر اور تحریری حکم میں تفاوت اسکی ثابت قدمی کی پوشیدہ مشورت کہ کچھ واقعات ضرور وقوع پذیر ہونگے اور اس میں ہمارے لئے الہامی مرضی کہ ہم ان واقعات کو وقوع میں نہیں لاتے ہیں تفاوت اس سے انکار نہیں کہ خدا حکماً منع کرتا ہے جس کا وہ تحریری میں حکم دیتا ہے۔ واقعی اس تضاد کے پیش نظر خدا کی حاکمیت کی تعلیم ہمارے ایمان اور ہماری تعظیم کی مطلوبہ مانگوں کے ساتھ بڑی شدت سے مرکوز کی گئی ہے۔ بلاشبہ اس نقطے پر خدا کی حاکمیت کی تعلیم آدمی کے دماغ کو چکرا دیتی ہے اور کہیں اس موضوع پر ایسا نہیں ہوا۔

ہمارے رویہ "رد کیا جانا" اور خدا کے پیار کے بڑے بھید پر پولس جیسا ہونا چاہئے جب اس نے کہا "اے انسان بھلا تو کون ہے جو خدا کے سامنے جواب دیتا ہے" کیا بنی ہوئی چیز بنانے والے سے کہہ سکتی ہے کہ تونے مجھے کیوں ایسا بنایا اور "واہ خدا کی دولت اور حکمت اور علم کیا ہی عمیق ہے اس کے فیصلے کس قدر ادراک سے پرے اور اس کی راہیں کیا ہی بے نشان ہیں"

جب خدا فرماتا ہے جیسے اس نے رومیوں باب ۹ میں فرمایا تو اس صورت میں باوجود کہ ہمارے ذہن میں نہ آتا ہو یا ہمارے محدود ذہنوں کو متضاد نظر آئے ہمیں بغیر حیل وحجت اس کی پیروی کرنا چاہئیے۔

مقدمہ ۹

یہ توقع کرنا غلط ہوگا کہ بائبل "رد کیا جانا" کی تعلیم پر باقاعدہ اور سلسلہ وار مقالہ پیش کرے۔

کچھ لوگ بائبل کی تعلیم رد کیا جانا کو اس بنا پر گھٹا کر پیش کرتے ہیں کہ اس کے لئے متن میں زیادہ حوالہ جات نہیں پائے جاتے اور نہ ہی صفائی سے اور باقاعدگی سے ایک جگہ لکھے گئے ہیں۔

یہ ناقدری ان کی سادہ لوحی سے ہوتی ہے۔ باقاعدگی سے تعلیمات کو پیش کرنا بائبل کا مقصد نہیں ہے۔ اس کا مقصد کسی پر یہ ظاہر کرنا ہے کہ وہ کس طرح نجات حاصل کرے اور کس طرح زندگی بسر کرے۔ تو بھی کئی دفعہ یہ ممکن ہے کہ حوالہ جات کو دوسرے حوالہ جات کی روشنی میں دیکھنے سے کافی حد تک ان حقائق کی پوری تفصیلات تک پہنچا جائے۔ اس لئے کوئی ایک جگہ نہیں جہاں تثلیث پر اور خداوند مسیح کی ذات پر تمام مطلوبہ حقائق کا ایک واضح پلندہ ہمیں ملے کیلسڈن کے لکین حقائق موجود ہیں اور کئی دفعہ منطق کچھ بائبل کے علماء کی حیرانی کا سبب ہے -- کو بھی بروکار لانا پڑتا ہے۔ اگر عقلی دلیل اور منطق کو مناسب اور درست طریقے سے استعمال کیا جائے تو اس میں کوئی ہرج نہیں۔

یہ کرنے میں اور طریقہ ہے اور ناروا طریقہ ہے ایسا کرنے کا ایک صحیح اور ایک غلط طریقہ ہے مثال کے طور پر بائبل میں کسی جگہ نہیں آیا کہ ایک مسیحی کو نومولود بچوں کو بپتسمہ دیتا ہے چاہے تو بھی اس ضروری رسم کا استخراج کلام سے ہوتا ہے۔ نومولود بچوں کے بپتسمہ کی بنا کلام کے معلوم شدہ حقائق ہیں۔ نہ ہی بائبل میں کسی جگہ آیا ہے کہ عورتوں کو اعشائے ربانی میں شرکت کی اجازت ہے۔ تو بھی یہ بھی کلام سے اخذ کیا گیا ہے۔ درحقیقیت ایسا کرنا مناسب ہے۔

Murray calvin on scripture And Divine Ao

68. Sovereignity P پس اسی طرح کسی جگہ باقاعدہ اور نتیجہ خیز سلسلہ وار تعلیم نہیں پائی جاتی کہ ،، رد کیا جانا ،، کے دو حصے ہیں - یہ کہ "رد کیا جانا ،، ضروری ہمزاد ہے چناؤ کا یہ کہ خدا نے ازل سے کچھ کو بے ایمانی اور جہنم کے لئے پیشتر سے مقرر کر دیا اور اس کے لئے گنہگار نہ کہ خدا مورد الزام ٹھہرتا ہے اور یہ کہ گنہگار کو اس کے گناہوں کی سزا دی جاتی ہے - جس وثوق اور یقین سے کلیسیاہ نومولود بچوں کے بپتسمہ کی رسم ادا کرتی ہے اسی طرح وہ "رد کیا جانا ،، کی سچائی کی تعلیم دیتی ہے -

مقدمہ ۱۰

A PERSON DOES NO T KNOW IF HE IS REPROBATE, BUT HE MAY KNOW IF HE IS ELECT

کوئی یہ نہیں جانتا کہ وہ رد کیا ہوا ہے لیکن وہ یہ جان لیتا ہے کہ وہ برگزیدہ ہے -

کسی کے پاس کوئی طریقہ نہیں جس سے جان جائے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رد کیا ہوا ہے کیونکہ جب تک وہ مر نہ جائے ہر وقت ممکن ہوتا ہے کہ وہ مسیح کی طرف مڑے - دوسری طرف کسی کے لئے جاننا ممکن ہے کہ وہ برگزیدہ ہے اگر وہ موثر طور پر خداوند یسوع مسیح پر ایمان رکھتا ہے تو وہ جانتا ہے کہ وہ نجات یافتہ ہے - یوحنا لکھتا ہے "میں نے تم کو جو خدا کے بیٹے کے نام پر ایمان لائے ہو یہ باتیں اس لئے لکھیں کہ تمہیں معلوم ہو کہ ہمیشہ کی زندگی رکھتے ہو ،، (ایوحنا باب ۵ | ۱۳ آیت) اور اگر کوئی نجات یافتہ ہے تو وہ برگزیدہ ہے کیونکہ یہ خدا ہے جس نے نجات کے لئے اس کو چنا (۲ تھسلنیکیوں باب ۲: ۱۳ آیت) اور پیشتر سے مقرر کیا ہے کہ اس کے لے پالک بیٹے ہوں -

(افسیوں باب ۱: ۵ آیت) کلیسیا کبھی بھی "رد کیا جانا ،، کی بنا پر کسی کو کلیسیاہ سے خارج کرنے کا عمل نہیں کر سکتی کیونکہ کلیسیا ہرگز نہیں جان سکتا کہ رد کیا ہوا کون ہے - اس کی بجائے اس کو تمام گنہگاروں کو مسیح کی طرف آنے کی دعوت دیتے رہنا چاہئے یعنی کلیسیا سے خارج کئے ہوؤں کو بھی کلیسیائی ضبط صرف توبہ کی عدم موجودگی کی بنا پر عمل میں لا سکتی ہے لیکن کبھی کسی پوشیدہ بھید یعنی الہی علم کی بنا پر کہ کون برگزیدہ اور کون رد کیا ہوا ہے سزا نہیں دے سکتی -

مقدمہ ۱۱

REPROBATION SHOULD BE PREACHED

"رد کیا جانا کی تعلیم دینی چاہیے"

کچھ لوگ "رد کیا جانا ،، کی منادی کرنے سے کتراتے ہیں لیکن یہ صرف جہالت کے سبب ہے - کسی کو کبھی خدا سے زیادہ فہیم نہیں سمجھنا چاہیے کہ جو خدا نے ظاہر کیا ہے اس کو چھپائے رکھے - اس کی بجائے اس کو افیسس میں پولس کے نمونے کی پیروی کرنی چاہے جب اس نے کہا کہ وہ "خدا کی ساری مرضی ،، بیان کرنے میں جھجکتا نہیں (اعمال باب ۲۰ : ۲۷ آیت) کیلون نے واشگاف الفاظ میں کہا "اس لئے ہم اس بات پر محتاط رہیں کہ پیشتر سے تقرری کے متعلق جو خدا کے کلام میں ظاہر کیا گیا ہے ایمانداروں کو کسی چیز سے محروم نہ رکھیں - مبادا ایسا معلوم ہو کہ یا تو ہم ان کو دغا سے خدا کی برکات سے محروم کر رہے ہیں اور یا روح القدس پر الزام عائد کر رہے ہیں کہ اس نے وہ باتیں شائع کر دی جن کا دبانا ہر صورت میں فائدہ مند تھا ،، -

اچھا عملی اصول یہ ہو گا کہ "رد کیا جانا" اور "چناؤ" کو اتنی اہمیت اور حصہ دیا جانے جو بائبل میں دیا گیا ہے قدرتی طور پر بائبل میں شیطان، جہنم اور "رد کیا جانا" پر بہت زور نہیں دیا گیا۔ لیکن بائبل اسے سکھاتی ہے۔ اور اسی طرح بائبل کے ماننے والوں کو کرنا چاہیے۔ بائبل کی مرکزی تعلیم نجات دہندہ، آسمان اور چناؤ کی خوشخبری ہے نجات کا پیغام ہر ورق پر ہے اور اس کو اسی طرح پر زور بنانا چاہیے۔

مقدمہ ۱۲

بے خبری بھی حکمت ہے

IGNORACE IS WISDOM

جب ہم گناہ اور بے ایمانی۔ انسانی ذمہ داری۔ "رد کیا جانا" اور خدا کی پاکیزگی کا پیشتر سے تقرری کے متعلق غور کرتے ہیں تو ہم نہایت ہی گہرے ابدیت کے تمام بھیدوں میں داخل ہو جاتے ہیں یہ کائنات کے بھید جیسے موضوعات نہیں جن کے متعلق ہم اکثر یہ کہتے ہیں "صرف کل کا دن مجھے دے دیں تو میں کائنات کی گہرائیوں تک رسائی حاصل کر لونگا"، بلکہ ہمارا واسطہ ایسے بھیدوں سے ہے جو آج یا ہزاروں سالوں میں یا ابد تک حل نہ ہو سکیں گے۔ یہاں تک کہ جب ہم خدا کو روبرو دیکھیں گے۔ اس وقت بھی ہم تھوڑی سی سمجھ کے ساتھ محدود مخلوق ہوں گے اس کا علم ماہیت اور کمال میں ہی ہم سے بڑا نہیں بلکہ مقدور میں بھی ہم سے خصوصی ہے۔

اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے علم کی حدود کو تسلیم کریں کہ ہم ان جگہوں میں راز جوئی نہ کریں جو ہم پر ظاہر نہیں کی گئیں۔ جان کیلون نے جیسے ان معاملات کے متعلق کہا "بے خبری بھی ایک حکمت ہے ضرورت سے زیادہ جاننے کی خواہش ایک قسم کا پاگل پن ہے" اور "آئیں ہم اس معاملے میں کچھ کے متعلق جاہل ہونے کی شرم محسوس نہ کریں جس بات میں کوئی

خاص فاضلانہ جہالت ہے"

آئیں۔ پورا چکر کاٹ کر پہلے مقدمے کی طرف رجوع ہوں۔ بائبل کو بائبل خدا کا کلام ہے اور تمام تعلیمات بمعہ "رد کیا جانا" کی تعلیم کا واحد ذریعہ ہے۔ یہ آزمائش آجاتی ہے کہ جو بائبل سکھاتی ہے اس کو نہیں بلکہ جو ہمارا منطق اجازت دیتا ہے اس کو قبول کریں ہمارے ذہن اسی تصور کو قبول نہیں کرتے کہ پاک خدا بے ایمانی اور گناہ کو تعین کر سکتا ہے۔ لیکن ہمیں حلیمی سیکھنی چاہیے کہ جو خدا نے ظاہر کیا ہے اس کو قبول کریں۔ اگر پیش گئے سو حوالہ جات -- یا صرف ایک ہی -- ظاہر کرے کہ خدا نے گناہ کو تعین کیا تو ہمیں اس کو ایمان سے قبول کرنا چاہئیے۔

جو خدا نے فرمایا ہے اس کے متعلق ہمیں جہالت نہیں دکھانی چاہیے۔ یہ بھی خدا کی بے ادبی ہے۔ ہر چیز جو خدا نے ظاہر کی ہے فائدہ مند ہے اور اس کا مشاہدہ کرنا چاہیے۔ پس "رد کیا جانا" کی تعلیم میں ہماری حد وہاں تک ہے جہاں تک بائبل سکھاتی ہے اس سے زیادہ نہیں۔

۳
مقدمہ کے ملحقات
APPENDIX TO THESIS

۱۔ خدا دلوں کو سخت کردیتا ہے بہت سے حوالہ جات اس کا بیان کرتے ہیں یشوع باب ۱۱: ۲۰ آیت "کیونکہ یہ خداوند ہی کی طرف سے تھا کہ وہ ان کے دلوں کو ایسا سخت کردے کہ وہ جنگ میں اسرائیل کا مقابلہ کریں تاکہ وہ ان کو بالکل ہلاک کر ڈالے اور ان پر کچھ مہربانی نہ ہو بلکہ وہ ان کو نیست و نابود کردے جیسا خداوند نے موسیٰ کو حکم دیا تھا"

استثنا باب ۲: ۳۰ آیت

"لیکن حسبون کے بادشاہ سیحون نے ہمکو اپنے ہاں سے گزرنے نہ دیا کیونکہ خداوند تیرے خدا نے اس کا مزاج کڑا اور اس کا دل سخت کر دیا تاکہ اسے تیرے ہاتھ میں حوالہ کردے جیسا آج ظاہر ہے"

خروج باب ۴: ۲۱ آیت

"اور خداوند نے موسیٰ سے کہا........ میں اس کے (فرعون) دل کو سخت کرونگا اور وہ ان لوگوں کو جانے نہیں دیگا" اس کے ساتھ خروج باب ۷: ۳، باب: ۱۴ آیت، باب ۱۰: ۱، ۲۰، ۲۷، باب ۱۱: ۱۰ آیت، باب ۱۴: آیت ۴، ۸، ۱۷ رومیوں باب ۹: ۱۸ آیت بھی پڑھیں۔

کچھ کا خیال ہے کہ خدا نے فرعون اور سیحون کے دلوں کو سخت ان کے ضدی اور ہٹ دھرم ہونے کے بعد کیا نہ کہ پہلے۔ پھر بھی استثنا باب ۲: ۳۰ میں درج ہے کہ جب خدا نے سیحون کا دل سخت کردیا تو دل کی سختی کے سبب اس نے انکار کیا۔ اس حوالے سے یا سیاق وسباق سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ ان کو ان کے گناہوں کی سزا دینے کے لئے ان کے دل سخت کئے گئے۔ تو بھی بہرحال خواہ خدا نے سزا دینے کے لئے ان کے دل سخت کئے یا کسی اور

وجہ سے خدا نے ایسا کیا کہ وہ سرکش اور ضدی بن جائیں۔ خدا نے ایسا ہونے دیا کہ وہ گناہ کریں۔

۲۔ بہت سے اور حوالہ جات میں درج ہے کہ خدا اسرائیل کے دشمنوں کو ان پر چڑھا لایا قطع نظر اس حقیقت کے کہ اسرائیل سزا کے مستحق تھے۔ یہ سچ ہے کہ اسرائیل جنگ، ہلاکت، لوٹ مار ملکیت کی بربادی اسرائیل کے دشمنوں کے ہاتھوں ایک گناہ تھا۔ اور بے شمار جگہوں میں بائبل کا واضح بیان ہے کہ یہ خدا ہی تھا جس نے ان کو اکسایا اور چڑھا کرلے آیا۔

قاضیوں باب ۳: ۸ آیت اور خداوند نے (اسرائیلوں کو) دشمنوں کے ہاتھ بیچ ڈالا، چھ دفعہ بیچا تو خدا نے اسرائیل کو بچانے کے لئے ایک "وہ قاضی" اٹھا کھڑا کیا۔ بائبل ہم کو بتاتی ہے کہ یہ خدا تھا جس نے بیچ ڈالا یا حوالے کردیا۔ اسرائیل کو ان کے دشمنوں کے ہاتھوں۔ (موآب کے بادشاہ کے ہاتھ قاضیوں باب ۳: ۱۲ آیت) کنعان کے بادشاہ کے ہاتھ قاضیوں باب ۴: ۲ آیت، مدیانوں کے ہاتھ قاضیوں باب ۶: ۱ آیت فلستیوں اور بنی عموں کے ہاتھ قاضیوں ۱۰: ۷ فلستیوں کے ہاتھ قاضیوں ۱۳: ۱ ان تمام صورتوں میں اسرائیل پر حملہ اور ان کو فتح کرنا ایک گناہ تھا۔

۲ سلاطین باب ۲۴: ۲ آیت "اور خداوند نے کسدیوں کے دل اور ارام کے دل اور موآب کے دل اور بنی عمون کے دل اس پر بھیجے اور یہوداہ پر بھی بھیجے تاکہ اسے جیسا خداوند اپنے بندوں نبیوں کی معرفت فرمایا تھا ہلاک کردے

۲ تواریخ باب ۲۸: ۵ آیت

"اس لئے خداوند اس کے خدا نے اس کو شاہ ارام کے ہاتھ میں کردیا۔ سو انہوں نے اسے مارا اور اس کے لوگوں میں سے اسیروں کی بھیڑ کی بھیڑ لے گئے اور ان کو دمشق میں لائے اور وہ شاہ اسرائیل کے ہاتھ میں بھی کردیا گیا جس نے اسے مارا اور بڑی خونریزی کی"۔

۲ تواریخ باب ۳۳: ۱۱ آیت

"اس لئے خداوند ان پر شاہ اسور کے سپہ سالاروں کو چڑھا لایا جو منسی کو زنجیروں سے جکڑ کر اور بیڑیاں ڈال کر بابل کو لے گیا"

ایوب باب ۱: ۲۱ آیت

"خداوند نے دیا اور خداوند نے لے لیا"

خداوند نے ایوب سے کس طرح لیا؟

خدا سبا کے لوگ اور کسدی ان پر چڑھا لایا تاکہ ہلاک کریں اور لوٹ مار کریں کہ ایوب کے صرف دو نوکر بچ نکلے (ایوب باب ۱: ۱۳، ۱۵، ۱۷) یسعیاہ باب ۵: ۲۵ ۲۹ آیات

"اس لئے خداوند کا قہر اس کے لوگوں پر بھڑکا اور اس نے ان کے خلاف اپنا ہاتھ بڑھایا اور ان کو مارا .... اور وہ قوموں کے لئے دور سے جھنڈا کھڑا کریگا اور ان کو زمین کی انتہا سے سسکار کر بلائیگا اور دیکھ وہ دوڑے چلے آئینگے ..... وہ شیرنی کی مانند گرجینگے۔ ہاں وہ جوان شیروں کی طرح دھاڑیں گے وہ غرا کر شکار پکڑینگے اور اسے بے روک ٹوک لے جائینگے اور کوئی بچانے والا نہ ہوگا"

یسعیاہ باب ۱۰: ۵، ۶ آیات

خداوند کا فرمان ہے اسور یعنی "میرے قہر کے عصا پر افسوس۔ جو لٹھ اس کے ہاتھ میں ہے میرے قہر کا ہتھیار ہے میں اسے ایک ریاکار قوم پر بھیجونگا اور ان لوگوں کی مخالفت میں جن پر میرا قہر ہے میں اسے حکم قطعی دونگا کہ مال لوٹے اور غنیمت لے لے اور ان کو بازاروں کی کیچڑ کی مانند لتاڑے"

دوسرے لفظوں میں لوٹنا، غنیمت اور لتاڑنا خدا کے فرمان سے ہے۔

وہ (خدا) "بھیجتا" ہے اسور کو جس نے گناہ آلودہ طریقے میں عمل کیا۔

یہ سوچنا غلط ہوگا کہ چونکہ اسرائیل نافرمان تھا اس لئے اسوریوں کے لئے یہ درست جواز تھا کہ وہ حملہ کرتے۔ لوٹتے اور قتل کرتے۔ بائبل کی روسے یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ خدا کی طرف سے سزا کو عمل میں لانے کے

لئے ہم گناہ کے مرتکب ہوں۔ جب خدا نے کہا کہ وہ اسوریوں کو اپنے قہر کے عصا کے طور پر استعمال کریگا تو اس کا الزام خدا اسوریوں پر لگاتا ہے۔ خداوند کہتا ہے "میرے قہر کے عصا اسور پر افسوس" ہو سکتا ہے کہ خدا نے اسرائیل کو سزا دینے کے لئے اسور کو استعمال کیا لیکن اسوری خدا کے لوگوں پر حملہ کرکے گناہ کے مرتکب ہوئے۔ یہ اسی طرح کا تقابل ہے جو آدمی کی ذمہ داری اور گناہ کا الٰہی تقرر ہے جس کا مطالعہ ہم پہلے کر چکے ہیں۔

یرمیاہ باب ۲۵: ۸ - ۱۱ آیات

"اس لئے رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ چونکہ تم نے میری بات نہ سنی۔ دیکھ میں تمام شمالی قبائل کو اور اپنے خدمت گذار شاہ بابل بنوکدنضر کو بلا بھیجونگا خداوند فرماتا ہے اور میں ان کو اس ملک اور اس کے باشندوں پر اور ان سب قوموں پر جو آس پاس ہیں چڑھا لاؤنگا اور ان کو بالکل نیست و نابود کر دونگا اور ان کو حیرانی اور سسکار کا باعث بناؤنگا اور ہمیشہ کے لئے ویران کر دوں گا .... اور یہ ساری سرزمین ویرانہ ہو جائیگی اور یہ قومیں ستر برس تک شاہ بابل کی غلامی کرینگی"

ایسی قاتلانہ لوٹ مار گناہ ہے۔ یہ خود غرضی۔ نفرت۔ ذاتی جاہ و جلال نہ کہ خدا کے جلال کے لئے کیا گیا درحقیقت بائبل ایک اور غیر معمولی تقابل خدا کی حاکمیت اور انسانی ذمہ داری کا پیش کرتی ہے۔ یہ کہنے کے فوراً بعد بلا بھیجونگا .... میں ان کو اس ملک پر چڑھا لاؤنگا ..... میں بالکل نیست و نابود کر دونگا ...... میں موقوف کر دونگا" خدا تمام تر الزام بابل کے لوگوں پر لگاتا ہے "لیکن جب ستر برس پورے ہوں گے تو میں شاہ بابل کو اور اس قوم کو اور کسدیوں کے ملک کو ان کی بدکرداری کے سبب سزا دونگا .... تب میں ان کے اعمال کے مطابق اور ان کے ہاتھوں کے کاموں کے مطابق ان کو بدلہ دونگا" (یرمیاہ باب ۲۵: ۱۲ - ۱۴)

خدا بابل کے لوگوں کو کس طرح موردِ گناہ ٹھہرا سکتا ہے جب کہ خدا کہتا

ہے کہ وہ ان کو لڑائی کے لئے چڑھا لایا۔ بائبل اس کے متعلق بیان نہیں کرتی لیکن یہ صاف بیان دیتی ہے کہ گناہ اس کے منصوبہ کے باہر نہ تھا۔

یرمیاہ باب ۵۱: ۲۰ - ۲۳ آیات

بابل کے لوگوں سے مخاطب ہو کر خدا کہتا ہے " تو میرا گرز اور جنگی ہتھیار ہے -- اور تجھی سے قوموں کو توڑتا .... اور سلطنتوں کو .... سوار اور گھوڑے کو .... رتھ اور اس کے سوار کو .... مرد وزن ..... پیر و جوان ..... نوخیز لڑکوں اور لڑکیوں کو ..... چرواہے اور اس کے گلہ کو .... کسان اور اس کے جوڑی بیل کو ..... سرداروں کو حاکموں کو کچلتا ہوں۔

نوحہ باب ۱: ۱۷ آیت

" یعقوب کی بابت خداوند نے حکم دیا ہے کہ اس کے ارد گرد والے اس کے دشمن ہوں گے لفظ نوٹ کریں۔

بائبل کے حوالہ جات کی ایک جزوی لسٹ ہے جن میں کہا گیا کہ خدا کچھ قوموں کو اسرائیل کے خلاف چڑھا لائیگا اور دوسری قوموں کو لائیگا کہ وہ حملہ آوروں پر چڑھ جائیں۔ خروج باب ۳۴: ۲۴ آیت ۱۔ سلاطین باب ۱۶: ۳ آیت ۲ تواریخ باب ۱۱: ۴، باب ۱۲: ۸، باب ۲۴: ۲۱ آیت، باب ۲۵: ۱۶، ۲۰ آیت یسعیاہ باب ۴۴: ۲۸، باب ۴۵: ۱ آیت، یرمیاہ باب ۱: ۱۵ آیت، باب ۶: ۲۱ آیت، باب ۱۱: آیت ۱۱، ۱۷، باب ۲۴: ۵ - ۸، باب ۲۷: ۶ - ۱۵، باب ۲۸: ۱۴ آیت، باب ۲۹: ۴، ۱۷، ۱۸، ۲۱، آیات، باب ۳۰: ۲۴ آیت، باب ۳۲: ۲۳ آیت، باب ۳۵: ۱۷ آیت، باب ۴۲: ۱۰ آیت، باب ۴۳: ۱۰ - ۱۳، باب ۴۴: ۶ آیت، باب ۴۵: ۵ آیت، باب ۴۶: ۱۵ آیت، باب ۴۹: ۱۴ آیت، باب ۵۲: ۳ آیت، نوحہ باب ۳: ۳۷، ۳۸ آیات، حزقی ایل باب ۱۲: ۱۵ آیت، باب ۲۵: ۴ - ۱۷ آیات، باب ۲۸: ۱۷ - ۱۹ آیات، باب ۱۹: ۱۹ - ۲۰ آیات، باب ۳۰: ۱۰ - ۲۶ آیات، باب ۳۲: ۱۲ - ۳۲ آیات، باب ۳۵: ۱۰ - ۱۵ آیات، باب ۳۸: ۱۴ - ۲۳ آیات، ہوسیع باب ۱: ۴ آیت، یوایل باب ۳: ۷ آیت، عاموس، باب ۳: ۶ آیت، باب ۴: ۱۰ - ۱۱ آیات، باب ۶: ۸ - ۱۱ آیات، عبدیاہ ۸ آیت، میکاہ باب ۲: ۳ آیت، باب ۴: ۱۱- ۱۲ آیات، باب ۶: ۱۳ - ۱۶، حبقوق باب ۱: ۶ - ۱۲

سوالات برائے بحث

۱۔ " رد کیا جانا " کی تعریف دوبارہ پڑھیں اور بتائیں کہ " رد کیا جانا کیسے ۱۔ دائمی ۲۔ حتمی ۳۔ غیر مشروط ۴۔ مستثنیٰ ۵۔ دانشمندانہ ۶۔ پاکیزہ اور ۷ پراسرار ہے۔

۲۔ کیا بائبل غلطیوں سے پاک ہے ؟ آپ ایسا کیوں سوچتے ہیں؟

۳۔ " رد کیا جانا " جیسے بہت مشکل معاملے میں کیا بائبل پر یقینی طور سے بھروسہ کیا جاسکتا ہے ؟

۴۔ بائبل سے ثابت کریں کہ خدا گناہ سے نفرت رکھتا ہے -

PRECEPTIVE

۵۔ خدا کے تحریری فرمان والی مرضی سے کیا مراد ہے اور اس کی تقدیر والی مرضی سے کیا مراد ہے -؟

۶۔ کچھ لوگ خدا کی حکمیہ مرضی کو اس کی پوشیدہ مرضی سے سمجھتے ہیں یہ کس لحاظ سے پوشیدہ ہے اور کس لحاظ سے پوشیدہ نہیں ؟

۷۔ استثنا باب ۲۹ | ۲۹ آیت خدا کے تحریری فرمان اور حکمیہ مرضی کے متعلق کیا بیان کرتی ہے ؟

۸۔ چناؤ PRETRITION کا الٹ کیا ہے اس اصطلاح کے ٹھیک معنی جاننے کی یقین دہانی کرلیں۔

۹۔ سزا کیا ہے ؟

۱۰۔ اگر آپ کو " رد کئے جانے کی تفصیل بیان کرنا پڑے تو کیا آپ مسترد کئے جانے کی سزا کو اس تعلیم میں شامل کرینگے ؟ تفصیل سے بیان کریں کہ کیوں ؟

۱۱۔ یہ کہنے سے کیا مراد ہے کہ، چناؤ کا الٹ، غیر مشروط ہے ؟ کیا آپ بائبل سے یہ ثابت کرسکتے ہیں ؟

۱۲۔ کیا چناؤ، چناؤ کی الٹ سائڈ کے بغیر ممکن ہے ؟ تفصیل سے بیان کریں

۱۳ - اس بیان کو تفصیل سے بتائیں خدا نارضامندی سے گناہ کا قصد کرتا ہے

۱۴ - کیا یہ کہنا ممکن ہے کہ خدا گناہ کو مقرر کرتا ہے لیکن خود اس کا مورد الزام نہیں ہوتا؟ اس کو ثابت کریں؟

۱۵ اگسٹین کا اس سے کیا مطلب تھا جب اس نے کہا کہ خدا یقینی طور پر گناہ کی اجازت دیتا ہے؟

۱۶ - بائبل میں جو کچھ لکھا ہے بمعہ "رد کیا جانا"، کیا اس کی تعلیم دینی چاہیئے؟ یا وہ جو ایک مناد سوچتا ہے کہ اس کی کلیسیا کی ترقی کے لئے ہے؟

۱۷ - آپ کیسے جان سکتے ہیں کہ آپ نجات یافتہ ہیں؟

۱۸ - آپ کیسے جان سکتے ہیں کہ آپ رد کئے ہوئے ہیں؟ کیا آپ اپنے جواب میں پر یقین ہیں؟

۱۹ - یہ کہنے سے کیا مطلب ہے "بے خبری دانشمندی ہے"

۲۰ - ہائیڈلبرگ HEIDELBERG اقرارلایمان اور بیلجک اقرارلایمان خدا کے متعلق کیا بیان کرتے ہیں

RESOURCE MATERIALS

ذریعہ مواد

کیلون نے لکھا کہ پیشتر سے تقرری کے موضوع پر مطالعہ کرتے وقت دو
زیادہ تجسس جو خدا نے
رویہ جات سے گریز کرنا چاہیئے ۔ اس بات پر حد سے
ظاہر نہیں کیا جو اس نے ظاہر کیا اس کو سکھانے میں حد سے زیادہ بزدلی۔
زیادہ انسانی تجسس سے
پہلی حالت میں ۔ وہ پیشتر سے تقرری پر حد سے
بحث کا پہلو نکلتا ہے جو کہ پہلے ہی بذات خود کچھ پیچیدہ، پریشان کن اور
خطرناک ہے ممانعت شدہ ان جانی راہوں میں بھٹک جانے اور خواہ مخواہ اوپر

کی او نچائیوں میں ٹانگ اڑانے سے کوئی پابندی اس کو قابو میں نہیں رکھ سکتی

اگر اس کی اجازت ہوتی تو پھر خدا کا کوئی پوشیدہ بھید نہ رہ جاتا جس کی دریافت اور گہرائیوں کو نہ ٹٹولا جاتا ۔ ہم بہت ساروں کو تمام اطراف سے اس جسارت اور کوتاہ اندیشی سے اندھا دھند کودتے ہوئے دیکھتے ہیں ۔ ان میں ایسے بھی لوگ شامل ہیں جو کسی اور لحاظ سے برے نہیں ان کو موزوں وقت پر اس سلسلے میں ان کے فرائض کی حدود کی یاددہانی کرانی چاہیئے ۔

پہلے ۔ تو ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ جب وہ پیشتر سے تقرری کا کھوج نکالتے ہیں تو وہ الٰہی ادراک کی متبرک حدود کی تہہ تک پہنچنا چاہیئے ۔ اگر کوئی بے مقصد بھروسے کے اس جگہ گھس جانے وہ اپنے تجسس کی تشفی کرنے میں کامیاب نہ ہو گا اور وہ ایسی بھول بھلیوں میں پڑجائیگا جس میں سے باہر نکلنے کا راستہ نہ مل سکے گا کیونکہ یہ کسی کے لئے درست نہیں کہ بغیر کسی پابندی کے ان چیزوں کا کھوج نکالے جن کو خدا نے اپنی ذات میں رکھنے کا قصد کیا ہے ۔ نہ ہی کسی کے لئے یہ درست ہے کہ وہ پر جلال ادراک کا ابدیت سے کھوج لگانے جس کی خدا ہم سے توقع کرتا ہے کہ ہم احترام کریں نہ کہ سمجھے تاکہ اس کے ذریعے بھی وہ ہمیں تعجب سے معمور کرے ۔ اپنی مرضی کے بھیدوں کو جن کا اس نے فیصلہ کیا کہ ہم پر ظاہر کرے اس نے اپنے میں پیش کر دیئے جہاں تک اس نے دیکھا کہ وہ ہمارے لئے اور ہمارے فائدے کے لئے ہیں اس نے ان کو ظاہر کرنے کا فیصلہ کیا ۔

کیلون کے نزدیک خدا کا کلام ہی واحد اصول ہے جس سے ہم پیشتر سے تقرری کے معاملے پر غور کرسکتے ہیں وہ اگر یہ تصور ہم پر غالب رہے کہ ہماری جستجو میں کارفرما خدا کا کلام ہی واحد راستہ ہے جسے ہم خدا کے متعلق اپنے ذہنوں میں رکھنا جائز اور درست سمجھتے ہیں ۔ اور وہی واحد روشنی ہمارے تصورات کو جو ہم اس کے لئے رکھتے ہیں منور کرتی ہے یہ بآسانی ہمیں تمام ناعقبت

اندیشی سے روکے رکھے گی کیونکہ اس سے ہم جان جائینگے کہ جس لمحہ ہم خدا کے کلام کی حدود سے تجاوز کریں ہماری روش اندھیرے میں ہوگی اور ہمارا انجام بار بار گمراہ ہونا ۔ پھسلنا اور ٹھوکر کھانا ہوگا اس لئے یہ بات سب سے پہلے ہمارے سامنے رہے کہ پیشتر سے تقرری پر کسی علم کی تلاش ، بجائے اس کے جو خدا کا کلام ظاہر کرتا ہے حماقت سے کم نہیں کہ کوئی ایسی کم تر راہوں پر چلنے کا فیصلہ کرے جہاں مطالعہ کی راہیں متعین نہ ہوئی ہوں یا یہ کہ وہ تاریکی دیکھے ۔ آئیں ہم اس پر کچھ پہلوؤں پر بے علمی کی شرم محسوس نہ کریں کیونکہ یہ فاضلانہ قسم کی جہالت ہے ۔

اس کی بجائے آئیں ہم ایسے علم کے تجسس سے باز رہیں یعنی ایسی پرجوش خواہش جو بیوقوفانہ اور خطرناک بلکہ جان لیوا اور مہلک ہے ۔ لیکن اگر بے مقصد تجسس ہمیں بے چین کرتا ہے تو یہ ہمیشہ فائدہ مند ہوگا اس تصور کی مخالفت کی جائے جو ہمیں قابو میں رکھ سکتا ہے جیسے کہ بہت زیادہ شہد اچھا نہیں ہوتا ۔ تجسس کے متعلق اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ۔ جلال پر کھوج جلال میں نہیں بدل جاتا ۔ یہ ایک معقول وجہ ہے کہ ہم اس گستاخی سے باز رہیں جو ہمیں تباہی میں دھکیل سکتی ہے ۔

دوسرا رویہ جس سے ہمیں اجتناب کرنا چاہئیے ۔ کیلون نے کہا ۔ ان کے لئے ہے جو وہ چاہتے ہیں کہ پیشتر سے تقرری کے ہر بیان کو دفن کردیا جائے ۔ بے شک وہ ہمیں سکھاتے ہیں کہ جس طرح دوہری گرہ لگا دی جاتی ہے اسی طرح اس پر کسی سوال سے احتراز کیا جائے ،، ۔ یہ رویہ بھی غلط ہے وہ کیونکہ کلام روح القدس کا سکول ہے ۔ جس میں کوئی چیز بھی جو ہمارے جاننے کے لئے ضروری اور فائدہ مند ہے چھوڑی نہیں گئی ۔ اس لئے اس میں کوئی چیز بھی سکھائی نہیں جاتی جو ہمارے جاننے کے لئے ضروری نہ ہو ۔ اس لئے ہمیں یہ خیال رکھنا ہوگا کہ ہم ایمانداروں کو کسی ایسی چیز سے جو پیشتر سے تقرری پر کلام نے ظاہر کی ہے محروم نہ کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بدنیتی سے ان کے خدا

کی برکات سے ان کو محروم کردیں یا روح القدس پر الزام تراشی کریں اور مذاق اڑائیں اس اشاعت پر جس کو ہر حالت میں دیا نافع بخش ہے آئیں ۔ میں کہتا ہوں ۔ ایک مسیحی کو خدا کے ہر اظہار کے لئے جو اس سے متعلق ہیں اپنے کان اور ذہن کھولنے دیں بشرطیکہ وہ اس پابندی کے ساتھ ہو کہ جب خداوند اپنے پاک ہونٹوں کو بند کرے تو وہ بھی ایک دم تجسس بند کردے کیلون اپنے بیانات یہ کہنے کے ساتھ ختم کرتا ہے کہ یہ اس کی دلی خواہش ہے کہ وہ جو پیشتر سے تقرری کو دفن کرنا چاہتے ہیں اس بات کو تسلیم کریں

CALVIN 3 . 21 . 2 CALVIN 3 . 21 . 3

کہ ہم اس کا کھوج نہیں نکالیں گے جو خدا نے اپنے پوشیدہ بھید میں رکھا ہے اور اس کو نظر انداز نہیں کرینگے جس کا اس نے اظہار کیا ہے ۔ تاکہ ایک طرف ہم ضرورت سے زیادہ تجسس کی سزا کے مجرم نہ ٹھہریں اور دوسری طرف شدید ناشکرگذاری کے .... اگر کوئی بھی پیشتر سے تقرری پر نفرت کے ڈھیر لگاتا ہے تو یہ خدا کو ملامت کرنے کے مترادف ہے جیسے کہ خدا نے نادانستہ طور پر کسی چیز کو نکل جانے دیا جو کلیسیا کے لئے نقصان دہ تھی ۔

اس لئے کیلون نے SCRIPTURA TOTA اور SCRIPTURA SOLA کے اصول کی تعلیم دی ۔ یعنی کلام ہی کلام سوائے کلام اور کچھ نہیں وہ تمام سمع پیشتر سے تقرری کے جو خدا نے ظاہر کیا ہے سکھانا چاہیے ۔ لیکن اس کو کلام کے باہر نہیں جانا چاہیے یعنی اس کے لئے قیاس آرائیاں جو خدا نے ظاہر نہیں کیں کیلون نے جو رویہ بیان کیا ہے اس سے بہتر رویہ کوئی اور ہے نہیں ۔

THE BELGIC CONFFSSION OF) FAITH (1561

بیلجک اقرار الایمان (۱۵۶۱)

ARTICLE XIII، آرٹیکل ۱۳

THE PROVIDENCE OF GOD AND HIS COVENANT OF ALL THINGS.

خدا کا فضل اور تمام چیزوں کے بارے اس کا عہد

ہمارا ایمان ہے کہ جب پاک خدا سب چیزیں خلق کر چکا تو ان کو بھلا نہ دیا نہ تقدیر اور اتفاق کے حوالے کر دیا۔ وہ اپنی پاک مرضی کے مطابق ان کا انتظام کرتا اور ان کی حکمرانی کرتا ہے تاکہ اس کے مقررہ انتظام کے بغیر ان کے ساتھ اس دنیا میں کچھ نہ ہونے پائے۔ تو بھی جو گناہ ہوتے ہیں خدا نہ ان کا موجد ہے اور نہ وہ ان کا مورد الزام ہے اس لئے کہ اس کی قدرت اور نیکی عقل و فہم سے کہیں بالاتر ہے۔ جن کاموں کا وہ حکم دیتا ہے ان کو نہایت عمدگی اور منصفانہ طور پر عمل میں لاتا ہے اس کے باوجود بد اعمال اور شیاطین بے انصافی سے عمل کرتے ہیں اس کے کام انسانی عقل سے کہیں بالاتر ہیں۔ ہم جتنی ہماری صلاحیت ہے اس سے بڑھ کر زیادہ تجسس سے کھوج نہیں لگائیں گے۔ لیکن بڑی حلیمی اور تعظیم سے خدا کے راست باز فیصلوں کی جو ہم سے پوشیدہ ہے ستائش کرینگے ہمیں اس پر قناعت ہے کہ خداوند مسیح کے شاگرد ہیں کہ ان حدود کی خلاف ورزی کئے بغیر ان چیزوں کو سیکھیں جو اس نے اپنے کلام میں ہم پر ظاہر کر دی ہیں

یہ تعلیم ہمیں بے بہا تسلی مہیا کرتی ہے اس میں ہمیں سکھایا گیا ہے کوئی چیز بھی ہمیں حادثاتی طور پر نہیں ملتی سوائے ہمارے نہایت رحیم اور آسمانی باپ کی مرضی کے جو پدرانہ حفاظت سے ہماری دیکھ بھال کرتا اور تمام جیتی جانوں کو اپنی قدرت کے تابع رکھتا ہے کہ ہمارے سر کا ایک بال (کیونکہ

ان تمام کا شمار ہو چکا ہے) اور نہ ہمارے باپ کی مرضی کے بغیر ایک چڑیا زمین پر گر سکتی ہے اس خدا پر ہمارا پورا بھروسہ ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ شیطان اور ہمارے تمام دشمنوں کو قبضہ میں رکھتا ہے کہ اس کی مرضی اور اجازت کے بغیر ہمیں نقصان نہیں دے سکتے۔

اس لئے ہم EPICUREANS کے غلط لعنت آمیز خیالات کو رد کرتے ہیں جن کا کہنا ہے کہ خدا کسی چیز کی پروا نہیں کرتا بلکہ اس نے ہر چیز کو اتفاق پر چھوڑا ہوا ہے

ARTICLE XIV، آرٹیکل ۱۴

THE CREATION AND FALL OF MAN, AND HIS INCAPACITY TO PERFORM WHAT IS TRUELY GOOD ..

آدمی کی تخلیق اور اس کا گر جانا اور اس حقیقی نیک کام کرنے میں معذوری۔

ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدا نے آدمی کو زمین کی مٹی سے خلق کیا اور اس کو اپنی شکل اور شبیہ پر اچھی راستباز اور پاک بناوٹ اور تشکیل دی جو ہر چیز میں اس قابل تھا کہ خوش اسلوبی سے اپنی مرضی خدا کی مرضی کے مطابق کرے۔ عزت اور احترام میں ہوتے ہوئے وہ اس کو سمجھ نہ سکا اور نہ ہی اپنی عظمت کو جانا بلکہ اپنی مرضی سے اپنے آپ کو گناہ کے حوالے کر دیا اور اس کے نتیجے میں موت اور لعنت کے حوالے ہو گیا۔ اس نے شیطان کی سنی۔ کیونکہ زندگی کا فرمان جو اس کو ملا تھا اس نے اس کی خلاف ورزی کی اور گناہ کے سبب اپنے آپ کو خدا سے جدا کر لیا جو کہ اس کی حقیقی زندگی تھا۔ اپنی ساری نیت کو بگاڑتے ہوئے وہ اپنی جسمانی اور روحانی موت کا سزاوار بنا۔ اور اس طرح وہ اپنی تمام

راہوں میں بد چلن کجرو اور غیر اخلاقی بن گیا۔ اس نے اپنے تمام عمدہ تحائف جو اس کو خدا کی طرف سے ملے تھے کھودئے اور بہت قلیل سا بقیہ رکھا جو کافی ہے کہ آدمی کو کوئی عذر ہو۔ کیونکہ تمام روشنی جو ہم میں ہے تاریکی میں تبدیل ہو گئی ہے۔ کلام کے ان بیانات سے ہم سیکھتے ہیں کہ روشنی تاریکی میں چمکتی ہے لیکن تاریکی نے اسے قبول نہ کیا۔ مقدس یوحنا آدمیوں کو تاریکی سے تشبیہ دیتا ہے۔

اس لئے ہم اس تمام کو رد کرتے ہیں جو اس تصور کے خلاف آدمی کی آزاد مرضی کے متعلق سکھایا گیا ہے۔ چونکہ آدمی صرف گناہ کا غلام ہے اور کچھ حاصل نہیں کرسکتا جب تک آسمان سے اسے نے دیا گیا ہو۔ کون شیخی ماننے کا سوچ سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ سے کوئی نیکی کا کام کرسکتا ہے۔ جب کہ مسیح خداوند نے کہا کوئی میرے پاس آ نہیں سکتا جب تک باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اس کو کھینچ نہ لائے۔ کون اپنی مرضی میں شادمان ہوگا؟ کون سمجھتا ہے کہ جسمانی نیت خدا کی دشمنی ہے؟ کون اپنے علم کی بات کرسکتا ہے جب کہ طبعی آدمی روح القدس کی چیزیں حاصل نہیں کرسکتا؟ مختصرا کون کوئی خیال پیش کرنے کی جسارت کرسکتا ہے جب کہ وہ جانتا ہے کہ وہ اپنے آپ میں خود کفیل نہیں کہ کسی چیز کو اپنے حساب میں شامل کرے۔ کیونکہ ہماری کفالت خود خدا ہے اس لئے جو رسول نے کہا ہے اس کو حقیقت میں یقینی اور پائیدار ماننا چاہئے کہ خدا ہم میں اپنی نیک مرضی سے نیت اور عمل پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ کوئی سمجھ اور کوئی مرضی نہیں جو خدا کی سمجھ اور مرضی کے مطابق ہو سوائے اس کے جو مسیح نے آدمی میں کیا ہے جس نے ہمیں سکھایا جب وہ کہتا ہے میرے بغیر تم کچھ نہیں کرسکتے۔

آرٹیکل ۱۵

ابتدائی گناہ

ہمارا ایمان ہے کہ آدم کی نافرمانی سے ابتدائی گناہ تمام انسانیت میں پھیل گیا جو تمام کی تمام کائنات کا بگاڑ ہے اور موروثی بیماری ہے جس سے نو مولود بچے بھی اپنی ماں کے پیٹ میں اسی بیماری کے جراثیم سے متاثر ہونے اور اس سے آدمی میں تمام قسم کا گناہ پیدا ہوتا ہے آدمی میں اس کی جڑ ہونے کے سبب یہ خدا کی نظر میں اتنا خراب، نفرت انگیز اور گھناؤنا ہے کہ تمام انسانیت کو مجرم ٹھہرانے کے لئے یہ کافی ہے یہ بپتسمہ سے بھی یکسر ختم یا پورے طور سے جڑسے اکھاڑا نہیں جاتا۔

چونکہ گناہ صرف اسی گھناؤنے منبع سے جنم لیتا ہے جیسے پانی چشمہ سے حالانکہ سزا کے لئے خدا کے فرندوں پر مسلط نہیں بلکہ فضل اور رحم سے ان کو معاف کر دیا گیا اس لئے نہیں کہ وہ گناہ میں محفوظ اور بے خطر بیٹھے رہیں بلکہ اس بگاڑ کے احساس سے ایماندار اکثر آہیں بھرتے اور اس موت کے بدن سے مخلصی کی راہ دیکھتے ہیں۔ اس لئے ہم پیلجئین کے غلط اور گمراہ کن عقیدے کو رد کرتے ہیں جن کا پر زور دعویٰ ہے کہ گناہ نقل اور تقلید کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔

آرٹیکل ۱۶

ہمارا ایمان ہے کہ تمام نسل آدم ہمارے پہلے ماں باپ کے گناہ کے سبب تباہی اور بربادی میں گر گئے۔ خدا نے اپنا ظہور جیسے وہ ہے کیا۔ جس کا مطلب ہے رحیم اور منصف خدا۔ رحیم۔ خدا جب وہ اس تباہی سے چھڑاتا اور محفوظ رکھتا ہے ان سب کو جن کو اس نے اپنی ازلی اور لاتبدیل نیکی کی مشورت سے ہمارے خداوند یسوع مسیح میں بغیر ان کے کاموں کا لحاظ کئے چن لیا۔

منصف ۔ دوسروں کو بگاڑ اور بربادی میں چھوڑ دیا جس میں انہوں نے اپنے آپ کو پھنسا لیا ہے۔

باب ۳

کیلون ازم کے پانچ نکات

خدا کے دائمی فرمان کا ویسٹ منسٹر اقرار الایمان

(۱۶۴۸)

(الف) خدا نے ابد سے اپنی ہی مرضی کی نہایت حکمت اور پاک مشورت سے جو وقوع میں آتا ہے اس کو آزادانہ اور مستقل متعین کیا۔ تو بھی یہ اس طرح کیا کہ خدا گناہ کا موجد نہیں ہے اور نہ ہی مخلوقات کی مرضی میں خلاف ورزی کی پیش کش کرتا ہے۔ نہ ہی آزادی یا فطرت ثانیہ کے مقاصد کے امکان کو دور کر دیتا ہے بلکہ مقرر کر دیتا ہے۔

(ب) اگرچہ خدا کو معلوم ہے کہ مفروضہ حالات میں کیا کچھ وقوع میں آئیگا یا آ سکتا ہے تو بھی اس نے کسی چیز کا فرمان اس سبب سے نہیں دیا کہ اس نے پہلے سے مستقبل میں دیکھ لیا تھا یا یہ کہ ایسے حالات میں کیا وقوع پذیر ہو گا۔

(ج) اس کے جلال کے اظہار کے لئے خدا کے فرمان سے کچھ آدمیوں اور فرشتگان کی ہمیشہ کی زندگی کے لئے پیشتر سے تقرری کر دی گئی ہے اور دوسروں کو ہمیشہ کی ہلاکت کے لئے پہلے سے مقرر کر دیا گیا ہے۔

(د) یہ فرشتے اور آدمی خاص طور پر اور لاتبدیل طریقے سے تشکیل کئے گئے ہیں جو پیشتر سے تقرر اور پیشتر سے مقرر کئے گئے ہیں اور ان کا شمار ایسا مخصوص اور معین ہے کہ یہ نہ بڑھ سکتا ہے نہ گھٹ سکتا ہے۔

(ذ) آدمیوں میں وہ جو زندگی کے لئے پیشتر سے مقرر کئے گئے ۔ خدا نے اپنے ابدی اور لاتبدیل مقصد سے ، اپنی نیک مرضی کی خوشنودی اور پوشیدہ مشورت سے محض اپنے مفت فضل اور پیار سے ابدی جلال کے لئے اس سے

پہلے کہ دنیا کی بنیاد ڈالی گئی ان کو مسیح میں چن لیا ، خدا نے ان شرائط اور وجوہات سے نہیں کیا کہ اس نے ایمان ، نیک اعمال یا دونوں میں ثابت قدمی اور مخلوق میں کوئی چیز دور بینی سے دیکھ لی تھیں اس نے اپنے پر جلال فضل کی تعظیم کے لئے کیا۔

(ذ) جس طرح خدا نے برگزیدہ کو جلال کے لئے مقرر کیا اس طرح اس نے اپنے ابدی اور آزاد مقصد کی مرضی سے تمام ذرائع کو پیشتر سے مقرر کیا ۔ اس لئے جو برگزیدہ بنائے گئے آدم میں گر گئے پر مسیح میں ان کا چھٹکارا ہوا ۔ مسیح میں اس روح سے جو مناسب وقت پر کام کرتا ہے موثر ایمان کے لئے بلائے گئے ، راست باز ٹھہرے ، لے پالک بنے ، تقدیس ہوئی اور ایمان کے وسیلے نجات کے لئے اس کی قدرت میں محفوظ ہیں برگزیدہ کے علاوہ نہ کوئی مسیح میں چھڑائے گئے ، نہ موثر طور پر بلائے گئے ، نہ راست باز ٹھہرے نہ لے پالک بنے ، نہ ان کی تقدیس ہوئی اور نہ بچائے گئے۔

(ط) باقی ماندہ انسانیت کے لئے خدا کو پسند آیا کہ اپنی ہی بے حد مشورت کے مطابق جس سے وہ اپنی خوشی سے فضل دیتا اور فضل روک لیتا ہے اپنی مخلوقات پر اپنی حاکمیت کی قدرت کے جلال کے لئے ان کو چھوڑ جاتا اور ان کے گناہوں پر ان کو بے عزتی اور غضب کے لئے مقرر کر دیتا ہے ۔ اس کے پر جلال انصاف کے لئے اس کی تعریف ہو۔

(ظ) پیشتر سے تقرری کے گہرے بھید کی تعلیم کا مطالعہ خاص ہوشمندی اور ہوشیاری سے ہونا چاہئے کیونکہ آدمی خدا کی مرضی جو کلام میں ظاہر کر گئی ہے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے ، اس کی تابعداری کرتے ہوئے ، اپنے موثر بلاوے کی یقین دہانی سے اپنے ابدی چناؤ کا یقین کریں تا کہ یہ تعلیم سبب ہو خدا کی تعریف ، تعظیم اور عظمت کا اور حلیمی ، جانفشانی اور کثرت سے تسلی ان سب کے لئے جو موثر طور سے خدا کے کلام کی تابعداری کرتے ہیں۔

باب پانچ

خدا کی پروردگاری

(الف) خدا تمام چیزوں کا خالق اور سنبھالنے والا ہے ، درست کاروائی کرتا اور مرضی کے مطابق کام لیتا اور بڑے سے لے کر چھوٹے تک تمام مخلوق ، اعمال اور چیزوں پر اپنی بے حد ادراک اور پاک فضل سے اپنے لاخطا علم سابقہ اور اپنی ادراک ، قدرت ، انصاف ، نیکی اور فضل کے جلال کی تعریف کے لئے حکمرانی کرتا ہے

(ب) اگرچہ خدا کے علم سابقہ اور فرمان کے سلسلے میں فطرت اول میں تمام چیزیں حتمی طور سے وقوع پذیر ہوتی ہیں تو بھی اسی فضل کے تحت وہ حکم دیتا ہے کہ ضروری طور سے یا آزادی سے یا ناگہانی حادثہ سے یوں فطرت ثانیہ کے مطابق واقعہ ہوں ۔

(ج) خدا اپنے عام فضل میں ذرائع کو استعمال میں لاتا ہے تو بھی وہ اپنی مرضی میں آزاد ہے کہ ان کے بغیر ، ان کے اوپر اور اس کے خلاف کام کرے ۔

(د) خدا کے فضل میں اس کی قادر قدرت بے نشان ادراک اور لا انتہا نیکی اتنی دور تک پھیلی ہوئی ہے کہ آدم کے گر جانے اور فرشتوں اور آدمیوں کے گناہوں تک اس کی رسائی ہے ۔ یہ محض ایک اجازت سے نہیں بلکہ دانشمندانہ اور قادر حد بندی اس کے ساتھ منسلک ہے دوسرے معنوں میں اس نے اپنے پاک مقاصد کے لئے گوناں گوں الہی تقدیروں سے حکم دیا اور اس کا بندوبست کیا ۔ تو بھی گناہ اس طرح کہ گناہ مخلوق سے صادر ہو نہ کہ خدا سے جو نہایت پاک اور راست ہے ۔ وہ گناہ کا پسند کرنے والا اور موجد نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے ۔

(ذ) بے حد ادراک والا ، راست اور رحیم خدا کئی دفعہ اپنے بچوں کو

کچھ وقت کے لئے متعدد آزمائشوں کے لئے ان کو چھوڑ دیتا ہے تا کہ ان کے ماضی کے گناہوں کے لئے ان کو تنبیہ کرے اور ان سے دل کی پوشیدہ خرابی اور فریب کو ان پر ظاہر کر دے ۔ تا کہ وہ حلیم کئے جائیں اور ان کو راغب کیا جائے کہ وہ اپنی مدد کے لئے زیادہ قربت اور لگاتار بھروسہ اس پر رکھیں اور ان کو اس قابل بنائے کہ وہ مستقبل کے گناہوں سے ہوشیار رہیں اور کئی دوسرے راست اور پاک مقاصد کے لئے بھی ۔

(ڈ) ان بد اعمال اور لا خدا لوگوں کے بارے میں جن کے راست باز منصف خدا ان کے ماضی کے گناہوں کے سبب اندھا اور سخت کرتا ہے ۔ ان سے نہ صرف اپنے فضل کو روک لیتا ہے جس کے وسیلے ان کی عقلیں روشن ہوں اور ان کے دلوں پر اثر ہوتا لیکن بعض اوقات ان تحائف کو جو ان کے پاس ہیں واپس لے لیتا ہے اور ان کو ایسے حالات میں ڈالتا ہے کہ ان کی خرابی بدی گناہ کا سبب ہے اوراس طرح اس کو ان کی نفسانی خواہشات اور دینوی آزمائشوں اور شیطان کے قبضے میں چھوڑ دیتا ہے جس سے وہ اپنے آپ کو سخت کر لیتے ہیں یہاں تک کہ ان ذرائع سے جو خدا دوسروں کو نرم کرتے ہیں استعمال کرتا ہے وہ ذرائع بھی ان کو سخت کرنے کا سبب بنتے ہیں ۔

(ط) جس طرح خدا کا فضل عام طور پر تمام مخلوقات تک پہنچتا ہے اسی طرح ایک نہایت خاص طریقے کے بعد وہ اپنی کلیسیا کی حفاظت کرتا ہے اور تمام چیزیں اس کی بھلائی کے لئے استعمال میں لاتا ہے ۔

باب ۶

آدمی کے گر جانے ، گناہ اور سزا کے متعلق

(الف) ہمارے پہلے ماں باپ نے شیطان کی پیچیدہ اور آزمائش سے ورغلائے جانے کے سبب منع شدہ پھل کھانے کا گناہ کیا ۔ خدا کو پسند آیا کہ ان کے اس گناہ کی اجازت اپنی ادراک اور پاک مشورت سے دے اس مقصد کے

ساتھ کہ اس کو اپنے جلال کے لئے استعمال کرے ۔

(ب) اس گناہ کے سبب وہ اپنی پہلی راستبازی اور خدا کے ملاپ سے گر گئے اور اس سبب گناہ میں مردہ ہو گئے اور پورے طور سے جسم اور روح کے تمام حصوں اور شعبوں میں آلودہ ہو گئے ۔

(ج) چونکہ تمام انسانیت کی جڑ وہ تھے اس لئے گناہ کا الزام ، گناہ میں وہی موت ۔ بدی والی خصلت نسل در نسل ان کے تمام اولاد میں پھیلی اور مسلط ہوئی ۔

(د) اس اصل بدی سے تمام حقیقی گناہ صادر ہوتے ہیں جس کے سبب ہم بالکل ناکارہ اور بیکار ۔ تمام نیکی کے مخالف اور پورے طور سے تمام بدی کی طرف راغب ہو گئے ۔

(ذ) فطرت کی یہ بدی نئے سرے سے پیدا لوگوں میں بھی اس زندگی کے دوران رہتی ہے ۔ اگرچہ یہ ہو بھی کہ مسیح کے وسیلے معاف اور گناہ سے مردہ بھی کر دے گئے تو بھی یہ بدی اور اس سے تمام تحریکیں حقیقت ہیں اور اصل میں دونوں گناہ ہیں ۔

(ڈ) ہر گناہ پہلا اور حقیقی دونوں خدا کی راست شریعت کی نافرمانی ہیں اور برعکس ہیں اور یہ اپنی ذات سے گنہگار پر گناہ وارد کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ خدا کے قہر اور شریعت کی لعنت کی حد میں آجاتا ہے اور اس سبب سے تمام روحانی جسمانی اور ابدی مصائب کے ساتھ موت کے تابع ہو جاتا ہے

باب ۷
خدا کا عہد آدمی کے ساتھ کے متعلق

(الف) پہلا عہد جو آدمی سے باندھا گیا وہ اعمال کا عہد تھا جس میں آدم سے زندگی کا وعدہ کیا گیا اور اس میں اسی کی اولاد سے اس شرط سے کہ وہ

کامل اور شخصی تابعداری کرے ۔

(ب) آدمی نے گر جانے کے سبب اس عہد کے تحت اپنے آپ کو زندگی کے ناقابل بنا لیا ۔ خدا کو پسند آیا کہ ایک دوسرا عہد جو عام طور پر فضل کا عہد کہلاتا ہے ۔ جس میں وہ گنہگاروں کو خداوند یسوع مسیح میں مفت زندگی اور نجات کی پیش کش کرتا ہے کہ اس پر ایمان لائیں اور بچ جائیں اور ان تمام کو جو ہمیشہ کی زندگی کے لئے مقرر کر دئے گئے اپنا روح القدس دینے کا وعدہ کیا کہ وہ ان کو راضی کرے اور ایمان لانے کے قابل بنائے ۔

باب ۸
مسیح درمیانی کے متعلق

(الف) خدا کو پسند آیا کہ اپنے ازلی مقصد کے تحت اپنے اکلوتے بیٹے خداوند یسوع مسیح کو چنے اور مقرر کرے کہ خدا اور آدمی کے درمیان ۔ درمیانی نبی ۔ کاہن اور بادشاہ ، کلیسیا کا سر اور نجات دہندہ ۔ تمام چیزوں کا وارث اور دنیا کا منصف ہو جس کو ازل ہی سے ایک قوم دی گئی کہ وہ اس کی نسل ہوں اور وقت مقررہ پر اس کے وسیلے چھٹکارا پائیں ۔ بلائے جائیں ۔ راستباز ٹھہرائے جائیں تقدیس شدہ ہوں اور جلال حاصل کریں ۔

(ج) خداوند مسیح نے اپنی کامل تابعداری اور قربانی جو اس نے ایک ہی دفعہ ابدی روح کے وسیلے خدا کو پیش کی اس سے اپنے باپ کے انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کر کے نہ صرف دوبارہ باپ سے ملاپ خریدا بلکہ ان سب کے لئے جن کو باپ نے اسی کے سپرد کیا خدا کی بادشاہی میں ہمیشہ کی میراث خریدی ۔

(د) وہ سب جن کو مسیح نے اپنے خون سے خریدا ہے وہ یقینی طور پر اور موثر طور پر ان کی مخلصی کو کام میں لاتا اور اس کی خبر دیتا ہے ان کی شفاعت کرتا اور اپنے کلام میں اور کلام سے نجات کے بھیدوں کو ان پر ظاہر

کرتا ہے ۔ اور اپنے روح القدس سے موثر طور پر ایمان لانے اور تابعداری کرنے کے لئے راغب کرتا ہے ۔ اور روح القدس اور کلام سے ان کے دلوں کی راہنمائی کرتا ہے اور اپنی ادراک اور قادر قدرت سے ان کے تمام دشمنوں کو اس طرز اور طریقے سے شکست دیتا ہے جو اس عجیب اور بے نشان الہی تقدیروں سے کمال کی حد تک ہم آہنگ ہوں ۔

باب ۹

آزاد مرضی کے متعلق

۱- خدا نے آدمی کی مرضی کو ایسی قدرتی آزادی مہیا کی ہے کہ نہ تو اس پر زبردستی ٹھونسی گئی ہے اور نہ قدرت کی کسی حتمی مجبوری سے نیکی اور بدی کا تعین کیا ہے ۔

۲- آدمی اپنی بے گناہی کی حالت میں آزادی اور قوت سے جو خدا کی نظر میں اچھا اور بھلا تھا اس کو پسند کرے اور عمل میں لانے ۔ لیکن تغیر پذیری کے سبب وہ اس حالت سے گر سکتا ہے ۔

۳- آدمی نے گناہ میں گرجانے کے باعث نجات بخش روحانی نیکی کو چننے کی تمام صلاحیتیں کھو دی ہیں ۔ وہ ایک آدمی ہے ۔ کلی طور پر نیکی کے کام سے اس کو نفرت ہے ۔ اور گناہ میں مردہ وہ اس قابل نہیں کہ اپنے آپ سے اپنی تبدیلی کرے یا تبدیلی کے لئے تیار ہو۔

۴- جب خدا کسی گنہگار کی تبدیلی کرتا ہے اور اس کو فضل کی حالت میں لے آتا ہے تو وہ اسے صرف اپنے فضل سے گناہ کی قدرتی قید سے آزاد کر کے اس قابل بناتا ہے کہ آزادی سے روحانی طور پر درست فیصلہ کرے اس کے باوجود اپنی باقی ماندہ بدی کے باعث وہ کاملیت سے عمل نہیں کرتا نہ ہی صرف اچھے کا انتخاب کرتا ہے بلکہ وہ برے کا انتخاب کر لیتا ہے ۔

۵- صرف جلال ہی کی حالت میں کامل طور پر اور لاتبدیل طریقے سے صرف نیکی کرنے کے لئے آزاد ہے ۔

باب ۱۰

موثر بلاہٹ کے متعلق ۔